

# ان من البیان السحر

تھا ہر قدیم صغر غزہ و ناز ادر صلیب کی ہر قومی آواز  
میں سطین واقع ہوں پڑوس بائی دونوں سی ملا جلا ہی میرا انداز



نتیجہ طبع صورت آرائے شاہد ان بلا غایت پر دہا سحران  
فصحا ارج آسمان سخندان موج دریائے نکستہ انی یعنی خدو  
عظمیٰ و مستور کبریٰ ام مشتاق بڑی بیگم صبر  
اہلہ عالیہ تعالیٰ جناب طے یقتا آیتہ لیتا انتا حضرت مولوی  
میر قربان علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کیں اگرہ سابق  
ممبر محکمہ محشمہ عالیہ کونسل انج بے پورہ  
حب فرمائش جناب لوی حکیم حاجی سید نظیر حسن خاں صاحب سخا دہلوی

مکتبہ سنی پریس لاہور





یا فتاح

## نذرِ عقیدت

اگر ذرات زمین آفتاب تکین سے چمک یا کوئی نسبتِ آفتاب  
کریں تو اُن کا افتخار ہے، اور آفتاب کو عار نہیں، اگر خورشید تابدار  
کسی غریب کی کشتِ ناز پر نور باری فرمائے تو کشتِ ناز کو طرأتِ حاصل ہوتی  
ہے مگر خورشید کا کچھ سچ نہیں بلکہ بیکس نوازیٰ نالتواں پروریِ خدا پرست ملک نواز  
فلک جاہونجی عادتِ قدیمہ ہے خصوصیتِ حضور کو خداوندِ کریم نے اس شمعِ فانیہ سے  
سفرِ ازل ممتاز فرمایا ہے۔ لہذا حضور پر نور، فلک جاہ پر یوں نواز، جمِ قربتِ فریوں  
شوکتِ حضرتِ بندگانِ اعلیٰ و اقدسِ نظامِ الملک آصف جاہِ سابع ہزار اللہ اللہ  
ہائیں میر عثمان علی خاں بہادر شہر یار دکن بالقابہ خلد اللہ ملکہ و سلطنتہ  
کے عام اخلاق خصوصاً پر یوں نواز جو صلہ افزائی کے بھر و سر پر یہ دیوانِ نہایت  
آبِ تابِ عقیدت کے ساتھ جو میرے شکر گزارِ دل میں ہو جن ہی اُس ذاتِ  
ہایونی کے حضور میں نذرِ گدائی ہوں۔ ع۔ مگر قبولِ اُفتد زہے بحرِ و شرف۔

خاکسارِ نمک خوار اُمِ مشتاق۔ پر یوں





اس زمانہ میں جبکہ علم و ادب ایشیائی کا ہر اہم رجحان اُچڑ چکا ہی اور برادران وطن حقوق دیرینہ اور مادرانہ فراموش کر کے تاراج گلشن اردو پر کمر بستہ ہیں ایک فاسق گرامی شہر یار دکن خلد اللہ ملکہ و سلطنت کی ایسی ہے جس نے ان علوم اور اس زبان کو اپنی سرپرستی سے زدہ جاوید کر دینے کا بیڑا اٹھالیا ہے اسی تاجدار کے ظل حمایت میں زبان اردو کی یونیورسٹی قائم ہو چکی ہے اور نہ تنہا علوم مشرقیہ کا احیاء ہوتا ہے بلکہ فنون مغربیہ بھی کشور اردو کے تحت اثر آتے جا رہے ہیں اور کچھ ہی نہیں کہ اقصائے سلطنت دکن تک یہ حمایت و سرپرستی محدود ہو بلکہ ہندوستان کے ہر خطہ میں تاجدار مدوح بالقابہ کی بارش فیض سے زبان اردو کا کشت زار سیراب ہو رہا ہے اُس کی ایک تازہ مثال میرے دیوان کی یہ اشاعت ہے۔ جب میں نے اپنے بچوں کے ساتھ اپنے بزرگوں کو بھی تمنا کیا کہ اپنے نتائج افکار پریشان کو جمع کر کے طبع کرالیا تو اس خیال سے کہ کم از کم زمانہ کے بیاض کے چند اوراق اُلٹنے تک یہ مجموعہ مصرعہ حادث سے محفوظ رہ سکے اس کی ایک کاپی بغرض ملاحظہ اعلیٰ حضرت بالقابہ دام اقبالہم بھیج دی تھی۔ میں اپنی ناچیز سعی ہیچکارہ کو اس قابل نہیں سمجھتی تھی کہ وہ کسی ستائش اور صلہ کی مستحق قرار پاسکے بلکہ مقصود یہ تھا کہ سرکاری لائبریری میں پہنچ جانے سے ایک عرصہ تک

محفوظ رہنے کی امید ہے اور چونکہ یہ جبارت بلا کسی سابقہ استحقاق کے بے وسیلہ  
و واسطہ احدی کی گئی تھی اس لئے اُن جذبات اور واردات کو لباس نظم پہنا کر  
اپنا وسیلہ گردانا تھا جو اس ذات ہمایوں کے ساتھ ہر فرد مسلم و مسلمہ کو تعلق عقیدت  
واردات میں جکڑے ہوئے ہیں کیونکہ بقول بر خوردار بے عمل سلمہ

غیر از تو امیرے نے پیش کہ کند زاری  
کا سلام بہندستان افتادہ غریب آسا

قصیدہ اور عرضی کے جواب میں میری توقعات سے بہت زیادہ مجھ پر مرحم و عواطف  
خسروانہ مبذول فرمائے گئے یعنی بذریعہ فرمان عالی شان مصدورہ ۲۴ جمادی الثانی  
۱۳۳۵ھ مبلغ پانسو روپیہ بذریعہ عطا فرمائے گئے جس کی اطلاع بذریعہ  
مراسلہ محکمہ سرکار عالی علاقہ عدالت و کو توالی و امور عامہ واقع ۲۱ خرداد ۱۳۳۵ھ  
مطابق ۳ رجب المرجب ۱۳۳۵ھ از طرف مولوی محمد اکبر نذر علی حیدری صاحب بی بی  
مستند سرکار عالی نمجکود دی گئی۔ ایسے سلطان عالی شان اور شہر یار با وقار علم پرورد  
نواز حامی ملت بیضاموس بنیان اسلام کی سرکار ابد قرار سے اس قسم کی حوصلہ  
افزائی اور قدردانی کا اثر جو میرے دل کی دنیا میں ہوا وہ احاطہ تحریر میں نہیں آسکتا  
اور نہ میں اظہار تشکر و امتنان کے لئے وہ الفاظ بابتی ہوں جو جذبات اندرونی و قلبی  
کی صحیح ترجمانی کر سکیں لیکن پھر بھی اتنا ظاہر کئے بغیر نہیں رہ سکتی کہ زرقہ عطیہ سرکاری  
کی افزونی و کمی تو کچھ ایسی بیخ جذبات نہیں ہو سکتی تھی اس لئے کہ حصول زر مقصود  
بالذات نہ تھا اور یونہی حوصلہ سلطانی اور جائزہ شاہی کا ملنا بھی وہ اغزاز ہی جیسے  
میری آئندہ تسلیں فخر کرہ نیکی مگر بالخصوص وہ چیز جو عالم عقیدت میں ہنگامہ خیر ہو گئی

التفات شاہانہ اور توجہ خسروانہ تھی ۛ

ز قدر و منزلت شہ نگشت چیرے کم ز التفات بہ مہاں سر لے دہقانی  
کلاہ گوشہ دہقان یا قباب رسید کہ سایہ بر سرش افگند چوں تو سلطانی  
انہیں جذبات و حیات کے زیر اثر میں نے یہ ارادہ کیا کہ اس عطیہ شاہی سے اس  
دیوان کو بعد نظر ثانی اور تصحیح اغلاط اور اضافہ افکار جدید و بارہ شائع کر دوں  
اور سرنامہ اس طبع ثانی کا مراسلہ مسطورۃ الصدیر شرفان سلطانی کو تباؤں اور  
اُس قصیدہ کو جو عزت بس انامل ہمایونی اور شرف ملاحظہ شاہی سے معزز و فخر  
ہو چکا ہے پبلک میں پیش کر دوں۔

اب میں اس سپاسنامہ کو اُس بند عایہ پر ختم کرتی ہوں جو بر خوردار رسید  
انوار الرحمن بسمل ابن الاین پرویں نے انہیں جذبات تشکروا ثمان کے زیر  
اثر جو اس عواطف خسروانہ سے میرے تمام گھر پر چھا گئے تھے تصنیف کیا تھا۔

بیاض صبح تا سادہ ہے وراق لکھاں میں	سواد شب کی تا تحریر ہو گردوں گرداں میں
سکوت و خامشی جب تک ہوا جگمگی نہ بتائیں	ہر جاک سحر جب تک کہ مشرق کے گریباں میں

خلافت کا ہو پر تو شاہ آصف جاہ دور انہیں
نظام الملک امیر المومنین عثمان علی خاں میں



مراسلہ محکمہ سرکار عالی علاقہ عدالت کو توالی و امور عامہ واقع ۲۱ خرداد ۱۳۲۶

نشان مجاریہ ۱۰۵۵  
مطابق ۳۱ رجب المرجب ۱۳۳۵ھ

حسب الحکم سرکار عالی

از طرف محمد اکبر نذر علی حیدری اسکوائر بی۔ اے۔ معتمد سرکار عالی۔

بخدمت اُم شتاق بڑی بیگم صاحبہ المتخلص پرویں۔ اہلیہ مولوی میر قربان علی صاحب مے حوم جے پور [باغ میر صاحب]

بجواب درخواست مورخہ ۱۷ مارچ ۱۹۱۵ء نگارش کہ آپ کی حسب استدعا آپ کا پیش کردہ مصنفہ دیوان بارگاہ خسروی میں گزرا نا گیا۔

بذریعہ فرمان مبارک مرتبہ ۲۴ جمادی الثانی ۱۳۳۵ء حکم خداوندی شرف صدور لایا ہے کہ مصنفہ کو، خلعت و تواضع پانچ سو روپیہ کدایع عطا کئے جائیں اور اطلاع دی جائے کہ اُن کا دیوان خوشی کے ساتھ قبول کیا گیا۔

مثنیٰ بخدمت پولٹیکل سکرٹیری صاحب تبریل نقل فرمان مبارک مرتبہ ۲۴ جمادی الثانی ۱۳۳۵ء نگارش ہے کہ براہ کرم باتباع فرمان خداوندی رقم معطیہ کی روانگی کا انتظام فرما کر نتیجہ سے ایما فرمایا جائے۔ فقط

دستخط

معتمد عدالت و کو توالی و امور عامہ سرکار عالی

قصیدہ بزم حضور نظام شہر یار و کن بالقابہ خلد اللہ ملکہ بہ تشکر قبولیت  
دیوان و عطاءے پانصد روپیہ برائے خلعت و تواضع معہ فرمان

<p>الف ہیں سر و دلکش دائرہ ہیں رنگ و نثر منور ہوا باغ بادہ اور نکتے منور تر مست زور پر ہر زوریں ہیں و حقیں مخم ورق سطح چین نرہن ہے جدول مسطر کبھی اس سمت اٹھا کر کبھی اس سمت ترا کر کبھی کبھی آئیں جلد ہودل سے دعا گستر صدائیں آفریں تحسین کے جیسی کانیں گوہر صدائیں آئیں آئیں کی ملک کرتی خوش ہو کر ادلے شکر منعم کا قاضا بحد بے مر وہ منعم کون مدوح یگانہ فکرم گوہر نہ بلکہ قلم گوہر شمار اس کی غلاموں پر</p>	<p>بارائی گھٹا جائی ہے گلزار معانی پر معطر ہے دماغ بزم گھٹائے مضامین سے طبیعت جوش پر ہر جوش میں ہیں عشرتیں نہال قلم کے منہ سے بے قصد و ارادہ پھول جھڑپیں دل ممنون منت میں نسیم شکر چلتی ہے کبھی کرتی ہر تحسین انتظار نعمت مدحت شاد دل سے ابھی لب تک نہیں آئی کہتی ہیں دعائے نکلنے کو ہے آمادہ کہ گردوں سے خجے تشبیب کے تحریر کا شوق اور میرے دلو وہ منعم کون مقصود زمانہ خزن دولت نہ بلکہ خزن دولت مطیع اس کی کنیز و بکا</p>
---	--

ہمیشہ برکتیں نازل ہوں ہفت افلاک سے یارب  
نظام الملک آصف جاہ عثمان علی خاں پر

<p>عطار د جس سے شکر ہے قلم اسکا وہ جادوگر اگر ہی صدر میں جمشید ہے تو قصر میں قیصر اگر لے بزم میں خنجر دکھائے رزم کا منظر</p>	<p>فلک پر جب کے لہرائے علم اسکا وہ گردوں سا اگر ہر بزم میں کاؤس کے تو رزم میں رستم اگر لے رزم میں ساغر بنائے بزم کا نقشہ</p>
--	--

تیرے دل سے رہی روشن چرخ تیرا نور  
خدا کا تو ہو فرماں بر خلاق تیری فرماں بر  
کریم اسکو گیس گے دے جو بے مانگے رز و گواہ  
چنانچہ بے طلب یہ غلت و اعزاز یہ پایہ  
فقط شاہِ زمیں کی قدر دانی کے ہیں جو ہر  
کہ پرویں نے کئی یہ نجم قربان ہوا نور پر

تیرے در سے ہے گلشنِ فضائے خاطر عالم  
خدا کا تو ہو سایہ و خلاق تیرے سایہ میں  
کریم اسکو نہیں کہتے جو مانگے پر بھرے دامن  
چنانچہ بے طلب یہ خلعت و اعزاز یہ پایہ  
فقط شاہِ دکن کی حکمرانی کی ہی بہت  
کہ پرویں نے لکھی یہ نظم تائیدِ رحمت میں

الہی تھے خورشید درخشاں میں درخشاں  
رہیں شاہِ دکن کے تابع فرماں مہ اختر



تقریظِ ریحۃ قلم جو اہر رقمِ حسرتِ فیضِ اتم جامعِ علوم و الفنون کا شرفِ رموز  
والبطون عالی جناب علی القاب راجہ راجایان حضورِ سرکش پر شاہ  
بہادر کے۔ سی۔ آئی۔ ای۔ بین السلطنت وزیرِ دولتِ صفیہ  
متخلص بہ شاد دامِ اقبالہ

### تقریظ

اپنے خیالات کو حروف کی اشکال میں مقید کر کے تقریظ دیوانِ پرویں کے عنوان سے  
بطور تحفہ کے لائقِ مصنفہ کے پاس بھیجتا ہوں ظاہر ہے کہ رقا زمانہ سے یہ سوال کئے  
بغیر نہیں رہ سکتا کہ کہاں ہیں قرونِ ولی کی وہ مغز و محترم شریف بیویاں جن میں  
عفت و عصمت اور ایثار و سخاوت کے علاوہ فضائلِ علی کے ایسے بے باجوہر  
موجود تھے جن کے جھلک سے آج تک زمانہ کی آنکھوں میں چکا چوند آ رہی ہے۔  
کہاں ہیں سلاطینِ مغلیہ کی باوقار خواتین جن کے علی خزانوں سے اب تک خدائی  
فیضِ یاب ہو رہی ہے اور بہتی دنیا تک اُن کے فیوض جاریہ سے عالمِ سیراب  
ہوتا ہے گا۔ افسوس جس طرح نئی روشنی کے لمپوں نے قدیم روشنی کے جھاڑ  
فالو سنکو تاریکی کے پردہ میں چھپا دیا اُسی طرح علومِ جدیدہ نے علومِ قدیمہ کو جو  
حقیقتاً شمعِ ہدایت تھے نظروں سے اوجھل کر دیا۔ یہی باعث ہے کہ شریفوں کی  
بیویاں زمانہِ حال میں علم کی دولتِ عظمیٰ سے بے بہرہ نظر آتی ہیں لیکن۔  
نہ ہرزہ زن است و نہ ہر دمرد خدا بیخِ انگشت یکساں نہ کرد

اگر چہ زمانہ حال میں علوم قدیم کی تعلیم یافتہ بیویوں کا وجود انشاؤ کا معدوم ضرور  
ہوتا ہے یہ نہیں کہہ سکتے کہ زمانہ ایسے پاک نفوس سے بالکل خالی ہے۔ فقیر شاد کے  
نزدیک ہی نہیں بلکہ مغرب ناظرین کی رد و ربوبی اس دعویٰ کی بین دلیل یہی  
دیوان پرویں ہجو پیش نظر ہے۔ اس کی مصنفہ لایقہ شاعرہ ام مشتاق۔ بڑی بیگم  
المتخلص بہ پرویں ہیں۔ ان عفت مآب کا شجرہ حبسی ونسی کا شمس فی الہنا زمانی  
پر ہیں روشن ہے۔ بیگم موصوفہ کے والد ماجد مولانا بالفضل اولنا مولوی غیث علی  
خاں صاحب مرحوم اور ان کے جد امجد تاج العلماء قلم علوم مولنا سید محمد نجف علی  
خاں صاحب مرحوم ہیں احمد اللہ بمصدق۔ اس خانہ تمام آفتاب است  
اس خاندان کے تمام اراکین علوم و فنون میں ضرب المثل اور مشہور ہیں مولوی  
سنا صاحب کے بیان کے تصدیق سے معلوم ہوا کہ پرویں صاحبہ کے لئے شاعری  
ما کیہ افتخار نہیں بلکہ تفسیر حدیث۔ فقہ صرف نحو رمل نجوم وغیرہ علوم متفرقہ کی  
محررین ہیں۔ موزونیت طبع خدا داد ہونے کے باعث کبھی کبھی فن شعر کا بھی شغل رہا  
اور بہت اس کو درجہ کمال پر پہنچا دیا کلام بہ اعتبار جدت و مضمون آفرینی نہ محض لفظ  
میں بلکہ عموماً اہل کمال کی نظرس وقع ہونا چاہیے۔ فصاحت بلاغت سلاست میں احباب  
پایا ہے۔ زبان و محاورات کے بحر محال سے طبیعت کا اندازہ ہوتا ہے۔ غرض ایک  
نامی شاعر کے لئے جن امور کی ضرورت ہو وہ من کل الوجہ اس دیوان میں موجود  
ہیں۔ خیلے تعالیٰ ان کی عمر ان کے علم میں برکت عطا فرمائے۔ اور شریف  
زادیوں کے لئے یہ نظم پرویں شمس ہدایت ہے۔ آمین یا رب العالمین

احقر۔ سرکش پرشاد و شاد





بعد حمد خالق اس وجہ و نعت سرور دو جہاں و منقبت آل اطہار و صحاب  
کبار۔ بندہ پید مشتاق حسین ملتس ہے کہ دیوان ہذا کے طبع کے اسباب و مصنفہ  
صاحبہ کے محل حالات مناسب جا کر تحریر کرتا ہوں۔

## محل حالات

مخدومہ محترمہ جناب والدہ صاحبہ مصنفہ دیوان ہذا کا لقب بڑی بیگم اور تخلص  
پرویں کنیت ام مشتاق ہے۔ آپ اردسمبر ۱۸۶۶ء عیسوی مطابق ۱۰ رمضان  
۱۲۸۶ء یوم پچشنبہ قریب ابجے دن کو دہلی میں متزل کالے محل پیدا ہوئیں۔  
آپ کے والد علامہ زماں یگانہ دوراں سید محمد غضنفر علی خاں صاحب  
غضنفر ابن افتخار سلف و اعتبار خلف مولانا سید محمد نجف علی خاں صاحب رحمہ  
المنیٰ طب بتاج العلما قارئ علوم خان بہادر جھجر کے قاضی القضاۃ تھے دہلی میں  
علوم تحصیل فرمائے آپ کے بزرگ عرب سے فیروز شاہ کے عہد میں ہندوستان  
میں آکر بہ عمدہ قضا ممتاز ہوئے تھے مگر قضا کی عزت بادشاہت کے ساتھ  
رخصت ہو جانے کی وجہ سے مولانا سید محمد نجف علی خاں صاحب نے عہد

قضا کو اپنے چچا زاد بھائی کے حوالہ کر کے بیس برس کی عمر سے گورنمنٹ کی ملازمت کی پھر اور اور موقعوں پر مختلف ملازمتیں بہت سی ریاستوں میں کیں۔ مرشد آباد میں عدالت العالیہ کے جج و داروغہ بیوتات اور نواب صاحب والی مرشد آباد کے اتالیق رہے۔ نیچے میں انجینی کے میرنشی رہے۔ ۱۲۴۷ء میں کابل کی لڑائی پر انگریزی فوج میں جنرل شاہ صاحب کے ساتھ ویسٹ رائے اینڈ گورنر جنرل کے میرنشی کی حیثیت سے پنجاب سے گزرے اور ہمارا جہ رنجیت سنگھ صاحب والی پنجاب کو سرکاری فوج گزر جاتے ہیں۔ رضا مند کر لینے کے صلہ میں خان بہادر کا خطاب پایا۔ پنجاب میں شاہ آباد کے تحصیلدار رہے۔ ٹونک میں شاہی خاندان کے استاد اور ناظم فوجاری بہ دفعات رہے اور ترقی پا کر عامل چھڑا پڑا ہے۔ جو وہ پور میں فوجدار (مجسٹریٹ درجہ اول) بمبھال میں تہتم عدالت دیوانی و اپیل (سول جج) ریاست الوری میں مفتی شہر ہے۔ بنارکس میں حضور بن الدولہ نواب محمد علی خاں صاحب والی ٹونک مقیم بنارس خلد آشیاں کے مصنفین کی خدمت پر ہے۔ جمبو کشمیر میں مجسٹریٹ درجہ اول ہے۔

قبلہ و کتبہ اس بابہ کے فاضل تھے کہ علاوہ میرے تعریفی الفاظ کے خود ان کے کارنامہ اور تصانیف ان کی بے نظیری کے تحریری ثبوت اس وقت کتب خانوں میں اور واقف کاروں کی زبان پر موجود ہیں۔ علامہ مرحوم ۱۲۳۰ھ ہجری میں قاضی سید عظیم الدین خاں قاضی القضاات و محتسب قصبہ جھڑ کے ہاں پیدا ہوئے۔ آپ مفصلہ ذیل زبانیں تبحر کے

ساتھ جانتے تھے۔

(۱) فارسی عربی آمیز (۲) دری یعنی خالص قدیم زبان فارسی (۳) پہلوی زبان (۴) استا زبان جس کو عموماً اہل علم زندگی یا زندگی زبان کہتے ہیں (۵) عربی زبان اور عربی میں شہری۔ دیہاتی۔ قدیم جدید۔ سب جدا جدا (۶) عبرانی زبان جس میں تورات و زبور صحت قدیمہ ہیں (۷) اردو اپنی مادری زبان ہے کیونکہ جھجھوڑ کر مرحوم نے دلی میں وطن اختیار کر لیا تھا اور وہیں علوم تحصیل فرمائے۔ بنارس سے حسب الطلب ولی نعمت و قدردان حضور نواب امین الدولہ محمد ابراہیم علی خاں صاحب بہادر والی ریاست ٹونک نور اللہ مسرتہ بعدہ نظامت فوجداری ٹونک میں آگئے تھے اور دیوان طبع اول میں مولانا سید محمد نجف علی خاں صاحب کا انتقال سوال میں لکھا ہے وہ غلط ہے۔ ۲۸ ذی الحجہ ۱۲۹۶ھ میں ٹونک میں انتقال فرمایا۔ نواب صاحب کے باغ میں مدفون ہوئے۔ حسب الحکم نواب صاحب کے

إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ سَاجِدُونَ

علامہ مرحوم کی کل تصانیف بقول خود اُن کے اور بقول اُن کے صاحبزادے یعنی نانا صاحب مرحوم کے جو علم و فضل میں اپنے والد ماجد کے مثل تھے ڈیڑھ سو کے قریب ہیں اور اُن میں کوئی کتاب سو پچاس صفحہ کی نہیں بلکہ بعض کی تعداد صفحات ہزار ہا تک ہے مثلاً تفسیر غریب تفسیر قرآن شریف بہ زبان فارسی ضخیم پانچ جلد کلاں تقطیع پر ہیں چار ہزار صفحوں سے کم نہیں مولانا مرحوم کی بہت سی تصانیف بوجہ چند در چند تلف ہو گئیں اُس پر بھی اُن

میں سے کم از کم سوکتا ہیں مصنفہ صاحبہ دیوان ہذا کے بھائیوں کے پاس  
دیکھیں اب بھی مخدومہ کے بھائیوں کے پاس پندرہ بیس کتا ہیں مطبوعہ  
اور بچائش یا ساٹھ غیر مطبوعہ موجود ہیں جن میں سے بعض کے نام مفصلہ  
ذیل ہیں۔

- (۱) سحر الکلام عربی بے لفظ شرح مقامات حریری چار جلد میں بحواب  
سواطع الالہام فیضی (۲) فتوحات عراق - برہان صدیقی فتوحات عجم -  
نظم فارسی بہ طرز شاہنامہ فردوسی تکملہ صولت فاروقی (۳) تفسیر غریب  
پانچ جلد میں (۴) شرح زند و استعارہ فارسی اردو ہر فقرہ تین تین  
(۵) شرح دساتیر موسوم بہ سفرنگ و ساتیر (۶) شرح حماسہ فارسی (۷)  
شرح مسمی فارسی (۸) شرح چغنی فارسی (۹) شرح قصیدہ بردہ  
فارسی (۱۰) شرح قصیدہ بانہ سعاد فارسی (۱۱) دری کشالغات  
دری (۱۲) دافع ہزیاں قول فیصل بر قاطع برہان دس طبع برہان وغیرہ  
(۱۳) درۃ التاج شرح فارسی نظم منیہات ابن حجر عسقلانی (۱۴) تذکرۃ شق القمر  
فارسی ثبوت عقلی و نقلی شق القمر (۱۵) دلائل نبوت احمدیہ عربی و فارسی  
(۱۶) توریت و انجیل نظم فارسی - (۱۷) ارمغان در علم قافیہ (۱۸) شرح  
تقریرات ہند - فارسی (۱۹) اردو قصیدہ خمریہ (۲۰) تاریخ مرشد آباد فارسی  
(۲۱) فضائل صدیقی سوانح عمری حضرت ابوبکر صدیقؓ (۲۲) فضائل فاروقی  
سوانح عمری حضرت عمر فاروقؓ (۲۳) فضائل مرتضوی حالات حضرت علی  
علیہ السلام (۲۴) کلمات مرتضوی ملفوظات حضرت مرتضیٰ علیؓ نہرو نظم فارسی

(۲۵) ترجمہ صواعق محرقہ فارسی (۲۶) قصہ ہیر و رانجہ بطرز زلیخائے جامی  
 (۲۷) وزیر نامہ نظم فارسی (۲۸) ثنوی فارسی مناقب ائمہ اثنا عشر (۲۹) شج  
 سبعہ تعلقات فارسی (۳۰) مجموعہ لغات بے نقاط عربی (۳۱) شرح قصائد  
 خاقانی (۳۲) شرح تحفۃ العراقین (۳۳) خواب متغایسی در علم مسمریم (۳۴)  
 سپاسنامہ (۳۵) رسالہ روشیعہ (۳۶) قصیدہ کبریٰ فارسی جواب قصیدہ غلطی  
 فارسی مستقل رسالہ علامہ مرحوم کو تفسیر بیضاوی اور ہدایہ پورا از برتھائیں  
 ہزار اشعار شاہنامہ فردوسی کے زبانی یاد تھے مولانا مرحوم نے ایک  
 وقت میں دو دو ملازمتیں کیں اور ۸۰۰ تاک کی تنخواہ پائی آپ کے بعد  
 آپ کے فرزند رشید مولانا سید محمد غضنفر علی خاں صاحب مرحوم آپ  
 کے صحیح جانشین تھے مگر قسمت میں ویسے نہ تھے صرف دو سو تک کی ملازمت  
 کی۔ اور تالیف و تصانیف آپ کی بہت ہیں۔ چنانچہ تصانیف میں سے  
 آپ کی بھی چند کتابوں کا نام لکھا جاتا ہے۔

(۱) ترجمہ انس جلیل عربی تاریخ بیت المقدس (۲) بعض مقامات  
 حریری کی بے نقط شرح عربی جو سحر الکلام میں سے ضائع ہو گئی تھی (۳)  
 ترجمہ اسکندرانی فارسی (۴) ترجمہ اسکندرانی اُردو (۵) ثنوی فارسی  
 ترجمہ الصالح والباغ نظم عربی (۶) کتاب در علم رمل (۷) مجموعہ قصائد  
 بے نقاط عربی و فارسی اُردو۔ غزلیات (۸) مجموعہ قصائد فارسی و اُردو  
 ثنویات فارسی و اُردو (۹) دیوان غزلیات اُردو۔ اور اور تصانیف  
 لکھنی بوجہ طوالت چھوڑ دی گئی مولانا صاحب مرحوم کی شادی انیس

برس کی عمر میں اپنے رشتہ کے ماموں کی بیٹی نواب اکرام الدولہ کی  
 پوتی سے ماہ ستمبر ۱۲۷۷ء میں ہوئی۔ جو مخدومہ مصنفہ دیوان ہذا کی والدہ  
 تھیں مخدومہ کے ننہالی بزرگ عرب سے ایران اور ایران سے ہاپول  
 بادشاہ جنت آرا مگاہ کے ساتھ ہندوستان میں وارد ہو کر بہ عہد  
 وزارت ممتاز ہوئے اور غدر تک بہ عزت و آبرو دلی کے رؤسائیں  
 شمار ہوئے۔ غدر نے جہاں بادشاہت کے نشان کھوئے اُن کے  
 اراکین دربار کے بھی جہاز عظمت ڈبوئے غدر سے کچھ عرصہ پہلے تک  
 مخدومہ کے نانا حکیم میر احمد حسین خاں صاحب مرحوم معروف بہ چھوٹے  
 میرن صاحب کے جدا مجد میر صفدر علی صاحب مخاطب بہ نواب اکرام الدولہ  
 صفدر خاں وزارت سابقہ کے یادگار اور علم و فضل میں یکتائے روزگار  
 موجود تھے ان بزرگ نے قلبہ تصوف سے خود عمدہ وزارت کو ترک کیا۔ یہ  
 بزرگ حضرت شاہ نور الدین نعمت اللہ ولی رحمۃ اللہ علیہ کی گیارہویں پشت  
 میں پوتے ہوتے تھے خیرتہ مصنفہ دیوان ہذا کی دادی میر جملہ جوشا ہی  
 رئیس وزیر تھے اُن کی اولاد میں ہیں (طبع اول دیوان میں میر عبدالرحیم  
 کی اولاد ہونا غلطی سے لکھا گیا۔ اور آپ کی نانی بھرت پور کی سیدانی جنکا  
 نسب بڑے پیر صاحب سے ملتا ہے۔ مخدومہ کے والدین کی شادی کے  
 بعد ۱۲۷۷ء ہجری میں آپ کے برادر معظم و محترم جناب مولوی سید  
 محمد نظیر حسن خاں صاحب سخا مناظر اسلام تولد ہوئے انہوں نے اپنے  
 لے طبع اول میں کاتب کی غلطی سے آٹھویں پشت تحریر ہو گئی ہے۔

والد مرحوم وجد مغفور اور نانا صاحب مرحوم اور دیگر علما و فضلاء عصر سے تعلیم پائی اور بہت سی کتابوں کے مصنف ہیں اور اجیر شریف چھاؤنی نصیر آباد - ریاست جاوہ - حیدر آباد دکن وغیرہ کے مدارس میں ہیڈ مولوی ہیڈ ماسٹر اور فارسی کے پروفیسر رہے آپ پرفارمیت غالب رہی قآنی کے پیرو ہیں - زبانوں میں عربی - فارسی - عبرانی - ہلوی - دری - گجراتی قدرے انگریزی و ژند بھی جانتے ہیں - آپ آجکل جیپور میں ہمارا جہ کالج میں سلسلہ تعلیم میں مولوی ہیں -

علاوہ ازیں بہت سے فنون و علوم میں طاق ہیں - محمدن مشنری و معالج طرق مختلفہ ہیں سلسلہ ہجری میں آپ کے دوسرے بھائی مخدوم و مکرم مولوی سید امیر حسن خاں صاحب سہا محدث ہلوی وقت افروز زرم ہستی ہوئے - آپ نے واند مرحوم وجد مرحوم سے تکمیل کی اور مولانا مولوی علی احمد صاحب محدث مرحوم و مولانا عبدالرحمن صاحب محدث ٹونک سے سند حدیث حاصل کی آپ کو آئندہ سند حدیث عطا کرنے کے لئے بھی اجازت ہے - طبابت آپ کا خاندانی علم ہے اسکو آپ نے اپنے نانا صاحب مرحوم حکیم میر احمد حسین خاں صاحب دہلوی اور حکیم برکت علی خاں صاحب مرحوم جیپوری سے حاصل کیا - آپ کو قبیلہ و کعبہ عارف ربانی مرشد محمدانی حضرت مولوی میر قربان علی صاحب سے سند خلافت بھی حاصل ہے - آپ جیپور میں مدرس و انسپکٹر مدارس رہے - ریاست ٹونک میں ہیڈ مولوی - ہاؤس ماسٹر - قائم مقام پرنسپل نائب ناظم سائرات - قائم مقام ناظم سائرات رہے - اسکے بعد کئی برس تک گوالیار - بڑودہ - بھنبی وغیرہ میں مطب کرتے

رہی۔ اب جب پور میں سپرنٹنڈنٹ ہند بھاڑہ ہیں آپ کی تصانیف میں سے اُردو ترجمہ تفسیر احمدی طبع ہو چکا ہو۔ اور ترجمہ تفسیر شیخ الاکبر محی الدین ابن عربی طبع ہوئے والہی۔ آپ قصائد فارسی میں عرفی کے پیرو ہیں اور نثر میں ظہوری و طاہر وحید کا متبع کرتے ہیں۔ آپ کے بعد محترمہ مصنفہ پیدا ہوئیں جنکی تاریخ پیشانی اوپر لکھی جا چکی آپ کے کئی سال بعد آپکی بہن پیدا ہوئیں جو اکثر ہنروں سے واقف عقل و تہذیب میں کامل انتظام خانہ داری سے ماہر لکھنے پڑھنے میں معذور نہیں شاعری میں مجبور نہیں انکی شادی مکرئی منشی بیداد اعلیٰ صاحب سے ہوئی جو نواب بدن پورہ کے بھانجے ہیں۔ خالہ صاحبہ مکرہ کی ہاں بعد انتظار بسیار دو بچے پیدا ہوئے تھے لڑکی لاڈلی بیگم سات سال کی ہو کر رحلت کر گئی وہ نہایت عقل ذہین و حسین تھی اُسکے صدمہ سے خالہ صاحبہ بھی جانبر نہ ہوئیں رفتہ رفتہ گھٹ گھٹ کر اس دار فانی سے جبکہ لڑکا برادر عزیز سید الطاف حسین سلمہ ساتویں برس میں رخصت ہو گئیں اُنکے انتقال کا حال آئندہ صفحات میں درج کیا جائیگا۔

## مختصر حالات مصنفہ مکرہ

آپ قدرتی طور پر نہایت ذہین واقع ہوئی ہیں جب آپ چھ تھے سال میں شروع ہوئی تھیں جب آپ کے دادا صاحب چاندی کے حروف بنے ہوئے آپ کے بھائیوں کو دکھا رہے تھے آپ بار بار کہتی تھیں کہ ابا جان الف کیا ہوتا ہے انہوں نے الف آگے رکھ دیا اور فرمایا کہ یہ الف ہے اُس پر آپ نے کہا یہ تو چاندی ہے الف بتائیے کیا ہوا اس کا مطلب کیا ہے اُس پر آپ کے دادا صاحب نے فرمایا کہ یہ لڑکی نہایت عقلمند



اور ذہین ہوگی اور پھر دیر تک طرح طرح سے سمجھاتے رہے۔ انہی دنوں میں دوپہر کے وقت سب سوتے تھے صرف آپ کی والدہ اور غلامانی بیٹھی تھیں آپ دالان میں بیٹھی کھیل رہی تھیں ایک سیاہ سانپ تخمیناً دو گز دراز کونے میں بیٹھا تھا آپ کے ہاتھ میں ایک چوٹی سی پھلی تھی اُس کو سانپ پر پھیر کر کہا کہ بھائی ہاں کھائے گا بھائی تمنا ہے گا سانپ سر اٹھا کر پھن ہلاتا تھا اور پھر دیوار پر رکھ لیتا تھا پھر آپ پھلی پھیرنے لگتی تھیں اور وہی الفاظ دہراتی تھیں اتنے میں آپ کی والدہ کی نظر پڑی وہ گھبرا کر چیخنے لگیں سب گھروالے آگئے آپ کی نانی صاحبہ نے جلدی سے گود میں اٹھالیا آپ کے دادا صاحب سہ پہر کو گھر میں آئے یہ سنکر بہت کچھ صدقہ و خیرات کیا اور فرمایا کہ بیٹا تجھے ہا بوسے ڈرنیں لگا اُس پر کہا کہ ابا جان مجھے تو اچھا معلوم ہوا دادا صاحب نے فرمایا کہ اگر کاٹھ کھاتا تو کیا کرتی کہا کہ میں بھی اسے کاٹ کھاتی اُس پر وہ مسکرا کر کہنے لگے کہ شاہاش ڈر کی بات کچھ نہیں ہے ڈرنا نہیں چاہیے بچنا چاہیے اس کے بعد فرمایا کہ یہ میری خوش نصیب بہادر لڑکی ہوگی نور جہاں بیگم کی طرح سانپ نے اس کی بھی حفاظت کی ہے۔

## تعلیم کا بیان

بعد تقرب رسم بسم اللہ آپ کو پڑھنے بٹھایا تو پہلے دن تختی الف بے کی پہچاننے کے بعد ہر روز ایک تختی بے تکلف آپ سنا دیا کرتیں بہت

جلد قاعدہ ختم کر کے قرآن شریف پڑھنے لگیں سواد و سپارہ پڑھ کر سارا  
قرآن شریف فر فر پڑھنے لگیں سارے کلام پاک کو سبق کے طور پر آپ کو پڑھنے  
کی ضرورت ہی نہ تھی آج تک خدا کے فضل سے روز تلاوت کرتی ہیں قرآن  
کریم ختم ہونے کے بعد کچھ عرصہ تک آپ کی والدہ صاحبہ نے پڑھانے کی  
طرف توجہ نہ کی مگر آپ خود ہی کتابیں دیکھتیں اور ورق گردانی کیا کرتیں  
اور بار بار ایک کاغذ کتاب پر رکھ کر اُس پر لکھتیں کتاب کا خاکہ کھینچا کرتیں ایک  
روز ایک کتاب کا خاکہ اتار کر اپنے بڑے بھائی کو دکھا کر کہا کہ بھائی جان  
دیکھیے مجھے لکھنا آ گیا وہ دیکھ کر خوش ہو کر فرمانے لگے کہ اس کو پڑھو اُس  
پر یہ کہا کہ مجھے پڑھنا نہیں آیا صرف لکھنا آیا ہے اس پر آپ کے بڑے بھائی  
قبلہ نے ہنسنے فرمایا کہ اچھا ہم تمہیں پڑھنا سکھا دیں گے اُسی دن سے کوئی  
چوٹی سی اُردو کی کتاب شروع کرادی اُس کتاب کا ڈیڑھ صفحہ پڑھا کر بہر  
حکایات الصالحین شروع کرادی اس کا بھی ڈیڑھ صفحہ پڑھا تھا کہ پھر کسی سبب  
سے پڑھنا موقوف ہو گیا مگر آپ برابر کتابیں دیکھتی رہیں یہاں تک اُردو  
کی ہر کتاب اچھی طرح پڑھنے لگیں خطوط بھی صاف صاف لکھے ہوئے  
پڑھ لیتیں اور ضرورت کے لائق لکھ بھی لیتیں تھیں اپنے مردوں میں سے  
جول گیا خطوط پر اصلاح لیلی حتیٰ کہ اچھی طرح خط کتابت کرنے لگیں حتیٰ کہ  
سال آپ کے نانا صاحب مرحوم نے فارسی شروع کرادی بعد نیکل فارسی  
طب شروع کرادی آپ کے نانا صاحب مطب میں سے دو چار بیجا عورتوں  
کو ساتھ زمانہ میں لا کر آپ کو قارورہ دکھاتے نبض دکھا کر کیفیت بیان کرتے

ہر بات بتاتے نسخہ لکھواتے اور پھر چند روز بعد آپ سے نبض قارورہ دکھا کر سوال کرتے نسخہ تجویز کرا کے دیکھتے خوش ہوتے اور بہت تعریف کرتے اصدا ح کے موقع پر اصلاح کرتے اس کے بعد آپ کو علم قیادہ و علم تعبیر کا شوق ہوا اور اس میں بجا انہماک ہو گیا جو نیند یا نیندہ کی مثل اصل ہوئی خدا نے خاص طور پر آپ کو یہ دونوں علوم عطا فرمائے چنانچہ تعبیر کا یہ حال ہے کہ تعبیر نامہ دیکھنے کی حاجت نہیں آپ نے اصول سمجھ لئے ہیں جو تعبیر بتاتی ہیں وہی ٹھیک ہوتی ہے اور سائے کنبہ کے مرد و عورت آپ سے خواب کتے اور تعبیر لیتے ہیں حتیٰ کہ آپ کے عالم فاضل بھائی تک بھی اور آپ کے والد اور آپ کے شوہر جناب قبلہ میر قربان علی صاحب موم بھی آپ ہی سے خواب لیکر تعبیر دریافت کیا کرتے تھے۔ آپ کے شوہر کے مریدوں کے جتنے خواب ہوتے وہ سب کی تعبیر آپ سے ہی دریافت کر کے تحریری ہوں یا تقریری جواب دیا کرتے تھے۔ قیادہ کا یہ حال ہے کہ کبھی آواز سنکر یا محض ذکر سنکر جس کسی کی نسبت مزاج عادات کے بارہ میں جو حکم لگا دیا کبھی خطا نوا انسان کی صورت دیکر اس قدر حال بیان کر دیتی ہیں کہ حیرت ہو جاتی ہے اُس میں غلطی کبھی اتفاقی ہوئی ہوگی جو میرے حافظہ سے باہر ہے اور اس میں آزمائش کے طور پر آپ سے لوگوں نے گھر والوں نے بارہا دریافت کیا اور صحیح پایا چنانچہ آپ کے چھوٹے بھائی صاحب قبلہ و کعبہ مولانا سید امیر حسن صاحب سہا فرماتے تھے کہ بواغوذ باللہ کیا تپیر وحی نازل ہونے لگی ہے جو کتنی ہو بالکل ٹھیک

ہوتا ہے اور پھر یہ معلوم نہیں ہوتا کہ تمہارے پاس کیا ذریعہ ہے جس سے تمہیں  
 ایسا صحیح معلوم ہو جاتا ہے جو اوروں کی عقلوں کے خلاف ہوتا ہے نا وہ  
 تو بہت سے نجوم کا گمان کرتے ہیں مگر میں تو خود نجومی ہوں تمہاری اور  
 نجوم کی حقیقت سے واقف ہوں مگر تمہاری عقل میں صحیح پیمانہ پر بات  
 آجانے کی حقیقت معلوم نہیں آپ نے کہا کہ بھائی جان قیاس سے  
 عرض کرتی ہوں خدا کا فضل شامل حال ہے وہ قیاس ٹھیک قائم  
 کرتا ہے۔ نجوم و رمل تھوڑی سی آپ نے اپنے والد سے حاصل کی۔  
 بندوق۔ پتیچہ لگانا اعلیٰ پیمانہ پر نشانہ لگانے میں گھوڑے پر چڑھنا آپ  
 نے اپنے چھوٹے بھائی صاحب قبلہ سے سیکھا۔ باوجود تمام علمی مشاغل  
 کے کبھی کارخانہ داری سے غافل نہ ہوئیں آپ خانہ داری میں اعلیٰ  
 درجہ پر منتظم و ہنرداں ہیں۔ سینا۔ ہر طرح کا مردانہ زمانہ لباس قطع  
 کرنا بہت سے قسم کا گوٹے ٹچہ۔ کاٹا۔ تکنا۔ بہت قسم کا کارٹھنا اور کھانا  
 پکانے میں اس درجہ کامل ہیں کہ بیسیوں قسم کے نئے نئے کھانے پکانے  
 جانتی ہیں۔ ادنیٰ کھانے سے اعلیٰ کھانے تک میں عاجز نہیں اور سب  
 کا آب و نمک درست ہوتا ہے ہر کھانا آپ کے ہاتھ کا اور اچار۔ مے  
 چٹنیاں وغیرہ لذیذ ہوتے ہیں اکثر فنون آپ نے اپنے بڑے بھائی صاحب  
 قبلہ و کعبہ سخا صاحب سے سیکھے ہیں۔ کاغذ کے۔ برنجی تاروں کے پھول  
 پتے۔ ہار۔ گلدستہ۔ ماورا اور بہت سے ہنر سب قبلہ سخا صاحب سے ہی  
 حاصل کئے ہیں کئی کتابیں آپ کی تصنیف ہیں جو بعض مطبوعہ و بعض غیر

مطبوعہ و بعض علالت کی وجہ سے ناتمام ہیں۔  
**تصانیف کے نام حسب ذیل ہیں**

رسالہ صلاح والدین مطبوعہ۔ اخلاق المحسنی کا ترجمہ۔ ترجمہ احیاء المیت  
 فی فضائل اہلبیت۔ سفر نامہ حجاز رسالہ طب موسوم بہ علاج المرضی بالساء  
 والغذا۔ اور اور مضامین کے بھی چھوٹے کئی رسالہ ہیں کچھ تمام و کچھ ناتمام۔  
 مخدومہ اخلاق مجسم ہیں بے انتہا نمان نواز اپنی جان کو جان نہیں  
 سمجھتیں اس قدر میزبانی میں مصروف ہو جاتی ہیں کہ سب حیرت کرتے  
 ہیں ہر شخص کی خاطر و توقیر اُس کے حق سے زیادہ ملحوظ رکھتی ہیں بڑوں  
 کا بیجا ادب کرتی ہیں اور نیاز سے پیش آتی ہیں اور چھوٹوں پر نہایت  
 شفقت و محبت انہی اسباب سے جس کسی نے آپ کو دیکھا اور جو بویاں  
 ملیں اُن میں سے اکثر نے یہی کہا کہ ہم نے آج تک ایسا آدمی نہیں دیکھا  
 کہ اتنی خوبیاں جس میں موجود ہوں۔ دشمن تک بھی آپ کی خوبیوں کے  
 معترف ہیں۔ تملک اور سسرال کے سب کنبہ و ملے آپ کو انتہائے عزت  
 و محبت کی نظر سے دیکھتے ہیں۔ باوجود شوق علم و ہنر اور کثیر المشاغل ہونے  
 کے کبھی آپ روزہ ناز سے غافل نہ ہوئیں تصوف کا ہمیشہ آپ کو شوق ہا  
 آپ کو اپنے شوہر قبلہ و کعبہ سالک مسلک طریقت ہادی راہ ہدایت شیخ سلسلہ  
 نقشبندیہ مجددیہ مولوی سید قربان علی صاحب مرحوم مغفور رئیس آگرہ و  
 سابق ممبر کونسل ریاست جے پور سے بیعت ہے اُنہی سے تمام مسائل  
 تصوف رات دن دریافت کرتی رہتی تھیں اور شنوی مولانا روم رحمۃ اللہ

علیہ آپ نے سبقاً سبقاً پڑھی۔

## مخدومہ کے سسرال کے حالات

حضرت مرشدنا اس پایہ کے درویش تھے کہ بیسیوں شہر دیکھے ہندوستان سے لیکر عرب تک کی زیارت کی مگر نہ ویسی کسی کی با اثر توجہ دیکھی نہ ایسا کوئی درویش دیکھا امیری میں فقیری و نفس کشی بہت دشوار ہے خدا داد حصہ بہت کم ملتا ہے۔ یہ خدا نے آپ کو بالخصوص عطا فرمایا اور مکرّمہ کو بھی تقوف و عبادت کا شوق ہمیشہ سے ہے۔ بیچ ہے۔

الطیبات للطیبین والطیبون للطیبات - حضرت کو شہنشاہ کا نہایت شوق تھا ہمیشہ اپنے گھر میں باصرہ اور مخدومہ سے پڑھوا کر سنتے اور نہایت خوش ہوتے آپ کو خدا نے جیسی حسین صورت عطا فرمائی تھی ویسے ہی اوصاف حمیدہ و اخلاق پسندیدہ بھی قدرت کے فیاض ہاتھوں سے با فراطعنایت ہوئے تھے آپ نے کبھی جوانی میں شاعری بھی فرمائی تھی - نسیم تخلص فرماتے تھے۔ اب بھی اور استادوں کی اردو فارسی کے اشعار نہرا رہا آپ کو یاد تھے ہمیشہ آپ سے نئے نئے اشعار سنا کر تعجب ہوتا تھا کہ حافظہ کس قدر باوجود ضعیفی کے اچھا قوی ہے خود تو شاعری چھوڑ دی تھی مگر مخدومہ سے ہمیشہ طرح دیکر غزلیں لکھواتے تھے نہایت سخن فہم شیریں سخن آپ کے اشعار پڑھتے ہیں نہایت متانت ترمی تھی علاوہ ازیں ایک آن ایسی تھی کہ سننے والوں کو محویت ہو جاتی تھی۔

حضرت قبلہ عالم بخاری سید تھے حضرت سید جلال الدین حیدر سرخ بخاری  
 کی اولاد سے ہیں جناب والا شاہان مغلیہ کے وقت میں بخارا سے  
 دہلی تشریف لائے اور نہایت اعزاز سے ایک عرصہ تک مقیم رہے حتیٰ  
 کہ حضرت مرشدنا کے دادا امیر ذوالفقار علی صاحب نے دہلی چھوڑ کر لکھنؤ  
 میں سکونت اختیار کر لی مگر آپ کے والد میر فتح علی صاحب نے لکھنؤ کی  
 کی رسالہ داری ترک کر کے کول چلے آئے کول علی گڑھ کے قریب قصبہ قلی  
 میں سادات وسطیٰ میں شادی کر کے قصبہ مذکور میں قیام کر لیا حضرت  
 قبلہ و کعبہ بھاگن سدی دسویں سمت میں بمقام قصبہ اترولی تولد ہوئے  
 بعد تربیت و تعلیم مختلف ملازمتیں کر کے آگرہ میں وکالت کرنے لگے و آگرہ  
 میں جائداد کثیر خرید کر وطن کر لیا چونکہ نواب سیر فیض علی خاں صاحب بدور  
 رئیس مکرم وزیر اعظم جے پور خلد نشیں سے گہرے رواسم قلبی اور طرفین  
 سے محبتیں تھیں اور قدیمی نواب صاحب کے مکھوار بھی تھے نواب صاحب  
 بالقابہ نے بڑے ہماراجہ صاحب رام سنگھ جے سری حضور سے ملاقات  
 کرائی سری حضور بالقابہ اور نواب صاحب کے باصرار فرمائے سے جے پور  
 میں پہلے اجنٹی کے میر نشی ہوئے پھر ممبر کونسل ہوئے پھر نواب صاحب  
 کے بعد چند روز وزارت کا کام کیا۔ بعد سری حضور کے چونکہ ضعیف تھے اور  
 غلبہ تصوف سے کار دینیوی ناگوار تھا نیشن لیسی بعد حج و زیارت مدینہ منورہ  
 گوشہ نشینی و یاد الہی میں عمر بسر کی قبلہ عالم پہلی بیوی صاحبہ مرحومہ سے  
 ایک صاحبزادہ محذوم مکرم مولوی سید عبدالرحمن صاحب دام مجربہ نام لکھی

ریاست جے پور ہیں جو لیاقت کے ہاتھ اب اتقا و پرہیزگاری کے آفتاب اپنے والد ماجد کے خلیفہ و جانشین ہیں۔ متین و امین۔ کریم و متواضع کنبہ پرور۔ خلیق۔ ہماں نواز۔ آپ مخدومہ سے دلی ہمدردی و محبت و تعظیم و تکریم سے پیش آتے ہیں جس پر مخدومہ نہایت خوش و شکر گزار ہیں۔ حضرت منتظم صاحب کے چار صاحبزادیاں اور ایک صاحبزادہ جو ۱۳۲۰ھ میں پیدا ہوئے راقم کے ٹھیک ہمن ہیں مولوی سید انوار الرحمن نام ہے سہل تخلص کرتے ہیں ریاست میں نائب ناظم ہیں جو ان صاحب لائق و سعید۔ ذی علم۔ عقیل۔ فہیم۔ شاعر نازک خیال۔ منتظم۔ امین۔

مخدومہ کو اپنی دادی نہیں حقیقی والدہ کی جگہ جانتے ہیں اور مخدومہ بھی بے انتہا اپنے پوتے و صاحبزادہ صاحب سے قلبی محبت رکھتی ہیں اور ہر دم خوشنودی کے خواہاں رہتے ہیں حضرت قبلہ عالم مرحوم سے قریب قریب سائے کنبہ کو بیعت ہے حضرت کی دو صاحبزادیاں بھی تھیں بڑی صاحبزادی بفضلہ تعالیٰ حین حیات ہیں اہلیہ میر محمد شفیع صاحب کپتان مرحوم آپ کے دو فرزند ہیں سید وصی احمد و سید آل احمد اور چوٹی صاحبزادی اہلیہ ناظم مقدس علی صاحب افسوس کہ اُن کا انتقال ۱۹۱۰ء میں بامہ ذیقعدہ ہو گیا۔ مرحومہ کی دو صاحبزادیاں ہیں بڑی اہلیہ مولوی سید انوار الرحمن صاحب سہل ہیں۔ حضرت قبلہ عالم کے حالات کا بعد کا نہ تذکرہ بھائی مولوی سید انوار الرحمن صاحب نے طبع کر لیا ہے اس لئے مجمل حالات لکھے گئے۔ ایک روز مخدومہ نے حضرت قبلہ سے عرض کیا



کہ اترولی میں اپنے پیرو مشد حضرت عبدالصمد خاں صاحب رنست کے  
 فزار کی مجھے بھی زیارت کرا دیجئے حضرت نے فرمایا کہ خالی زیارت کیا کر ڈگی  
 اُن کی شان میں اگر قصیدہ کہو تو زیارت کرا دیں مخدومہ نے فوراً قصیدہ  
 کہا دوسرے دن صاف کر کے قصیدہ سنا دیا آپ قصیدہ سُکر بہت خوش  
 ہوئے بھائی سید انوار الرحمن صاحب کو بلا کر فرمایا تم یہ قصیدہ سنو اور اپنی  
 دادی اماں کو حضور کے فزار پر اترولی لیجاؤ۔ چنانچہ مخدومہ نے اترولی  
 جا کر فزار مبارک پر حاضر ہو کر قصیدہ پڑھا عجیب کیفیت طاری ہوئی  
 جو بیان سے باہر ہے اترولی سے واپس آنے پر حضرت قبلہ نے اُس  
 قصیدہ کو پیسہ اخبار میں طبع کرا دیا۔ مخدومہ اگرچہ عمر بھر طرح طرح کے صدقات  
 میں مبتلا رہتی ہیں اگر آپ کی سوانح عمری پوری لکھی جائے تو سراپا درد  
 ہو مگر بایں ہمہ خوش فرائج تبسم چہرہ ادب و تہذیب شرم و حیا کا پلو لٹے  
 ہوئے لطیفہ گوئی حاضر جوابی و مذاق کرتی رہتی ہیں۔ حضرت قبلہ بھی  
 خوش فرائج تبسم چہرہ و لطیفہ سنج تھے۔ ایک روز مخدومہ بنا کر کمرے  
 میں آ کر کھڑی ہوئیں حضرت قبلہ باہر سے آ کر دوپہر کو لیٹنے کے لئے انگر کے  
 کے بند کھول رہے تھے مخدومہ کی طرف دیکھ کر فرمایا ے

چوں زلف را کشادی تا ریک شد جہانتے اکون فتادہ شام غریباں کجا روند  
 اس کے جواب میں فوراً مخدومہ نے پڑھا۔ ے

خدا رے انگار نازنین بند قبا و اکن تکلف بر طرف نخت در آغوش دلم جاکن  
 اس پر حضرت بہت خوش ہوئے ایک روز مخدومہ حسب اادت التبع

پڑہ رہی تھیں اب بھی اکثر تسبیح پڑھتی رہتی ہیں اور با وضو رہتی ہیں قبلہ  
عالم تو ہر وقت ہی با وضو رہتے تھے۔ حضرت نے فرمایا ۵

برزباں تسبیح و در دل گاؤں  
انجین تسبیح کے دار دائر

اس کے جواب میں مخدومہ نے کہا۔ ۵

نصیب است بہشت لے خدا شناس برو  
کہ مستحق کرامت گناہگار ناسد

ایسے لطیفہ گھر میں رات دن سینکڑوں حضرت کی زندگی میں محبت  
تھے جس میں سے بطریق نمونہ یہ دو لکے گئے۔ مخدومہ کے ایک ملنے والے  
نے اپنے رقعہ میں منجملہ بہت سی تعریفوں کے ایک یہ شعر لکھا تھا جو راقم  
کو پسند آیا اوصحیح معلوم ہوا۔ ۵

شونہ میں نمکنت ہو تو یاز میں نیاز تعلیم تم نے پائی ہے اچھے ادیب سے  
مخدومہ کے والد صاحب نے ایک روز فرمایا کہ نواب صاحب والی  
ٹونک بالقابہ کے سال گرہ کا قصیدہ ہم نے لکھا ہے تم بھی لکھو دیکھیں  
تم کیسا لکھتی ہو حسب ارشاد آپ نے قصیدہ لکھ کر آٹھویں روز ڈرتے  
ڈرتے شرم سے سر جھکا کر چپکے سے اپنے والد کے آگے رکھ دیا۔ انہوں نے  
دیکھا اصلاح کے موقع پر اصلاح کی جب اس شعر پڑے تو۔

ہر اک گرہ میں ہو عمر ابد کا سرمایہ  
ہے تو زندگی جاوداں سے برخوردار

بہت خوش ہو کر فرمایا کہ یہ بیٹی نہیں ہے بیٹا ہے خدا کا شکر ہے کیا اچھا  
 کلام ہے اگر میرے ہاتھ میں عمر بھر قلم رہے اور یہ قصیدہ تو صا د ہی کئے جانوں  
 مرشدنا حضرت قبلہ و کعبہ نے ۳ رجب ۱۳۲۵ ہجری میں اس دار فانی سے  
 رحلت فرمائی۔ آپ کے انتقال کے تیسرے سال ۱۲۹۹ء ۱۲ اکتوبر مطابق  
 ۲۶ رمضان ۱۳۲۵ ہجری مخدومہ نے بحالت سخت علالت غم سفر حج کیا گو  
 سب ایسی علالت کی حالت میں منع کرتے تھے اور صحت کے انتظار کے  
 سب متقاضی تھے اور سب یہی کہتے تھے کہ یہ ارادہ ہمت سے بالاتر ہے  
 مگر چونکہ مخدومہ کو امید زندگی نہ رہی تھی اس وجہ سے باصرار چلنے کو کہتی  
 تھیں آخر گود میں لیکر سواری میں بھائی سید انوار الرحمن صاحب نے  
 ڈالا۔ ریل میں راقم نے گود میں لیکر لٹایا غرض ایسی حالت میں روانہ ہوئیں  
 اپنے کنبہ کے ہمراہی کی وجہ سے کوئی تکلیف نہ ہوئی۔ مولانا قبلہ بڑے ماموں  
 صاحب جناب ستیا۔ اُن کی اہلیہ صاحبہ مخدومہ کی چھوٹی بہن۔ اور ان کی  
 چار سالہ لڑکی ڈیڑھ سالہ لڑکا خالوا با صاحب و بھائی صاحب مولوی سید  
 انوار الرحمن صاحب بسمل و راقم و مخدومہ کی بہو میری اہلیہ علاوہ ان  
 گھر والوں کے خدمتی لوگ تھے سب کے ہمسفر ہونے سے آرام سے سفر  
 مبارک پورا ہو گیا۔ یہاں باوجود علاج کے بھی صحت سے ناامیدی تھی خدا  
 نے اپنے فضل سے مخدومہ کو غیر معمولی اس مبارک سفر میں صحت و طاقت  
 عطا فرمائی بعد زیارت حرمین شریفین و شرف حج و عمرہ ہندوستان میں  
 بخیریت واپس آنے پر چونکہ مخدومہ کو تصوف و زیارت متابرکات بہت شوق

ہے ہندوستان کے بہت سے مزارات کی زیارات کیں۔ اور فائدہ اٹھایا  
بعض بعض حضرات کا خیال ہے کہ عورتوں کو مزارات پر جانا جائز نہیں  
ہے یہ بجا ہے ایک حدیث ایسی ہے مگر بعد کی حدیث شریف اس کو منسوخ  
کر نیوالی بھی موجود ہے جس کا ترجمہ یہ ہے کہ قبروں میں میں نور اور برکت دیکھتا  
ہوں میری اُمت قبروں پر جائے اور فاتحہ پڑھے اس میں عورت و مرد کی  
خصوصیت نہیں عام حکم ہے۔

ایک حدیث شریف یہ ہے کہ (عورتیں قبرستان میں منہ چھپا کر جائیں کہ مردہ  
زندہ کی طرح دیکھتا ہے۔ قبرستان میں محرم و نامحرم سب روئیں آتی جاتی رہتی  
ہیں اس حدیث شریف سے خصوصیت سے مستورات کے جانے کی اجازت  
کھلی ہوئی صاف معلوم ہو رہی ہے۔

حدیث مبارک دیگر نقل بہ قدر ضرورت عن بریدہ

قال۔ قال رسول اللہ صلعم نہیتم عن زیارات القبور فتوردها۔

(رواہ سلم) ترجمہ۔ بریدہ سے روایت ہے کہ حضور سرور کائنات نے فرمایا  
ہی کہ میں تم کو زیارت قبور سے منع کیا تھا لیکن اب تم مزارات کی زیارت  
کیا کرو۔ یہ حکم عام ہے اس میں عورت یا مرد کی تخصیص نہیں۔

## وجہ طبع دیوان ہذا

جس طرح آپ کو ہمیشہ پڑھنے کا شوق رہا ہے حتیٰ کہ قبلہ عالم کے چہلم کے روز آپ کی عربی کی ایک کتاب جو بھائی سید انوار الرحمن صاحب سے پڑھتی تھیں ختم ہوئی ہے اُس کے بعد افکار و امراض کی وجہ سے اور کتاب شروع نہ کر سکیں جس کا ہمیشہ افسوس کرتی ہیں۔ اسی طرح بچپن سے آپ کو شاعری کا بھی شوق رہا ہے جب میں نے دیکھا کہ آپ کا کلام شوقیہ کہتے کہتے کثرت سے جمع ہو گیا ہے اور تلف ہو جانے کا بھی خوف ہے جیسا کہ بت ہو چکا ہے طبع کرانے میں حفاظت بھی ہو جائے گی اور ترتیب بھی ہو جائیگی۔ ادھر میرے دوستوں نے مجھے تقاضہ اور اصرار کرنا شروع کیا کہ اپنی والدہ کا کلام طبع کرالو اس پر میں نے ایک روز مخدومہ سے عرض کیا کہ تقریباً محض آپ کی غزلیں تین سو موجود ہیں ردیف کی امتسام کے لئے چند ہی غزلیں آپ کو اور کہنی ہونگی اگر آپ یہ کہیں تو دیوان کی صورت میں آپ کا کلام طبع کرالیں تاکہ محفوظ ہو جائے دوست اجاب بھی مجبور کر رہے ہیں اور میرا دل بھی بہت چاہتا ہے۔ اُس کے جواب میں فرمایا کہ مستور کا کلام چھپنا نہیں چاہئے کیونکہ مستور کے معنی پوشیدہ کے ہیں پوشیدگی کا مقتضا بھی یہی ہے کہ صورت آواز۔ کلام سب کچھ پوشیدہ ہے میں نے عرض کیا کہ بالکل بجا فرمایا مگر ہر عمر کا مقتضا جدا ہے آپ کی عمر تو قریب قریب شرعاً پردہ اٹھ جانے کے ہے۔ دوسرے اظہار کلام تو شرعاً

منع نہیں حضرت بیوی فاطمہ اور حضرت عائشہ صدیقہ اور حضرت بیوی  
 زینب و بیوی کلثوم و بیوی سکینہ رضی اللہ عنہا کا نثر و نظم موجود ہے  
 اُن سے زیادہ عزت و عصمت کس کی ہو سکتی ہے۔ دوسرے یہ کہ حضرت  
 قبلہ نے خود آپ کا قصیدہ طبع کرا دیا تھا۔ مخدومہ نے فرمایا کہ دوسری  
 بات یہ ہے کہ میں ایک جاہل عورت ہوں دو حرف پڑھ لینے سے عقل  
 کا نقص یا جہالت کا داغ مٹ نہیں سکتا اپنا دل بہانے کو چوپا ہا کہیا  
 اپنے کنپہ کے محبت کرنے والوں نے سُکر محبت و اخلاص سے واہ واہ  
 کہدیا یا جاہل بیویوں نے بہت سی داد دیدی تو کیا ہے من کہم کہ من دانم  
 ز نانی دنیا میں عموماً جہالت ہے اُس میں اتنے کئے والے کو غنیمت سمجھیں  
 بھی تو کیا تعجب و قابل اطمینان ہو سکتا ہے۔ شعرا

میاں ناسخ دیا رکھتو میں مگر ہاں پریوں میں خوشیاں ہیں  
 جن دنوں میں طبع دیوان ہذا کا میں اصرار کر رہا تھا اُن ہی دنوں  
 میں مخدومہ کے چند ملنے والی مغز خاندان کی لکھی پڑھی بیویاں تو اب  
 زادیاں بھی یہی اصرار کرتی تھیں کہ آپ کا دیوان طبع ہونا چاہیے۔  
 بھائی سید انوار الرحمن صاحب بسمل بھی کئی بار وقتاً فوقتاً مصر ہوئے تھے۔  
 آپ نے فرمایا کہ میں نے جو کچھ شوقیہ اب تک کہا اُس میں سے بہت ایسا  
 بھی ہے جس کو کسی نے اب تک نہیں دیکھا عروض میں جو کچھ پڑھانے پڑے  
 بھائی صاحب قبلہ سے پڑھا اکثر اُن ہی سے اصلاح لی کبھی چوتھے بھائی  
 جان قبلہ سے بھی اصلاح لی کبھی ابا جان سے لی کبھی شرم کی وجہ سے

یا تکلیف دینے کے لحاظ سے نہ دکھا سکی یا میری شاعری کے انہماک سے  
 دیکھا کہ دونوں بھائی صاحبان ناخوش ہیں تو منہ نہ پڑا کہ انکو دکھائی  
 ان ان اسباب سے تمام و کمال کلام میرا مردوں کا دیکھا ہوا نہیں ہے  
 اور بر خوردار میاں سید انوار الرحمن سلمہ دیکھیں اُن کی عظیم القصدی سے  
 یہ امید نہیں ہے اگرچہ بعد انکساری الفاظ کے برادر مذکور نے اقرار بھی  
 کیا مگر بوجہ اور اور مشاغل ملازمت و تصوف وغیرہ کے وہ بھی دیکھ سکے  
 میں نے عرض کیا کہ آپ خود نظر ثانی کر لیں آپ کا کلام ہجو کے قابل  
 نہیں ہے اور یوں تو قرآن شریف میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے فضلنا  
 بعضکم علی بعض۔ جب ایک پر دوسرے کو فضیلت ہے تو پھر اپنے سے  
 بہتر کے خوف سے دنیا میں کوئی بھی قلم نہ اٹھائے آپ کے عذر کا جواب  
 خود آپ کی رباعی دے رہی ہے۔ رباعی

ہر دشت میں ہو خاک شفا ممکن ہے ہر بحر میں ہو آب بقا ممکن ہے  
 ہر شعلہ میں ہو نور الٰہی دشوار ہر شعر ہو لا جواب ناممکن ہے

غرض میرے اور بھائی سید انوار الرحمن صاحب سہل کے اصرار سے  
 التماس کو قبول فرما کر یہ جواب دیا کہ میں اپنے ورثا سے پہلے تذکرہ  
 کر کے جواب دوں گی تم دونوں ابھی نو عمر و نا تجربہ کار ہو جو عورت اپنے  
 مردوں کے خلاف کرتی ہے وہ ہمیشہ خسر الدنیا و الآخرہ میں رہتی  
 ہے۔ اس کے بعد آپ نے ہم دونوں کے اصرار کا ذکر اور اپنے ارادہ  
 کا سب کی مرضی پر منحصر ہونا بیان کیا مخدومی صاحبزادہ صاحب نے

کچھ مخالفت نہ کی اور آپ کے چھوٹے بھائی صاحب قبلہ سہا صاحب نے  
 فرمایا کہ مجھے تو شاعری سے نفرت ہو گئی شاعری کا ذکر بھی مجھے تو پسند نہیں  
 اور آپ کے بڑے بھائی صاحب قبلہ سحانے فرمایا کہ بہت مرتبہ ہم نے  
 تمہیں اصلاح دی عروض و قافیہ پڑھایا اور بہت دفعہ تمہارا انہماک شاعری  
 پر ابھی معلوم ہوا مگر جب اتنا کلام جمع ہو گیا تو ہمت باندھ کر مکمل کر کے ضرور  
 طبع کرالو اس میں میرے نزدیک کچھ بھی ہرج نہیں ہے ہر عمر کا مقتضا  
 جدا ہوتا ہے بلکہ تم اپنی کل تصانیف مکمل کر کے طبع کرالو تم اپنا دیوان  
 بلکہ جو نظم ملے سب ترتیب دے لو میں سب کو اپنے قلم سے صاف کر دوں گا  
 پھر کتاب کو دیدیا جائے گا آپ کی اس خورد نوازی سے مخدومہ کی  
 ہمت بھی بڑھی گو سب کو بنظر اصلاح دیکھنے کا وعدہ فرمایا تھا مگر عید الفری  
 اور اور اسباب سے آپ دیکھ نہ سکے خود مخدومہ نے ضروری غزلیں  
 لکھ کر پہلی غزلیں چھانٹ کر نظر ثانی شروع کر دی آپ نے اپنے بڑے  
 بھائی صاحب سے کہا کہ برائے برکت و رونق میرے کلمات کے لئے  
 پانچ غزلیں عنایت فرمائیے قبلہ ماموں صاحب نے فرمایا کہ نہایت خوشی  
 سے پھر پانچ غزلیں اور ایک اور نظم دی مخدومہ نے مجھ سے فرمایا  
 کہ تم دیباچہ میں اس کو بھی ظاہر کر دو اور ان کا پہچاننا حوالہ ناظرین  
 کو آپ رات کو دو- دو- تین- تین بجے تک دیوان کے کام میں مشغول  
 رہیں۔ میں تھوڑا سا یہ دیباچہ بھی لکھ چکا تھا تھوڑا سا حصہ دیوان کا  
 مطبع میں جا چکا تھا۔ بد قسمتی سے نویں ذالحجہ دسویں شب کو ۱۳۳۲ھ میں ایک



خلاف توقع بیوقت آپ کی چوٹی بہن کا دن بھر ہیضہ میں تڑپ کر انتقال ہو گیا اور آپ کو اس صدمہ جانکاہ سے زندگی و بال ہو گئی۔

پندرہ برس پہلے سے آپ بیماریوں کی تکالیف برداشت کر رہی تھیں گو نہایت مستقل و باہمت ہیں آلام و امراض سے صدمہ مردانہ وار مقابلہ کرتی رہیں اور ہمیشہ ہنس کر ہر تکلیف کو گزارا مرض میں کراہنا تک بھی آپ کو پسند نہ تھا بہت شدت پر آپ تھوڑی کراہتی ہیں مگر آخر ضبط و استقلال کی حد ہوتی ہے۔ کم غذا نا تو اس پر بہن کی موت کا صدمہ اور بہن بھی چوٹی و جانِ نارجن کو عاشقِ کنا بھی بچا ہو گا اور معشوقِ بہن بھی کنا بھی ہو گا۔ زمانہ اس محبت کو تعجب کی نظروں سے دیکھتا تھا مجھے اپنی اولاد سے زیادہ چاہتی تھیں۔ خدا ان کو گلزارِ جنان میں جگہ دے اور ہم سب کو صبر عطا فرمائے۔ آمین

اس صدمہ جانکاہ سے والدہ صاحبہ کی حالت سخت خراب ہو گئی۔ زندگی کی امید نہ رہی اللہ اللہ کر کے مدت میں آپ کی طبیعت سنبھلی مگر دیوان کے کام کے قابل ابھی تک بھی حالت درست نہیں ہے آخر بھائی سید انوار الرحمن صاحب نے جس حالت میں دیوان تھا کل مطیع بھیج دیا۔ آپ اکثر فرماتی رہتی ہیں کہ گونجے بڑے بڑے صدقات پہنچے مگر اس صدمہ جانکاہ نے کیس کا نہ رکھا۔

زندہ ہوں مگر بیکار زندگی سخت جانی ہے  
بیاموز دے کے از ماطریقِ زندگانی را کہ عمر جاوداں کر دیم نامِ این غشت جانی را

اللہ تعالیٰ اُن نخل ہشتی کو صحنِ جناب میں ثمراتِ رحمت و غفران سے بارور کرے اور ہم سب تبتلئے ہجوم و غنوم کے دامنِ دل کو گوہرِ صبر سے مالا مال فرمائے۔ یہ کلیات بعض کی نظر میں ہتک آمیز بات ہے۔ بعض خیال میں نسوانی کرامات ہے۔ مگر اُن حضرات کو محذراتِ اہلیت کی خطبہ خوانی صفحاتِ تاریخ میں دیکھنی چاہئیں۔ عہدِ صحابہ کرام و زمانہ تابعین و دورِ نبی امیہ و دو خلفائے عباسیہ اور اُس کے بعد خاندانِ شاہی و دو دواں شرفا میں اور اب سے کچھ پہلے قرۃ العین طاہرہ وغیرہ وغیرہ کے حالات موجود ہیں۔ محذومہ نے بعض فارسی اشعار کا ترجمہ بھی کیا ہے تاکہ ایک زبان کا خیال دوسری زبان میں آئے مگر بعض کم نظر اس کو سرفہ جانتے ہیں۔ حالانکہ گلستاں کے فقرات بحد عربی علمِ ادب کے کتب کا ترجمہ ہیں اور قرآن و حدیث سے ماخوذ۔ حدیث شریف میں ہے الغناء غنی النفس سعدی کہتے ہیں تو نگری بدل است نہ ببال۔ ذرا سے تغیر سے حدیث شریف کا ترجمہ ہے۔ ایسی ایسی ہزاروں مثال موجود ہیں۔

بہت مقام پر محذومہ نے پابندی مضامین کے سبب غلط مضامین کو غلط جانکر باندھا ہے۔ مثلاً گاؤں زمین یا قاف کا گرد زمین ہونا۔ اور جگہ جگہ آیات و احادیث کا اقتباس تلیجاً کیا ہے۔ رباعیات میں بہت کچھ نصیحت آمیز مضمون سے کام لیا ہے۔ خدا اس کلیات کو مقبول خاص و عام فرمائے اور محذومہ کو ہم سب چھوٹوں کے سر پر سایہ گستر رکھے۔ آمین۔

راقم۔ بندہ شید مشتاق حسین مشتاق معنی

جے پور مورخہ، مارچ اپریل ۱۹۱۷ء

# دیباچہ

مجھے آتا ہے رونا اہل عالم کی مصیبت پر  
کہ نادانی یہاں دانائی ہے دانائی نادانی  
یہاں تک بے سبب مرعوب ہیں لفظ قدامت  
پر انے کفر کو بھی لوگ کہتے ہیں مسلمان

جہاں قدامت پرستی کے سبب سے اور تمام آسائشی اور آرائشی چیزوں  
میں ترمیم اہل ملک نے حرام سمجھ لی ہے۔ اُسی طرح انتشارِ ہوازی اور  
شاعری میں بھی قدامت سے ادنا تجا و زرق اجماع بمنزلہ کفر سمجھا جاتا ہے  
مگر زمانہ نے بہلی کی جگہ گہی اور ریل و گھوڑے کے بجائے بائیکل اور  
موٹر۔ چراغ کے عوض لیمپ۔ ستار کے قائم مقام ہارمونیم۔ انگریز  
کی شیروانی کو افشرہ کی لذت لیونیڈ کو دی ہے شاعری میں بھی رفتہ  
رفتہ ترمیم کی اور اس کے اجتہاد کا سہرا ہمارے دور کے ملٹن اور شکسپیر  
مکرمی حضرت شمس العلماء مولانا حالی مدظلہ مرحوم کے سر پہ اُن کے بعد  
اور چند بزرگوں نے اور بعض نے کچھ کچھ جدید طرز میں لکھا ہے جس کلام  
پر میں یہ دیباچہ لکھ رہا ہوں اُس کی فاضل مصنفہ نے بھی گودہ پرانی  
وضع کی آدمی اور قدیمی روش پسند کر نیوالی ہے تاہم دونوں طرزوں

میں شاعری کا جو ہر دکھایا ہے۔ قدیم وضع میں زیادہ اور جدید میں کم چنانچہ خود کہتی ہیں۔

تھا عہد قدیم صرف غمزہ و ناز  
اور عہد جدید کی ہے قومی آواز  
میں وسط میں واقع ہوں لہذا پرویں  
دونوں سے ملا جلا ہے میرا انداز

میں لکھتا ہوں کہ ہر دور کے شعراء نے اپنے زمانہ کا تمدن اپنے ہمعصروں کی معاشرت اپنے وطن اپنے قوم والوں کی متعلقہ اشیاء اپنے انباتے جنس کے عادات اور مشاغل اور جذبات نظم کئے ہیں مگر اس کی کیا وجہ کہ اب کے شاعر باوجود اُن حالات کے بدل جانے اُن عادات کے مٹ جانے اُن اشیاء کے متروک ہونے کے بھی وہی باتیں لکھ جاتے ہیں اور اس کو سلف صاحبین کی تقلید اور کمال کی معراج سمجھتے ہیں۔

یا الہی تاب کے کلک سخن سناں ہند مردہ و معزول مضمونوں کو لکھ جائیگا  
یوں تو ڈاک اور تار کے عادی ہیں لیکن نظم نامہ شوق اب بھی مرغ نامہ بریجائیگا  
میں تو یہ سمجھتا ہوں پہلے زمانہ میں۔

- ۱۔ قاصد اور مرغ نامہ بر بھی تھے۔ اسکی جگہ اب ڈاک اور تار لکھنا چاہیے
- ۲۔ معشوق گھوڑوں کے سوار تھے۔ اب گھبی موٹر ریل وغیرہ میں پھریں۔
- ۳۔ ڈارہی والے معشوق تھے۔ اب نہیں تو شعرا اس بیجا بی کو ترک کر دیں
- ۴۔ آپس میں ہجو بازی جڑ شاعری تھا۔ اس مہذب زمانہ میں اس سے باز آئیں

۵۔ بیدنی بدکاری، میخواری موضوع شعر تھی۔ اب کار آمد مضامین بھی کہیں  
 غرض بقدر تغیر تمدن اور بقدر ضرورت زمانہ اردو شاعری میں بھی تنہم کر لیا  
 گلگشت کو ٹمٹم ہے تنگا ور کی جگہ اُڑتی ہے برانڈی مے احمر کی جگہ  
 اب شاعری کا رنگ بھی بدلوو رہا چمکڑے کو ندی جائے گی موٹر کی جگہ  
 مضامین شعر گوئی کو اس درجہ محدود کر لیا ہے اور اُسی کو حدود  
 اربعہ ملک شاعری مان لیا ہے کہ جہاں کسی نے اُس سے زیادہ لکھا  
 اور سخن سخنوں کی صدائے مخالفت بلند ہوئی کہ یہ باتیں ابھی عالم شعر سے  
 باہر ہیں یہی سبب ہے کہ اس وقت تعلیم یافتہ طبقہ محض عاشقانہ محراب  
 اخلاق مضامین اور بیکار مبالغوں کو حقارت کی نظر سے دیکھتا خود بچتا اور  
 اولاد کو بچاتا ہے۔ میں طلباء کو بی اے ایف اے کو رس پڑھاتے وقت  
 دیکھتا ہوں کہ فارسی قصائد کے توصیفی مبالغوں کو پڑھتے وقت اُن کے  
 چہروں سے تنفر، حقارت اور کراہت کے آثار اور تحقیر آمیز تبسم ظاہر ہوتا  
 جاتا ہے میں جب کبھی جدید اشیا کو شعر میں بانڈھ جاتا ہوں مجھ پر طعن و طنز  
 کیجاتی ہی ہجو لکھنے کو تیار ہو جاتے ہیں۔ مثلاً میں نے عرض کیا تھا۔

ریکارڈ میں حال دل بیتاب بھڑونگا بدنام کر دوں گا میں تمہیں حلق خدایں  
 وہ ریل میں بیٹھے تو قیامت ہوئی پریا سیٹی سے پھنکا صور سرافیل ہوا میں  
 کیونکر نہ ہوتا شیر مری آہ رسا میں بے تار خبر جاتی ہے امواج ہوا میں  
 اس پر بہت کچھ بے دے ہوئی داد بھی ملی اور بیداد بھی ہوئی  
 اگرچہ اس دیوان میں جدید رنگ بہت زیادہ نہیں تو بھی جا بجا اجتہادی

قوت اور تربیتی دلولہ کی جھلک پائی جاتی ہے اور جبکہ مردانہ ہمتیں مفلوج  
 اور اندھی تقلید کو فخر جانتی ہیں تو ایک زمانہ جرأت نے جس قدر قدم بڑھایا  
 ہے وہ ایک طرح کا فکری جہاد اور علمی مجاہدہ ہے اس کلیات میں ہر  
 صنف کا کلام ہے اور مجموعی طور پر قدرتِ علمیت ہمارے سب کچھ پائی  
 جاتی ہے لیکن پھر بھی یہ کہونگا کہ بعض نظمیں اس میں نہ ہوتیں تو ہونے  
 سے بہتر تھا تاہم مصنف یہ جواب دیتی ہیں کہ میں نے اپنی ہر عمر کا کلام  
 جمع کیا ہے اور ہر درجہ مشق کو محفوظ رکھا ہے خود مجھ سے ممکن تھا کہ میں  
 اُس کو درست کر لیتی مگر اب ترائی کمزوریاں مطبوعہ پیش نظر نہ رہتیں  
 اب میں اپنی کم عمری کے کمزور کلام کو بھی دیکھ کر اُس کے بعد والے  
 درجوں سے ملا کر خوش ہونگی حیرت کر دہنگی اور خدا کا شکر یہ بجالاؤنگی  
 اور بڑھاپے میں ان سے کھوئی ہوئی طفولیت یاد کر لیا کرونگی۔

مصنف ہمشیرہ عزیزہ زادہ رہا بہت ذی علم بہت مشاق نہایت  
 عاقل بچہ تجربہ کار کمال عاقل و ذہین مشہور اہل قلم ہیں مگر شاعری میں  
 کسی کی پوسے طور پر شاگرد نہیں والد علامہ کو اپنا کلام تمام و کمال قبول  
 گاہی کے اکثر پردیس رہنے کی وجہ سے دکھانہ سکیں بھائیوں کو کبھی  
 کبھی اس کی جودت طبع پر بے انتہا خوشی بھی ہوتی تھی اور میں صلاح  
 بھی اکثر کبھی کبھی کرتا رہا مگر اس میں اس قدر انہماک پسند نہیں لہذا  
 لحاظ حائل رہا کبھی کچھ بنا دیا بنا دیا یہ اور بات ہے۔ تو بھی دیکھنے والے  
 انصاف کریں گے کہ کمزوریوں میں قوت اور ابتداؤں میں انتہائیں

جلوہ گر ہیں مجھ کو چونکہ بالطبع غزل سے شوق نہیں ہے میں نے بھی اپنی  
پانچ غزلیں اور ایک اور نظم ہمیشہ غزنیہ مصنفہ ہذا کو دیدیں ہیں زیادہ  
حالات مصنفہ طالعمر ہا کے اُن کے فرزند جگر بند سید مشتاق حسین زاد عمر ہا  
نے دیباچہ کے طور پر لکھے ہیں ناظرین ملاحظہ کریں گے۔ فقط

سید نظیر حسن سخا دہلوی





ریاضِ حمد میں سروخرا ماں ہے قلم میرا  
میں وہ طوطی ہوں مرغِ انِ چین بھرتے ہیں دم میرا

<p>کفر میں بھی رونق بیتِ الحرم تو ہی تو تھا چاک جس نے کر دیا کتمِ عدم تو ہی تو تھا جس کی کھانی تھی قسم تیری قسم تو ہی تو تھا ابتداء سے مالک ملکِ قمر تو ہی تو تھا کر دیا جس نے جہنم کو ارم تو ہی تو تھا مانعِ تکمیلِ بیدار و ستم تو ہی تو تھا در پہِ تحریبِ شاہانِ عجم تو ہی تو تھا جس نے رکھوایا انہیں ثابت قدم تو ہی تو تھا</p>	<p>باعثِ آرائشِ حسنِ صنم تو ہی تو تھا تا ابد ظاہر نہ ہو سکتا تماشا ئے وجود بھول کر غیروں کی قسمیں ہم نے کھائیں عمر بھر دونوں حادث ہیں یہ کیسی روحِ کیا ماؤ بنکے خاکستر کا تودہ رہ گئے ہوتے خلیل حضرت یوسف کو چہ پہ کھا ہی جاتے ہیڑے بے سببے شوار تھا اہلِ عرب کا یہ عروج انبیا کو پیش آئے کیسے کیسے معرکے</p>
---	---



<p>موتیوں کی کشتیاں دیتے ہے دریا مگر تیری مرضی پر ہیں شا کر جو کیا اچھا کیا</p>	<p>اُن کی تہ میں موجزن بحر کرم تو ہی تو تھا چرخ کیسا مالک لوح و قلم تو ہی تو تھا</p>
<p>اس جہان کا نفع و نقصان نفع و نقصان ہی ہیں جب ہوا پروں کو کچھ غم و جہنم تو ہی تو تھا</p>	
<p>مالک دنیا و دین ہو یا محمد مصطفیٰ انبیاء میں منتقل ہوتا چلا آیا جو نور فخر آدم فخر موسیٰ فخر عیسیٰ فخر نوح حور و غلمان باغ و ایوان جس کو چاہے بخشند خرمن عقل ارسطو کو بھی و سب سے حقیر آپ کا حسن و جمال ظاہری و باطنی آپ کے ارشاد آساں آپ کے حکام نام سب سے بہتر علم تکوین سے اعلیٰ تر یقین شرق سے تا غرب ہیں کل اہل عالم منتفع قیصر و خاقان و کسریٰ آپ کے خدمت گزار آپ کیونکر خشکیں ہو یا محمد مصطفیٰ مرکز احکام دیں ہو یا محمد مصطفیٰ</p>	<p>پیشواے مرسلین ہو یا محمد مصطفیٰ وہ حقیقت میں ہمیں ہو یا محمد مصطفیٰ فخر ما و فخر طین ہو یا محمد مصطفیٰ مالکِ خلد یریں ہو یا محمد مصطفیٰ آپ کا جو خوشہ چین ہو یا محمد مصطفیٰ سب سے بہتر ہے کس ہو یا محمد مصطفیٰ بات وہ جو دل نشیں ہو یا محمد مصطفیٰ چشمہ علم و یقین ہو یا محمد مصطفیٰ اس سے کیا کوئی کہیں ہو یا محمد مصطفیٰ صاحب تاج و نگین ہو یا محمد مصطفیٰ رحمتہ للعالمین ہو یا محمد مصطفیٰ ہبط روح الامیں ہو یا محمد مصطفیٰ</p>
<p>ایک ہی آل آپ کی اولاد اورانی کثیر مفت کیوں پروں خیز ہو یا محمد مصطفیٰ</p>	
<p>ہادی دنیا و دین ہو یا علی مرتضیٰ</p>	<p>نفس خیر المرسلین ہو یا علی مرتضیٰ</p>

<p>خشم رب العالمیں ہو یا علی مرتضیٰ  ہمد روح الایمیں ہو یا علی مرتضیٰ  درحقیقت وہ تمہیں ہو یا علی مرتضیٰ  نور ماؤ نور طیں ہو یا علی مرتضیٰ  قاسم خلد ہریں ہو یا علی مرتضیٰ  کیوں کسید کا خوشہ جیں ہو یا علی مرتضیٰ  سب سے بہتر ہے کیوں ہو یا علی مرتضیٰ  تیر وہ جو دلنشیں ہو یا علی مرتضیٰ  بیج کما ہے بالیقین ہو یا علی مرتضیٰ  اس کی سائل کیوں ہو یا علی مرتضیٰ  زیور تاج و نگین ہو یا علی مرتضیٰ</p>	<p>آپ جسم گرم کیوں ہو یا علی مرتضیٰ  واقف اسرار دیں ہو یا علی مرتضیٰ  شیر کی صورت میں جینا فو دیکھا تھا  نور دیں نور یقین نور زماں نوریں  حوض کوثر جام گوہر قصر پر زرسپے  آپسے ہی کیوں مانگے آپ باب علم ہیں  میاں بھی جیسے فرد تمہا وہاں بھی بی بی علم  آپ کی شمشیر وہ جو دو کرے کداریں  شاہ مرداں شیر نیر داں حیدر دل سوا  اس سے ایسے اس سر تک ہیں تمہیں فیضیا  آپسے ایواں کو زینت آپسے میدان کو زیب</p>
<p>آپ کی اولاد درخت گزیر کنیر بے تمیز  بے سبب پیروں خریں ہو یا علی مرتضیٰ</p>	
<p>خدا حافظ مرے دل کا خدا ناصر مری جانکا  مگر امید میں امید کا حراماں میں حراماں کا  سربازار ننگے گا جنانہ دین و ایماں کا  ادھر صبح وطن کا رنگ ادھر شام غریبان کا  وضو سے بھی ہے آسان ٹوٹ جانے کے پیمان کا  مجھی کو تھا بنانا نوہ گر گور غریباں کا</p>	<p>نظر لڑنا ہی پورا فیصلہ تھا دیں ایماں کا  اثر کیونکر نہ دینا میں آخر دل ہی انسان کا  ترا دل بھی گرا اس پر آگیا تو دیکھنا واعظا  نظر جا کر رخ و گیسو پہ گھر میں بھی ہے باہر بھی  تردد کچھ نہ ہو چو عاشق کا حضرت واعظا  ہزاروں حسرتیں ممر کے مٹی ہو گئیں دلیں</p>

<p>کسی کا نام کیا لوں ہاں مگر اتنا تو کہتا ہوں  نہو گئے زلف رخ ہرگز جدا بھرت و اعظ  عدو کا میں حصے بڑ گیا لاچار کہتا ہوں  بے جاتے ہیں آنسو کشتی دل میں تم آنکھوں  کھن افسوس مل مل کر جناحین میں کستی تھی  پس مردن بھی دل ہی پر ہر دست کشتہ لفت  شبِ عہد خد اکیواسطے ایسا نہ کرنا تم</p>	<p>ایسے ہی چور دل کا اور میں دشمن ہے ایماں کا  چلا جائیگا جھگڑاتا قیامت کفر و ایماں کا  بہت ہی زور حسن و جمال یار میں ٹانگا  مجھ کیا پھر دوبارہ فوج کو خطہ ہر طوفاں کا  انہیں باتوں سے خوں ہو گا کسی دن دین ایمان کا  کھٹکتا رہی تکی تک خارشاید شوق و ارمان کا  نہ آؤ جانکر اور نام ہو بدنام نسیاں کا</p>
<p>پڑے چہرہ پر جب گیسو تو یہ عقدہ کھلا پروں  کہ ہے صبح وطن میں بھی اثر شام غریباں کا</p>	
<p>جہاں رنج نہ کوئی بھی سکے دین ایمان کا  لکھا ہی وصف میں نے عمر بھر گیسو بے پیمان کا  یقین ہے بے پئے مے گر کے چکنا چور ہو جائے  اک اہمکا دل کہ بالکل عیش منزل چاہیے کہنا  شرابِ وصل جاناں کیا پیسے جام و پیمانہ  میں اپنے دل کا قوٹ لے رہا تھا در دہر میں  یہاں بھی ہر بلا کی ظلمت آفت کی پریشانی  زمانہ اس طرح پلٹا نہیں باقی رہا بالکل  گزشتہ شاعروں نے پیچھے طبع آزمائی سے  تو اپنی عقل کے ناخن لولے پیچھے وحشت</p>	<p>وہاں سودا بہت مشکل ہی جس عہد و پیمان کا  یہی مجموعہ ہے میرے خیالات پریشاں کا  اگر ساغر بنایا جائے تیرے عہد و پیمان کا  اور اک عاشق کا دل منظر ہو جو گور غریبان کا  غضب، ٹوٹا ناٹکے باہم عہد و پیمان کا  ہو جب ختم نقشہ بگیا گور غریباں کا  نہو کیوں لفت میں دل پر اثر شام غریباں کا  مرا عشرت میں عشرت کا اثر حرام میں مانگا  نہ چھوڑا تا رہے باقی مضامین گریباں کا  کہ عربانی سے یہاں غم ہی نہیں حب و گریبان کا</p>

<p>کیا ہی جسے مجھ پر ظلم غمِ بے آفتاب سے آفت ہوں  تری آفت نے صلحِ کل کی دنیا میں بنا ڈال  مری محتاجیاں کیا کم ہیں استحقاقِ نیکی کے</p>	<p>مگر کیا جانے کیوں کرتا ہوں شکوہ چرخِ گمراہ کا  کہ آئندہ کو جگرِ امٹ گیا گبر و مسلمان کا  اگر دنیا میں باقی ہی کیسے دستور احساں کا</p>
--	--

اداۓ فرض میں آٹھوں پہر ہوشیار رہیوں  
سنے گا کون محشر میں مسلسل عذریاں لگا

<p>لے کر چہرہ روشن سے نہ تو بر آیا  دل چرانے کے لئے عارضِ انور آیا  ملک الموت ہٹے تھے کہ ستمگر آیا  کیا طریقہ ہے خبر کرنیکا یہ لے دریاں  سوزِ فرقت میں بجے آہ سے دود و نقصاں  سوزِ ہجراں میں برا حال کیا رو رو کر  جب آئینہ کو رخسار تے دی صاف  یہ میس بھینگے کے نام سے نکلا ہے غبا  واہ سے معجزہ حسنِ میانہ قد بھی  حسنِ ڈھلنے کا تو کیا ذکر ہے وہاں آج اب تک  تیرا بیکاں جو نکلا تو لئے دم نکلا  نوجوانی سے پھاڑتا ہے جو بن اُنکا</p>	<p>آسمان کا تھا یہ تھوکا ہوا منہ پر آیا  لیجے خورشید بکفت دزد دلاور آیا  اک قیامت لگی تو دوسرا محشر آیا  کوئی سو بار تو اندر گیا باہر آیا  شعلہ جو دل سے اٹھا اٹھکے جگر پر آیا  جب بچے آگ ڈبوئے یہ سمندر آیا  منہ دکھانیکو نہ دنیا میں سکندر آیا  جو ترے دل میں تھا ظالم وہی لب پر آیا  ناپ میں فتنہ محشر کے برابر آیا  سر سے شانہ پہ ڈوپیہ بھی نہ ڈھلکا آیا  میرے دل میں جج بھرا تھا وہی باہر آیا  جامہ حسن بھی اُس جسم میں پھنکرا آیا</p>
---	---

وہم پر وہم چلے آتے ہیں لبے پروں  
ورنہ انشُر گیا دل ہاتھ سے اکٹھرتا

<p>اُس کے لینے کو تڑپ کر دل مضطرب آیا          کہ ترے نام سے پہلے مجھے چکر آیا          پاؤں پڑنے کے لئے فتنہ محشر آیا          ساری دنیا کا لگتا ہوا چکر آیا          اب تو کتنا مرا قاتل تجھے باور آیا          تھا مٹا تھا مٹا جلدی مجھے چکر آیا          نہ میں پیچ بھانڈا اُس شوخ کو باور آیا          آسمان کو بھی یہ صدمہ ہوا چکر آیا          تو مجھے قلب میں کل رات کو کیونکر آیا          سدا رہ ہونی کو ابرو لئے خنجر آیا          ملک الموت مرے لینے کو اکشر آیا</p>	<p>میرے سینہ پہ ترا تیسر جو اڑ کر آیا          نام بھی پوری طرح منہ سے نہ باہر آیا          عرصہ حشر میں جس دم وہ سٹگر آیا          ماہر و ایک نینے میں مرے گھر آیا          اپنا سر کاٹ کے خود ہاتھ میں لیکر آیا          چرخ سیاروں سے بولا یہ مجھے قتل کے بعد          بیچ والوں نے تو لڑوایا تھا لیکن صد شکر          آخر شسٹے مری گردش تقدیر کا حال          وہ بٹے مجھ سے تو دریاقت کروں سوتے ہیں          دم لبوں پر مرا آجانے میں باقی کیا تھا          آپ کے آنے کی امید لگی تھی ورنہ</p>
--	--

صدقہ پیر مغاں سے مرانا لہ پریوں  
 جب گیا کنگرہ عرش ہلا کر آیا

<p>دراچ جا بجا ہے فرمان نبین کا          لیکن نہ کر سکا کچھ نقصان نبین کا          فرمان کبریا ہے فرمان نبین کا          پورا اگر نہ ہوتا ارمان نبین کا          ایمان اصل میں تھا ایمان نبین کا          ارشاد نبین کا فرمان نبین کا</p>	<p>اسلام نبین کا ایمان نبین کا          دشمن قدیم سے ہے شیطان نبین کا          جو حکم ہو بجالا لے جان نبین کا          اڑتا عرب عجم میں اسلام کا پھر پرا          ہم کیلئے اور ہمارا ایمان کیا بچارہ          ارض و سما کے سر پر کون مکاں کے دلیں</p>
---	---

گر بد سرشت اُنکے بد خواہ ہوں عجب کیا کچھ لوگ فرشتوں میں اب مانیں یا نہیں لیگا بغیر محنت توحید کی سی نعمت ہجرت کے بعد ہے اسٹھ برس اندر	دشمن قدیم سے ہے شیطان بختن کا چلتا ہے عرشوں پر فرمان بختن کا ہوگا جو صدق دل سے ہمارا بختن کا گھر کر دیا فلک نے برباد بختن کا
--	---

پرویں ماسج اُن کے اللہ جانتے  
ہے اِنما سے ماسج ماسج بختن کا

کیا پوچھتے ہو جاہ و شہم چار یار کا دنیا میں جب تھا طبل و علم چار یار کا مخلوق شرق و غرب و شمال و جنوب رحماء بینہم سے ہے قرآن میں عیاں وہ اُٹھ گئے تو دین بھی دنیا سے اُٹھ گیا اُنکے قدم سے باغ ارم تھا حجاز حب جھک جھک گئے ادب سے سلاطین روزگار نوپشت بعد توڑی ہے مغرور کی کمر کرتے تھے بادشاہوں کی قسمت کا فیصلہ قرآن میں حدیث میں تایخ میں دلا یہ ہے بقائے نام کہ ایتک ادب کے ساتھ جس کو ہی خوان نعمت الوان دیں نصیب کوئی اگر بتوں سے کہے اُن کا اصل حال	دنیا میں ہے بلند علم چار یار کا عقبی میں اب جاہ و شہم چار یار کا بھرتی ہی اعتقاد سے دم چار یار کا جو کچھ تھا ارتباط ہم چار یار کا صدیوں رہیگا سنخ و الم چار یار کا اب مستقر ہے باغ ارم چار یار کا جس دم ہوا بلند علم چار یار کا ڈالا ہوا ہے چرخ میں خم چار یار کا چلتا تھا آسماں پہ قلم چار یار کا صد ہا جگہ ہے وصف رقم چار یار کا لیتی ہے نام شہرت جسم چار یار کا ہے مع خواں بذل و کرم چار یار کا اکلمہ پڑ ہیں خدا کی قسم چار یار کا
--	---

جس وقت دیکھو سر پہ گلیم سیاہ ہے نزدیک تھے بنی سے خدائے قریب تھے	ہے ہفت آسماں کو الم چار یار کا خلوت کدہ تھا بیت حرم چار یار کا
یہ وہیں زمانہ عدل سے معمور تھا مگر تھا ظلم پر ہمیشہ ستم چار یار کا	
دیکھو تو ذرا غضب خدا کا اللہ عطا کرے قناعت دلوائے بوسہ دہیان بھی ہے دل دیتا ہوں مفت اور کوئی وہاں مجھ پہ جھائیں ہو رہی ہیں آتا ہو تو نزع میں ہوں آؤ اب آئے ہو بن کے تم میٹھا دامن میں واں ہیں شاگ گلوں لایا تو ہے اُن کو جذب الفت میں ہو ہی چکا تھا زندہ درگور	ظالم نے مجھی کو پہلے تاکا نسخہ ہے عجیب کیمیا کا اس قرضہ واجب الادا کا پرساں نہیں نقد ناروا کا بیاں ورد ہے لفظ مرجبا کا یہ وقت نہیں ہے التوا کا جب وقت گزر چکا دوا کا محضر ہے یہ خون مدعا کا آیا تو ہے دہیان بنوا کا تم آگے شکر ہے خدا کا
دنیا سے گزر چکے تو پرویں جھگڑا نہ رہا فت بفتا کا	
خیال وہاں بھی ہمارا ضرور آنے لگا ہماری راہ پہ واعظ ضرور آنے لگا ناز پڑھنے سے جب منہ پہ نور آنے لگا	کہ اُس نے پی تو بیاں بھی سرور آنے لگا کہ ذکر و شراب طور آنے لگا مصلیوں کی ہے عادت غرور آنے لگا

<p>             بڑا ستم ہوا لیکن غم و غم کرنے لگا              کہ اپنی حد سے زیادہ غم و غم کرنے لگا              یہ واعظوں کی سمجھ میں قصور کرنے لگا              یہاں سرور تو آنکھوں میں نہ کرنے لگا              کہ ذکر و پرہیز و جد و سرور کرنے لگا              ترے حواس میں شاید فتور کرنے لگا              کہ وقت معرکہ کوہ طور آنے لگا              عدو کے چہرہ پہ بھی اب تو نور آنے لگا              بہت قریب جو روز نشور آنے لگا              خیال رحمت رب غفور آنے لگا              وہ بنکے بزم میں صد الصدور آنے لگا              اور اُس پہ دعویٰ کہ مجھ کو شعور آنے لگا           </p>	<p>             شباب آتے ہی کچھ اور نور آنے لگا              لغو ذبا لہ تھیں کیا شعور آنے لگا              ترے مقابلہ میں ذکر حور آنے لگا              وہ آپس سامنے تو دل پہ ہاتھ رکھنے لگا              یہ دیکھ لیں تو خدا جانے کیا ستم ڈھائیں              میں اور وعدہ جنت پہ ترک مے واعظ              پکارا شوق تری لن ترانیاں سُکر              اُسے بھی نام خدا منہ لگا لیا تم نے              معافی مانگتے پھرتے ہیں وہ جفاؤں کی              ہزار بار کیا قصد تو بہ ہر بار              جوانی آتے ہی معشوق اُس سے دینے لگے              جفا و جور سے گھبرا گیا دل ناداں           </p>
<p>             بناؤ تو سہی کوئی خطا بھی پرویں کی              تھیں تو غیظ و غضب بے قصور آنے لگا           </p>	
<p>             مرجاصل علی اے مرجاصل علی              ورد رکھ تو بھی دلاصل علی صل علی              لکھ لیا کہ روزیا شافی شفاصل علی              چاہئے کہتے رہیں شاہ و گداصل علی              معتقد ہو رو دیکھ پائے شفاصل علی           </p>	<p>             نام پر حضرت کے کتا ہے خداصل علی              آسمان سے بھیجتے ہیں جب ملائکہ تک رو              اگر تجھے مطلوب ہے امراض عییاں سے نجات              جب خطاب عام سے کوئی بھی مستثنیٰ نہیں              رات دن میں بیتر گم مشغلہ اسکا ہے           </p>



<p>جب سنے نام محمد بھیج تو فوراً درود سرکشی کرنے نہ پائے تاکہ بھی فرعون نفس پہلے سچے عاشقوں کے لیے توشہ درود میرا ذاتی علم ہے یہ میرا ذاتی تجربہ بادشاہ دین دنیا ہیں محمد مصطفیٰ</p>	<p>اسم سامی سے نہ کر ہرگز جدا صل علیٰ دست ایمان کو ہے موسیٰ کا عصال علیٰ جا کے پہنچا پھر نہ میں صبا صل علیٰ ٹالتی ہے میرے سر سے ہر بلا صل علیٰ ہو دونوں عالم تجھ کو کیے گی عطا صل علیٰ</p>
<p>ایک دم میرے پیروں اور لاکھوں مسطفیٰ پڑہ نہیں سکتی میں حسب حاصل علیٰ</p>	
<p>ہمارا حال تباہ و سقیم تھا کہ نہ تھا کہا جو حشر میں کیوں کی گھا تو پہنچا ہزار سوٹ گئے سر کے ساتھ اب سوچو دیا تھا غیر نے کیوں کے بات حشر میں جہے جو دیر لگی حشر میں تو کیا ڈر ہے ندامت اسکی ہر جگہ بھری ہوئی محض</p>	<p>مگر خدا بھی عظیم و حکیم تھا کہ نہ تھا کہ تیرا نام غفور الرحیم تھا کہ نہ تھا ہماری دوش پہ بار عظیم تھا کہ نہ تھا ہمارا سابقہ تم سے قدیم تھا کہ نہ تھا مرا صحیفہ عصیاں ضخیم تھا کہ نہ تھا اور اُس پہ غیر تمہارا ندیم تھا کہ نہ تھا</p>
<p>گناہ حشر میں سب غفور ہو گئے پیروں مرا کریم غفور الرحیم تھا کہ نہ تھا</p>	
<p>نہ آیا کر کے وعدہ وصل کا اقرار کیا تھا برا ہو بدگمانی کا وہ نام غیر کا سمجھا صداسنتے ہی گویا مردنی سی چھا گئی مجھ پر خدا کا دوست ہر تعمیر دل جو شخص کرتا ہو</p>	<p>کسی کے بس میں تھا مجبور تھا لاچار کیا تھا ہماری ہاتھ میں تو پرچہ اخبار تھا کیا تھا یہ شو صورت تھا یا وصل کا انکار کیا تھا خلیل اللہ بھی کعبہ کا اک مہار تھا کیا تھا</p>

<p>نہ لگے تم نہ آؤ میں نے کیا کچھ نہیں کی تھیں          ہوا میں جب اُڑا پردہ تو اک بجلی سی کھنڈی تھی          ملا تو ہم سے محفل میں جو شب کے غیر کیوں بگڑا          مری میت پہ ماتم کرتے ہوا اللہ نے چلا کی</p>	<p>تھیں نے خود کیا تھا عہد یہ اقرار تھا کیا تھا          خدا جلنے تمہارا پردہ تو رخسار تھا کیا تھا          ترا حاکم تھا ٹھیکہ دار تھا فخر تھا کیا تھا          خبر ہے خود تھیں درست میں بیمار تھا کیا تھا</p>
	<p>ہزاروں حسرتیں بیتاب تھیں باہر نکلنے کو          وہ سوتے میں بھی پروں فتنہ بند تھا کیا تھا</p>
<p>کون ہوں میں جو بڑا اُن کو مرا غم ہوگا          نہ ہوئی صلح تو افسوس یہ عالم ہوگا          گل چمن میں نہیں کرتے ہیں مرا غم نکریں          زلف میں دل ہے مگر جو ربتاؤں کس کو          جب تک آؤ گے مجھے عید کی گھڑیاں ہونگی          نہ جوانی سے ہے مخصوص نہ یہ پیری سے          راز کھل جلے گا دنیا پہ سیحانی کا          کان میں اُنکلیاں دیلوں تو سنوں گے واعظ</p>	<p>دنیا سازی کو ہوا بھی تو بہت کم ہوگا          عید کا چاند بچے ماہ محرم ہوگا          عندلیبوں میں بڑی موم سے ماتم ہوگا          زلف کے نام سے وہ درہم و برہم ہوگا          جب نہ آؤ گے اُسی روز خرم ہوگا          مے سے رغبت نہ وہ بھی کوئی موم ہوگا          تجبیہ جس روز خدا عیسیٰ مریم ہوگا          دین کا کام ہے یہ سب سے مقدم ہوگا</p>
	<p>جائینگے ہم بھی خدا پہ نجف کو پروں          مگر اُس وقت کہ جب عزم مصمم ہوگا</p>
<p>مجھی کو وعدہ خلافی کو انتہا ب کیا          ممانعت پہ بھی شغل شراب ناب کیا          عدو کے ساتھ جو شغل شراب ناب کیا</p>	<p>جلا جلا کے خدا کی قسم کباب کیا          سنبھالے کون خدا نے جسے خراب کیا          جلا جلا کے مجھے بزم میں کباب کیا</p>

<p>جو دیکھا دل نہیں پہلو میں تو وہی مانگا  کچھ آپ نے دلِ مضطر کی حرکتیں نہ کیں  اگر ہزاروں فدا ہیں تو بمقتور ہیں سب  کبھی فدا ہوا اس پر کبھی بلائیں نہیں  امید غنوجی اس شکل میں ہے گستاخی  بہت ستایا ہے مجھ کو تو میں بھی کتا ہوں</p>	<p>سوال کر کے مجھے خوب لاجواب کیا  ذلیل آپ ہوا اور مجھے خراب کیا  خدا کیوں تجھے لاکھوں میں انتخاب کیا  جو کام میں نے کیا لایق عتاب کیا  سیاہ روئی کے اظہار کو خضاب کیا  خراب وہ بھی ہو جس نے مجھے خراب کیا</p>
<p>مجھے ہے کتنی ندامت میں کیا کموں پر ویں  کرو روں نکلیں خطاؤں کا جب جاب کیا</p>	
<p>گلے لگا کے جو اس بت کو میں نے پیار کیا  یہ سوچ کر اسے محفل میں ہم نے پیار کیا  چلے گئے وہ شب وعدہ بھگو بھلا کر  نہ آئے آپ تو شب و تے پیٹے گزری  سحر تک اسکو نہ سونے دیا نہ خود سویا  جو پوچھا دل پستہ کیوں کئے تو ہنس کے کہا  ستاؤ کو بچے دو مجھ کو جلاؤ قتل کرو  تمہاری دزد خانہ نہ دل بچائے رکھا  ہمارے ناز اٹھانے سے تم بنے معشوق</p>	<p>تو اس نے ہٹتے ہی تیغ ادا کا دار کیا  کہ خوف غیر سے کیوں جبر اختیار کیا  نہ ہمکنار ہوئے اور نہ ہمکنار کیا  خوشی کے وقت مجھے خوب سوگوار کیا  بہت جو قصہ ہجراں میں اختصار کیا  سمجھ کے ماہی بیتاب بیتار کیا  فقط یہ جرم ہے میرا کہ تم کو پیار کیا  مراقبہ رہے چوروں کا اعتبار کیا  ہمیں نے تیغ دی تلگو ہمیں پہ وار کیا</p>
<p>جو عقل رکھتا ہوا عطر سے کیا کلمے پر ویں  خدا نے اس کو خدائی کا فوجدار کیا</p>	

<p>اک پھول تھا کہ ٹوٹ کے مہربا کے رہ گیا  اچھا ہوا کہ بزم میں شرما کے رہ گیا  ظالم سمنہ ناز کو ٹھکرانے کے رہ گیا  بول اٹھا کوئی اور کوئی گھبرانے کے رہ گیا  یہ بھی کوئی ادا ہے وہیں جا کے رہ گیا  حیرت زدہ میں ہاتھ کو پھیلانے کے رہ گیا  میری ہی دل کو شکستہ ہونے کے رہ گیا  جو وہاں گیا وہ شخص وہیں جا کے رہ گیا  اتنی کسر ہوئی کہ وہ جھلانے کے رہ گیا  ظالم سبھوں کی قیمتیں بھرانے کے رہ گیا  یہ صدمہ فراق میں کچھ کھانے کے رہ گیا</p>	<p>دل کی نہ پوچھ بات وہ دکھ پائے رہ گیا  انہما عشق لب پہ مرے آگے رہ گیا  محفل میں بڑھ چلی تھیں فرادے شوخیان  سب سے نہ عرض حال ہوئی رعب حسن سے  اللہ خیر کی بوقت صد کو کیا ہوا  منہ سے تو ہوسکا نہ سوال زکوٰۃ حسن  اُس کا خدنگ ناز نہ پہونچا رقیب تک  وہ غطبتا تو کوچہ جاناں ہے یا جاناں  شہمنی میں ٹہ گیا جو عدو اعتدال سے  ایمان دین و جان و تن و دانش و فرد  میں مر گیا تو لاش پہ کئے لگا وہ شوخ</p>
<p>اُس سے بھی بد نصیبی پروں کوئی بھلا  جو شخص ہیر پھیر میں دنیا کے رہ گیا</p>	<p>اُس سے بھی بد نصیبی پروں کوئی بھلا  جو شخص ہیر پھیر میں دنیا کے رہ گیا</p>
<p>فقط دنیا میں کے چین سے آرام کرنا تھا  نہتیں بدنام ہونا تھا مجھے بدنام کرنا تھا  ہمارے راز کو اس طرح طشت ازبام کرنا تھا  دہن کو اپنے بوتل کی طرح سے خام کرنا تھا  اگر کرنا تھا تو کو خوب فیض عام کرنا تھا  اگر لکھنا تھا نامہ حال سب رقام کرنا تھا</p>	<p>نہ تم کو کام کرنا تھا نہ تم کو نام کرنا تھا  وہ میسے رات دن ہمراہ رہنے پر یہ کہہ اٹھے  جو کی تعریف ان کی لاوتوں سے تو کہتے ہیں  شراب شوق بینی تھی تو دل پر جبر کرنا تھا  اگر بے پردگی منظور تھی محفل میں آنا تھا  دو حرفی بھی کوئی تحریر میں تحریر ہوتی ہی</p>

اگر مجھ سے ملے تھے تو بگڑنا نامناسب تھا یہ کیا جو بٹکے دی قیمت اسی کو وصل کا حق ہو	بڑی خوبی سے اس آغاز کا انجام کرنا تھا نہ جنس حسن کو اس طرح سے تیلام کرنا تھا
بڑا افسوس بیکاری میں کھوئی عمر روینے اسے دنیا میں ملے کوئی عمدہ کام کرنا تھا	
دن رات سستا نا کبھی آرام نہ دینا مر جائے گی دنیا کبھی سرمہ نہ لگانا خوش ہوں کہ خفا آپ بھی لیلوٹ ہیں اللہ کچھ ہے تو کرامات جو دل دیتے ہیں تلو نجور کیا ہے تو سنا تا ہوں میں قصہ جانبا زہوں جانبا زیوں کی سیر و دیو	میں لطف سے گزرا مجھے الزام نہ دینا خونخوار ہیں آنکھیں انہیں مصمصام نہ دینا یہ کیا کہ پلٹ کر دل ناکام نہ دینا ناقص ہو تو یہ شرط سہی دام نہ دینا لیکن یہ کہے دیتا ہوں دشنام نہ دینا بوسہ کے سوا اور کچھ انعام نہ دینا
اللہ کے عبار یہ تاکید ہے پرویں لکھ دینا۔ زبانی کوئی پیغام نہ دینا	
رہو تم اوٹ میں چلین کے ایسا ہونیں سکتا مرہ تھے رجز انسوکا قطرا ہونیں سکتا کنا ظالم نہ ل پاؤں میں میرا دل تو فرمایا رہسگی و اعطوئیں اور مجھ میں ضد یہ حشر تک خدا کی شان وہ کس ناز سے تن تنے کہتے ہیں ہماری ساتھ اعدا شیطہ کر رہے ہیں سکتے وہ جب تک نام پہ ہے اور کسی چل نہیں سکتی	حجاب آنکھوں کا جب اٹھا تو پردا ہونیں سکتا مریجان بال سے رک جائے دریا ہونیں سکتا ہیں جو دیکھ کے ہوا سپہ دعا ہونیں سکتا وہ مجھ سے ہونیں سکتے میں اُنا ہونیں سکتا میسما سے بھی یہ بیمار اچھا ہونیں سکتا جو نالہ ہے وہ نالہ ہے ہی دریا ہونیں سکتا مہ و خورشید کا بھی بول بالا ہونیں سکتا

نہوں جب تک کہ یکساں ونوں فکر میں نہیں سکتیں	وہ سیدھے رہ نہیں سکتیں ٹیرا ہونیں سکتا
مجھے محفل سے بیزاری نہیں تنہائی سے نفرت	بیان درد و فرقت حسبِ نشا ہونیں سکتا
تنے بیٹھے ہیں بزمِ غیر میں حسرت کیوں دیکھا	ہمارا عذرا ب کوئی پدیرا ہونیں سکتا
نہ لی حد سے زیادہ شربت دیدار کی لذت	اگر کم کم پئے چھیکر تو رسوا ہونیں سکتا

بدل جاتی ہی آسانی سے دشواری منت پھرتی  
خدا کا فضل ہو پروں تو پھر کیا ہونیں سکتا

ہمیں ضرور تمہارا غلام ہونا تھا	مگر تمہیں بھی کہی ہم کلام ہونا تھا
یہ اتفاق کہ موسیٰ کا نام ہونا تھا	کسی سے طور پہ اس دن کلام ہونا تھا
غریب خانہ پہ آئے تو ہنسکے فرمایا	بڑا ہی آج تو بیاں اہتمام ہونا تھا
عجیب بات ہے یوسف سے کیوں ہوئی الفت	غزیرہ مہر کو تیرا غلام ہونا تھا
ہمارے دل میں ازل سے تھا میکہ کا عشق	ہماری خاک کو بھی صرف جام ہونا تھا
نکالا تیر کو پہلو سے کیا ستم ڈھایا	سنائے قتل میں جس دوام ہونا تھا
بگڑے رندوں سے عزت گنوا لی دعا عظمیٰ	وگر نہ اُس کا بڑا احترام ہونا تھا
بڑی خوشی سے ہر اک سر جب کا ناقہ منو پیر	صفِ مناز میں تجھ کو امام ہونا تھا
میں جو حضرت واعظ تو اُن سے میں بچ چوں	تے دو آتشہ کو کیوں حرام ہونا تھا
ہماری موت پہ روتے ہیں کس لئے احباب	ہر ایک چیز کا ایک خستام ہونا تھا
دور روزہ عمر میں کچھ بھی نہ دیکھ بھال سکے	جہاں میں کچھ تو قرار و قیام ہونا تھا
اُٹھے تھے بزم سے جو وقت میسے گھماتے	وہاں سے کوچ یہاں پر مقام ہونا تھا
عدو بھی وصل کا طالب ہے لے تری قدرت	یہ مینڈکی کو بھلا کیوں زکام ہونا تھا

وہ لے فاتحہ خوانی کو خلق کے ہمراہ	ہماری قبر پر بھی اثر دحام ہونا تھا
جہاں کے غم بھی کوئی غم ہیں بنگول پروں	غم حسین علیہ السلام ہونا تھا
<p>مراد دل کون کتا ہے کہ قتلے رائیگاں چھونکا  خدا کی واسطے یہ تو بتائے آتش الفت  فنا کر کے رہی مجھ کو غم آتش کی چنگاری  بشر کیا حور کو بھی میں دیکھا ہو تو غارت ہو  تجلی عشق کی ٹپتے ہی ل پر ہو گیا مجنوں  گلوں نے جب نہ کی پروا تو بلبے کما رو کر  دل بریاں کو کیوں نکلنے پہلو سے نکالو نہیں  شہیدان محبت اپنی قبروں سے نہ اٹھیں گے  جیلے جاتے ہیں وہ ہر بات پر قاصد پوچھونگا  بہت تکلیف دی ہو اسے جگو اید سوز</p>	<p>کسی کا ڈر ہی خوف خطر کہہ کر ہاں چھونکا  مرے دل کا جوازہ تھنے لیجا کر کہاں چھونکا  پڑی تھی گوشہ دل میں مگر سارا جہاں چھونکا  تسے کانوں میں کس شخص نے لے بدگماں چھونکا  حواس ہوش گائے ہی بسنے خانماں چھونکا  شر ریزی سے میں مفت اپنا آشیان چھونکا  وہ کہتے ہیں دکھانے کے چھونکا کہاں چھونکا  قیامت صورت قے مفت چھونکا رائیگاں چھونکا  کہ قے جاکے کیا اُس شوخ سے لے بدگماں چھونکا  بھڑک کر کیوں تھنے سائبان سماں چھونکا</p>
عدو واقف ہو تم پروں ہاں کل تھکا کر ڈھو	یہ قصہ شہر بھر میں اور کس نے میر کہاں چھونکا
<p>خاک جی خوش ہو چمن میں بلب ناشاد کا  تو سہی ایسا مچاؤں شور و غل فریاد کا  اُسکے لطف و جویں پہلو ہے کیا ایجا د کا  تو کئے جا ظلم پر ظلم اور میں صبر و غیب</p>	<p>اک طرف گھچیں کا کھٹکا اک طرف صیاد کا  ہاتھ کیا دل کانپ کانپ اٹھڑے مری جلا د کا  داد میں بیداد کا بیداد میں ہے داد کا  تیرا دل تچھ کا ہے میرا جگر فلا د کا</p>

پوچھتا پھرتا ہوں لوگوں سے پتہ صیاد کا  
میں تو عادی ہو گیا ہوں نالہ و فریاد کا  
شام کا بیٹھا ہوا ہوں منتظر ارشاد کا  
بن گیا ماتم کدہ نالوں سے گھر صیاد کا  
کام دیتے ہیں اشائے نشتر فولاد کا  
ہاتھ سے جاتا رہا موقع مبارک بیدار کا  
پاؤں ٹٹکتا ہی نہیں گھر میں ستم بجا د کا  
واہ سے ملکہ ستم کا مادہ بیدار کا  
ناک میں دم آگیا ہے خنجر فولاد کا  
وہ تو یوں کسے ذخیرہ ہو چکا بیدار کا  
خود مرقع بن گیا ہوں مانی و ہزار کا  
دیکھتے جاؤ ترپنا عاشقِ ناشاد کا  
خود فراموشی نتیجہ ہے تمہاری یاد کا  
وہ ہنر فرہاد کا تھا یہ نشان فرہاد کا

الاماں شوقِ اسیری الحذر ذوقِ ستم  
دل چرا کر کیوں چھپاتے ہو تمہارا مال ہو  
صبح ہو نیکو ہے تم جاہو تو نکلے آرزو  
چھپے تھے بے گلزار کے گلزار تک  
تھام لیتا ہوں جگر پڑتی ہے جیت بھی نظر  
کل تو میخانہ میں زائد آتے کتے کہہ گیا  
چلنے والوں کی بھی تعداد حصے بڑھ گئی  
سوچتے ہو وہ کہ نادر کے نہ آئے وہاں  
کچھ ادھر میں سخت جاں ہوں کچھ ادھر وہ سنگدل  
نم نہ باز آتے نہ باز آتے قیامت تک کہی  
سیکڑوں گروہاں ہیں پردے چشم میں  
اتونکے ہوا دہریہ دو قدم پر گھر رہا  
بخیرا ایسا ہوا ہوں کچھ نہیں اپنی خبر  
خون کی ندی بھی پہلو میں جھٹے شیر کے

ظلم کا بدلہ لیا پروں کی دود و آہ نے  
خوب منہ کالا کیا چرخِ ستم بجا د کا

بچ گئی جاں شکر ہو طوفانِ برپا ہو گیا  
جس نے دیکھا اک نظر بھر کر مجھی سا ہو گیا  
سب کے سب اک عشق سے بھائے تہیں کیا ہو گیا

چشم سے چشمہ بہا چشمہ کا دریا ہو گیا  
بیجا بانہ جد ہر وہ جلوہ منہ ما ہو گیا  
لے حیا و عقل و ہوش و عزت و ناموس و ننگ



<p>کھینچتا تھا میں تصویر میں گلستاں کی شبیہ میری ہی فریاد ہوگی یا خرام نازیار مہ جبیں رخصت ہوا قبل از طلوع آفتاب غرق دریائے تفکر ہوں کروٹ بے ریا حسن تھا روز ازل ہی حسن کسکو ہر کلام تیرے ہاتھ آیا کوئی تیر مژہ اچھا ہوا</p>	<p>فطر نگینی سے اُس گل کا سراپا ہو گیا ہم دکھا دینگے تمہیں گر حشر بربا ہو گیا خرمی کا بھی سحر کے ساتھ ٹرکا ہو گیا نامہ اعمال عصیاں کا سفینہ ہو گیا اُنکے قامت سے مگر رتبہ دو بالا ہو گیا اُسے دل بیمار لکڑی کا سہارا ہو گیا</p>
<p>اس نہیں میں جو شہن پروین دریا سخن اک غزل کا قصد تھا لیکن دو غزل ہو گیا</p>	
<p>انگو مندی ملتے ہی ملتے سویرا ہو گیا اُسے ہے تقویٰ شکاری میکشی جب تک کی آبروریزی سے ایسی عشق میں عزت بڑی زلف کیوں کھولونہ آئیگا دل اصرار میں بھاگتے ہیں ندیاں وہ خوار تیرے نام سے چشم ساقی کیا پھری میکش کو دوڑانے لگے میں گزر جاؤں تو لکھ دینا سر لوح فرار قہر ڈھائے اسکو ہو جائے اگر زیور کا شوق</p>	<p>گر دشمن تقدیر سے کیا رنگ اُلٹا ہو گیا رات دن یا ساقی کو تر و طفیفہ ہو گیا جو بیاں قطرہ گھاواں ٹپکے دریا ہو گیا مخ زیرک آپ دہو کا کھلکے دانا ہو گیا واعظا کیوں ابن آدم ہو کے ہوا ہو گیا کاسد سر بزم محبوں کا پیسا لا ہو گیا عاشق دل سوختہ نذر اطبا ہو گیا حسن و دو بالیوں سے جبے و بالا ہو گیا</p>
<p>غرق دریائے تفکر ہوں میں پروین کیوں کروں نامہ اعمال عصیاں کا سفینہ ہو گیا</p>	
<p>جاگے فردوس میں بھی کوئی صنم یاد آیا</p>	<p>ہائے کیوں دشت میں گلزارِ ارم یاد آیا</p>

<p>عاقبت میں جو کھلا نامہ اعمال مرا تختہ مشق ہو درکار تو میں حاضر ہوں غیرت حور کا جب دور سے چہرہ دیکھا مرنے دم بھی نہ مٹا دل سے کیسا نقشہ بارا فکار سے جب دیکھی جان عاشق</p>	<p>پند گو مجکو ترے سر کی قسم یاد آیا کیا تمہیں اور کوئی تازہ قسم یاد آیا کوچہ یار میں گلزار ارم یاد آیا جب خدا کی تھی ضرورت تو صنم یاد آیا شوق آزادی میں میرا ان عدم یاد آیا</p>
<p>آج کیوں رہے ہو مریوں کو تباؤ و تپسی آج کیوں راہ رو تک عدم یاد آیا</p>	
<p>جلکے واپس نہ وہاں سے دل ناکام آیا میرے بدلے بے خیر دل ناکام آیا قوتِ ناطقہ نے منہ کی بلائیں لیلیں انہی محفل میں جو حاضر دل ناکام ہوا بولے آئینہ دکھا کر یہ مجھے موئے سفید اشک شوقی مری فرمائی یہ اُسے لکیر چلتے چلتے بھی کوئی گھونٹ تو پیئے جاتے عید کی خاک مسرت ہو چھے اتنے بغیر</p>	<p>یا گرفتار مصیبت ہوا یا کام آیا ہائے یہ دوست بے وقت میں کیا کام آیا بھول کر بھی جو مرے لب پہ ترانہ آیا انگلیاں اٹھتے لگیں پھر وہی بدنام آیا اب تو خورشید جوانی کا لب بام آیا انکھوں نے کسے سوا اور نہ کچھ کام آیا دوست کوئی نہ عیادت کو لئے جام آیا ماہ تو بھر میں تو لئے ہوئے صمصام آیا</p>
<p>نوجوانی بھی لٹی آئی بلائیں مریوں فصل گل آتے ہی صیا د لئے دام آیا</p>	
<p>مارنا مقصود ہے گر عاشق دلیگر کا جب کسی صورت نہ پہلے دل بتائے پیر کا</p>	<p>تیرا گر چوکے تو بڑھو وار کر شمشیر کا کر اطاعت یاد رکھ یہ ہے عمل اکسیر کا</p>

<p>دل نہیں یہ آئینہ ہے یا رکی تصویر کا دیکھتے ہی دیکھتے رخ پھر گیا تقریر کا چو کہی لڑتا ہے کیا کتنا تری تقریر کا کنگھی کرنی بھی کوئی لانا ہے جوئے شیر کا راستہ میں گر پڑ گیا اڑکے پر کال تیر کا</p>	<p>اسکو میرے ساتھ ہی رکھیں اجا قبر میں واہ سے جادو بیانی غیر سے تھے ہکلام سب کی سن لیتا ہر باتیں سکودنیا ہی جواب مانگ سیدی کتے کتے انکو آدہی ڈہلگئی ہے اگر تقدیر یا ور بلبل نالاں نہ ڈر</p>
<p>مجھ سے گروہو تو پروں ہر شرب کی نہیں خاک کی چٹکی جہاں کی کام دے اکسیر کا</p>	<p>غریب آدمی کو ٹھٹھا پادشاہی کا خندگاہ کو روکے رہا ہوں وقت میں امید کیسے ہو محشر میں سرخروئی کی سلام تک نہیں لیتے کلام تو کیسا شکست و فتح کا ذمہ نہیں دل ناداں خضاب کہتے ہیں دنیا سے جب گھرے نہ آسماں کی عنایت نہ ہر بار ہر شوخ سفید بالوں پہ کس واسطے خضاب لگائیں</p>
<p>بیش خمیہ ہے ظالم تری تباہی کا خیال ہے مجھے افلاک کی تباہی کا ہمیشہ کام کیا ہو جو روسیہا ہی کا فقیری میں بھی تخرتہ بادشاہی کا لڑے ہزار میں یہ کام ہے سپاہی کا شگون کرتے ہیں پیری میں وسیاہی کا نہ پوچھو حال غریبوں کی بے پناہی کا گیا زمانہ جوانی میں روسیہا ہی کا</p>	<p>خطائیں ہو گئیں معدوم حج سے ایرویں گواہ خود ہے خدا میری بے گناہی کا</p>
<p>میری طرف بھی بھول کے سرکار دیکھنا لگلے برس اسے خط گلزار دیکھنا</p>	<p>محفل میں غیر ہی کو نہ ہر بار دیکھنا آغاز سبز سے ہے جو رخسار پر غبار</p>

<p>جب صرف گفتگو ہوں تو دیکھ لیتے ہیں کوئی          میں نے کہا کہ ہجر میں کچھ مشغلہ نہیں          کتا ہوں جب میں اُن سے بناؤں گھار کو          میں جان بھی دینے کروں تو گناہ گار          وہ مجھے پوچھتے ہیں کہ کچھ عیب تو نہیں          شیخ زماں قدم روش کے بزرگ ہیں          وہ بار بار دیکھتے ہیں آئینہ میں منہ          چلتے ہیں کوئے یا میں ہر وقت امتحاں</p>	<p>منظور ہو جو ایر گری بار دیکھنا          بولے کہ رات دن درو دیوار دیکھنا          کہتے ہیں کوئی اور طرح دار دیکھنا          میرے سوانہ اور حسریدار دیکھنا          رفتار دیکھنا حری گفتار دیکھنا          کتنا بڑا ہے گنبد دستار دیکھنا          اللہ اُن کا رخسے پر انوار دیکھنا          ہمت نہ ہارنا دل بیمار دیکھنا</p>
<p>ہو شیار چھونک چھونک کے رکھنا یہاں قدم          پرویں ذرا زمانہ کی رفتار دیکھنا</p>	
<p>نہ رکھا تم نے زمانہ میں ٹھکانا دل کا          کبھی آبادی میں حیران کبھی حیرانہ میں          برکت عشق سے اللہ سے شہرت اسکی          کوچہ زلف میں بکیں کو پڑا سہنے سے          عمر بھر خوب مصیبت سے مصیبت تھیلی          بیوفائی کی شکایت پہ وہ فرماتے ہیں</p>	<p>چھوڑ دو چھوڑ دو اس طرح ستانا دل کا          کوئی دنیا میں نہیں خاص ٹھکانا دل کا          ساری دنیا کی زباں پر ہوسنا دل کا          اور دنیا میں نہیں کوئی ٹھکانا دل کا          ہائے کتا ہی کبھی ہم نے نہ مانا دل کا          اب تک آیا ہی نہیں ہم کو لگانا دل کا</p>
<p>کس قیامت کے یہ عیاں تو بہ پرویں          خو برویوں سے کوئی سیکھے اُڑانا دل کا</p>	
<p>ظاہر تو اہل بزم سے اُن کا خطاب تھا</p>	<p>لیکن میں جانتا ہوں کہ چھپر عتاب تھا</p>

<p>رخ ایک آفتاب تھا اک ماہتاب تھا طوفانِ موت آتے ہی دنیا بدل گئی اُس کے سبب سے وادیِ بہمن تھا میکہ تھی بوستانِ عمر میں دو روز کی بہار موقعِ برا تھا ملتی خدا جانے کیا سزا</p>	<p>وہ اُس کا تھا جواب یہ اُس کا جواب تھا دیکھا تو یہ کہ خانہ ہستی خراب تھا چہرہ تھا ماہتاب تو رخ آفتاب تھا دنیا کے انبساط کو دیکھا تو خواب تھا محشر میں عذر خواہ بھلے کو شباب تھا</p>
<p>پرویں فقط ہول کے سہلے تھی زندگی بحرِ فنائین عالم ہستی جاب تھا</p>	
<p>خالی ہیں قلبِ ہر و محبت کو کیا ہوا شاید چڑھی ہوئی ہے زیادہ شرابِ ناب رہتا ہے بند کیوں مقصد میرے لئے کرتا نہیں ہے اُس بت کا فر کو تہاں میرے سوا ہیں اور بھی دنیا میں بد نصیب اے و بکا یہ کیوں نہیں ہوتے وہ بیقرار کیا پوچھتے ہو عشق میں مٹی خراب ہے آپ اور میکہ میں مبارک ہو ساقیا اُگے ہیں سامنے تو بجائے ہوئے نظر ساری بلائیں ٹل گئیں بارے شبِ وصال</p>	<p>کیا اُڑ گئی جہاں سے مروت کو کیا ہوا اُڑا ہوا ہے منہ تری صورت کو کیا ہوا گلتی نہیں کہی مری قسمت کو کیا ہوا اُس پاک بے نیاز کی قدرت کو کیا ہوا ملتی نہیں یہاں سے مصیبت کو کیا ہوا ایدل جواب دے تری ہمت کو کیا ہوا وہ ہی مصیبتیں ہیں مصیبت کو کیا ہوا فرمائیے تو غم سے کہ حضرت کو کیا ہوا ملتی نہیں ہے چشمِ مروت کو کیا ہوا کس جا اُڑ گئی شبِ فرقت کو کیا ہوا</p>
<p>کہتے ہیں بات بات پہ کافر ہر ایک کو پرویں ستم ہے اہلِ شریعت کو کیا ہوا</p>	

آپ ہی ملتے تھے مجھ سے آپ ہی لگا رہا تھا  
 قتل بھی میرا محبت کا فقط اظہار تھا  
 دوستو الفت کی بیماری نے مارا ہی مجھے  
 دوستوں نے بار بار اس سے جو چوچی جہ موت  
 گلشن حسن تباں میں پھول بھی تھو خوار بھی  
 اسکی رعنائی بھی تھی شکل گل رعنا و رنگ  
 اپنی کرنی پارسا ترنی جو کیا میں نے کیا  
 غیر پر لطف و کرم کا جب نہ آیا کچھ جواب  
 کس داسے دل کیا ہی یہ ہی جنگلے سگری  
 دل کے دینے کا ہی خمیازہ و گرنہ ہلکویا  
 تو نے ہلکا کر دیا قاتل مجھے نمون ہوں  
 سر گیا تو سر کے ساتھ الزام بھی جاتا رہا  
 سب کے سب چپے لگا آنکھوں سے گویا رحم کر  
 غیر کی تعریف کو اب اور کیا درکار ہے  
 اسکے گھر میں جاتے ہی سکتے سانجھ کو ہو گیا  
 کون جائے کان نہ اس کے مجھے چپ لگئی  
 لاکھ معشوق نہیں بھی بیٹھا تو اونچا ہی ہا  
 فوج خوبی ہی رواں پہلے تھی وہ پیچھے ہونم  
 مرگ عاشق کا سبب لپٹھا تو غمرہ سے کہا

آپ ہی خوش آپ ہی خوش کیا اسرار تھا  
 سر ہائے دوش پر تھا اور آنکھو بار تھا  
 یا ردل آزار تھا میں عاشق آزار تھا  
 اسنے دق ہو کر کہا اُس کو بڑا آزار تھا  
 کوئی دل آرام تھا اور کوئی دل آزار تھا  
 گناہ ہے دل آرام تھا اور گناہ ہے دل آزار تھا  
 خود ہی دل آرام تھا اور خود ہی دل آزار تھا  
 بات یہ کہہ کر اڑادی اس میں کچھ اسرار تھا  
 ناز کو اقرار تو انداز کو انکار تھا  
 کوئی دل آرام تھا یا کوئی دل آزار تھا  
 دوش پر سر سر بہ تیری شفقتوں کا بار تھا  
 سر کے بل چلنا محبت میں بہت دشوار تھا  
 کیا کموں اُس بت کا گھراٹھ کا دربار تھا  
 جتنا آنکھوں میں سبک اُتنا ہی دل پر بار تھا  
 اک عجائب خانہ تھا یا حسن کا بازار تھا  
 لشکر اظہار کا نالہ علم بردار تھا  
 لشکر خوبی میں وہ گویا علم بردار تھا  
 کیونکہ تم سردار تھے یوسف علم بردار تھا  
 کیا بتاؤں نرگس بیبار کا بیمار تھا

کشتی میں صرف چلنے کی کسر تھی سا قیام	بحر غم سے در نہ ایک ہی دم میں ٹریا پار تھا
تو سن عمر رواں پروں جھجک کر رہ گیا	پچاند جانا عالم ہستی کا کیا دشوار تھا
<p>جب تک وہ فاتحہ کو بلا یا نہ جائے گا غیروں کے ساتھ چین مبارک نہیں کہ ہم ہاں ار کر کہ زخم سے ڈرتے نہیں ہیں ہم یا مال کرنے حسرت و ارماں کہ دل مرا اک اور بھی طریق نصیحت ہے واعظا سوار میرے دل کو نگاہوں سے تو گرا ہر حال میں نظر ہے شطرنج عشق میں لیجاتے ہو جلانے کو نرم رقیب میں دل مانگتے ہیں اور جو میں پوچھتا ہوں نام کوشش کرو نگار از محبت چھپا رہے</p>	<p>ہرگز مرا فرار بنایا نہ جائے گا جاتے ہیں وہاں جہاں سے پھر کیا نہ جائے گا طعنہ ہے یہ بھی کوئی جو کھایا نہ جائے گا جب کہ ابڑ گیا تو بیا یا نہ جائے گا یوں تو کسی کو راہ پہ لایا نہ جائے گا یہ اشک تو نہیں جو اٹھایا نہ جائے گا نقشہ بگڑ گیا تو بنایا نہ جائے گا میں کیا کہ اس کے گھر مرا ساینہ جائے گا کہتے ہیں تم کو نام بتایا نہ جائے گا لیکن مبصروں سے چھپایا نہ جائے گا</p>
پروں کو اب سوانہ جلایا در کھ فلک	شعلہ بھڑک اٹھا تو بجھایا نہ جائے گا
<p>جب تک تھے ہم جہاں میں الم کا پتہ نہ تھا وہ لکھ پتی بہن حبیبیں جنکے رکنا نہ تھا خود میں نے کی فرشتوں کی تصدیق حشر میں گرداب سے ہماری بھی کشتی نکل گئی</p>	<p>اور اسکا یہ سبب کہ کوئی مدعا نہ تھا اور بیک مانگتے ہیں وہ جن کا زمانہ تھا جو کچھ لکھا تھا ٹھیک تھا کچھ افترا نہ تھا حامی خدا تھا آپ اگر ناخدا نہ تھا</p>

<p>دیکھا الٹ پلٹ کے بہت نسخہ جہاں الزام کیا مسیح علیہ السلام پر راہ عدم میں صرف کچھ اعمال ساتھ تھے مانا کہ جاں نثار تھ مجنون عامری</p>	<p>سارے لغات جمع تھے لفظ وفانہ تھا بالکل وہ مقصور تھے حکم خدا نہ تھا اجباب و اقربا سے کسی کا پتہ نہ تھا فرہاد کی طرح سے مگر منچلنا نہ تھا</p>
<p>پرویں صنم پرستی میں کیوں غمض کی کم بخت مستحق عبادت خدا نہ تھا</p>	
<p>محو نظارہ قاتل میں ہر اک دل ہوگا ناامیدی کا نہیں بٹھینا اچھا دل میں گردش چیخ کے خوگر ہیں نہیں کچھ پروا بیگن ہونے کو نہ سمجھ رنگ حسنا اتنی ہی اُسکی ملاقات کی خواہش ہوگی درد و فرقت میں اگر کشتہ ترا مر جائے ہمنشیں عاشق چاہ ذوق یار ہو نہیں</p>	<p>کون محشر میں بھی پر سناں تر باطل ہوگا حشر کے روز بھی اٹھنا مجھے مشکل ہوگا دیکھ لیں گے جو ستم حرج سے نازل ہوگا حشر تک سر سے اُترنا ترے مشکل ہوگا جب قدر وہ مے احوال سے غافل ہوگا تیرا دعویٰ یہ مسیحائی کا باطل ہوگا بعد مردن مرا مدفن چہ بابل ہوگا</p>
<p>حشر میں بھی نہیں پرویں کو امید انصاف وہاں بھی سارا ہی زمانہ سوئے قاتل ہوگا</p>	
<p>جبے گلشن میں تجھے لے گل خندان دیکھا ہم نے اُسدن سے پلٹ کر نہ گلستان دیکھا ہم نے جس شخص کو حیاں بندہ احسان دیکھا دیکھنے کو تو جہاں بھر کو مری جاں دیکھا سفر عمر میں تیری ہی بدولت لے عشق</p>	<p>ہم نے اُسدن سے پلٹ کر نہ گلستان دیکھا اس کو اللہ کا بھی تابع فرمان دیکھا قسمیہ کتنا ہوں پرستانا انسان دیکھا ہم نے ہر منزل دشوار کو آسان دیکھا</p>



<p>میاں تو پھر فصلِ بار آئی خزاں کے بدلے حیرت آتی ہے جنون کی مجھے میاں کی پر آخرش زلف پریشاں بھی یہ چلا اٹھی شکوہ جو رکی الفت نے اجازت ہی نہ دی چشمِ جاناں سے مجھے مفتِ ندامت ہوگی گر گئی باغ میں شمشاد ترے جلوہ سے</p>	<p>تھک گئی تو ہی نہ لے گردِ شِں وِں دیکھا آستین دیکھی نہ دامن نہ گریباں دیکھا دل سے دنیا میں زیادہ نہ پریشاں دیکھا عرصہ حشر میں جب اسکو پریشاں دیکھا تو نے زنگس کو گیلے دیدہ جیراں دیکھا تو نے بھی لطف یہ لے سرفرازاں دیکھا</p>
<p>جاہ و عزت نے لئے میرے قدم پر ویں نفس کا جب نہ مجھے تابع فرماں دیکھا</p>	
<p>غیر کی طرح مجھے لے بت پر فن سجھا شیخِ سبھا نہ محبت کو برہمن سجھا گلشنِ دہر کی کس طرح تمت ہوتی صرصرِ یاس نے اس درجہ ڈرایا جھکو وہ لبِ لعل جو یاقوت کو شرتا تھے جل گیا داغِ جگر دانہ بریاں کی طرح طے کری برہنہ پائی سے جنوں کی منزل کیا خطا کی جو ختن میں تے سودا نے طاڑ جالِ قفسِ تن سے رہائی پا کر دور داماں نہی کا ہوا قائلِ دل سے</p>	<p>کیا غضبِ فتنے کیا دوست کو دشمن سجھا اسکو سجھا تو کوئی صاحبِ شیون سجھا آنکھ کھولی تو قفس ہی کو نشیمن سجھا شمعِ الفت کو چراغِ تہ دامن سجھا انکو مسی کے سبب میں گلِ سوسن سجھا کثرتِ آہ نے دل کو مرے گلخن سجھا کوچہ یار کو دل وادیِ امین سجھا مشک کو نخلِ گیسوئے پر فن سجھا شاخِ گلزارِ مدینہ کو نشیمن سجھا ظلِ رحمت کو سدا سایہ دامن سجھا</p>
<p>محکس درجہ ہوا یہ کہ مرادِ دل پر ویں</p>	

ماہ کو شانہ کش گیسوئے پرفن سجھا

کسی دلسوز سے اپنی کمائی کہہ نہیں سکتا  
 مرقع میں کسی کو تیرا ثانی کہہ نہیں سکتا  
 پس خم چور سا بیٹھا جو غم و غصہ کی دہشت  
 مخاطب ہوتے ہی سفاک کے تیور دیتے ہیں  
 خضر بھی سبزہ رخسار پر سو جانے مرنے میں  
 لڑکپن میں تو یہ غلام سے شور قیامت ہے  
 کہی دنیا سے جی ٹھنڈا کہی سرگرم گوش ہوا  
 شہید ناز ہو کر کس طرح زندہ رہا عاشق  
 زکوۃ گریہ دیتے دیتے محکو عمر گزری ہے  
 اگر غرقہ سے تم جلوہ دکھا دو گے تو کیا ہوگا

بھنکا جاتا ہوں اسرارِ نباتی کہہ نہیں سکتا  
 بنائی ہو کہی یہ شکل مانی کہہ نہیں سکتا  
 مجھے بھی دو شرابِ ارغوانی کہہ نہیں سکتا  
 غصہ ہے دشمن جانی کو جانی کہہ نہیں سکتا  
 رہی اب شرمِ عمر جاودانی کہہ نہیں سکتا  
 ستم ڈھائیگی کیا کیا نوجوانی کہہ نہیں سکتا  
 میں اس کشتی کو بادیِ بدخانی کہہ نہیں سکتا  
 بیشیانی سے اپنی سخت جانی کہہ نہیں سکتا  
 مرے انداز پر یا باقانی کہہ نہیں سکتا  
 خدا بھی سب سے کیساں لڑائی کہہ نہیں سکتا

مکہ رہوں اگر خط دیکھ کر کہہ مجبور ہوں  
 کہ جس کو شرم آتی ہر زبانی کہہ نہیں سکتا

یا الہی جلد ہو نور آشکا راصبح کا  
 ذکر مت کرو صل میں اے ماہِ پارِ صبح کا  
 لبِ شفقِ عارضِ سحر نقشہ ہے سارا صبح کا  
 میکہ میں ہے سماں شب کو بھی سارا صبح کا  
 شب ہوئی کا فور ڈھلتے ہی سارا صبح کا  
 یوں کہو تا حشر یارب بر نیاید آفتاب

یا اہل کا آسرا ہے یا سہارا صبح کا  
 محکو خورشیدِ قیامت ہے ستارا صبح کا  
 حالِ پیشانی ہے یارب یا ستارا صبح کا  
 پنجہ ساتی شفق ساغر ستارا صبح کا  
 پڑ گیا بارود میں اڑ کر شرارِ صبح کا  
 وصل میں کیوں نام لیتے ہو خدا صبح کا

یار کیوں جاتا اگر آتے نہ یہ حرمِ انصیب  
رات کا احسان ہی جسے کر دیا تھا بیجا۔  
تکھور خساروں پہ نازِ مسکومہِ خوشید پر  
ایک پیشانی پہ تل ہے ایک بندہ کا نہیں  
وصل کی شب ہو چکی سبک ہی کیساں رفتی  
اک طرف تارِ شعاعی اک طرف ہوا قباب  
کل چلے جانا اگر جانا تمہیں منظور ہے  
کچھ موزن سے عداوت تھی نہ بخش مرغ سے  
سبھ گردانی فراق یار میں کرتا رہا  
کا کل و عارض کے سوئے میں ادل بارہا

فیصلہ ہو گا قیامت میں ہمارا صبح کا  
پھر وہ شرمانے لگے پا کر اشرا صبح کا  
فیصلہ اب دیکھئے کیا ہو تمہارا صبح کا  
اک ستارہ شام کا ہی اک ستارہ صبح کا  
ایک سا احوال ہی میرا تمہارا صبح کا  
یار کی ٹوپی میں ہو سلمہ ستارہ صبح کا  
آج رہ جاؤ ہیں کیا ہے اجا را صبح کا  
شعبہ اللہ اکبر تھا یہ سارا صبح کا  
رات بھر دیکھا کیا ہوں استخارہ صبح کا  
شام کو آیا ہی گھر میں مارا مارا صبح کا

رحم کرے شمعِ پروں پر تو بیرونق نہ ہو  
لو کی جنبش سے نہ کرے ظالم اشرا صبح کا

تیرا عارض بھی ہو قلا اگر امکاں ہوتا  
دل نہ ہوتا تو کسی شے کا نہ ارباں ہوتا  
اگر ہی ہاتھ ہی خنجرِ براں ہوتا  
کاشکے غیب سے کچھ وصل کا سا ماں ہوتا  
لہذا الحمد کہ خفت نہ ہوئی محشر میں  
خضر کیا خوش ہیں کہ میں خیمہ حیوان لیکر  
مصحفِ رخ پہ نظر پڑتی جو خطاطوں کی

بعد قرآن کے نازل ہی قرآن ہوتا  
فارغ البال ہر اک فکر سے انساں ہوتا  
ہو تیں سو جانیں تو سو مرتبہ قرباں ہوتا  
یوں تجھے دیس نکالا شب ہجراں ہوتا  
گنتے کی بات ہے وہ اور بے بیاں ہوتا  
عمہ بھر کے لئے شرمندہ احساں ہوتا  
خط عارض پہ گمانِ خطِ ریجاں ہوتا

<p>تو ہی آباد اگرے خانہ ویراں ہوتا  اُس طرف کوثر ادھر بادہ ریاں ہوتا  شیخ ہوتا تو فقط حور کا خواہاں ہوتا  خطا ہی میں خط شوق کا عنوان ہوتا  آخر انساں کا انساں ہی شیطان ہوتا  اس اجل پر ملک الموت بھی قرباں ہوتا</p>	<p>کیا تعلق تھا مجھے باد یہ پیمائی سے  ہم وہ مقبول شرابی ہیں کہ فردوس میں بھی  میں وہ با حوصلہ عاشق کہ تجھی کو چاہا  کچھ تو بتیابی دل اُسپہ عیاں ہو جاتی  اُن کو اغیار نے بکا ہی کے چوڑا افسوس  تجھ یہ مرنے کی حقیقت ہی نہ سمجھاؤ نہ</p>
<p>بلبل خامہ نیرنگ نوالے پرے ویں  اور آہنگ میں ہر آب کے غزنخواں ہوتا</p>	
<p>جب تو منہ کا لائرا او شب بھراں ہوتا  عشق ہوتا نہ طلب ہوتی نہ اراں ہوتا  آج سر ہوتا تو میں سر بہ گریباں ہوتا  دی ہوئی چیز طلب کر کے پشیاں ہوتا  کسی جنگل میں لگاتا تو نیستاں ہوتا  قصہ زلف سے وہ اور پریشاں ہوتا  گر یہ ابر سے پیدا گل خنداں ہوتا  رشک یوسف کو وہی گوشہ زنداں ہوتا  شہر کا شہر ہے یہ دشمن ایماں ہوتا  میں نہ کتا مری صورت سے نمایاں ہوتا  زخم کا زخم منکداں کا نمکداں ہوتا</p>	<p>وہ مرا اور میں اُس شوخ کا مہماں ہوتا  دل نہوتا تو نہ شرمندہ احساں ہوتا  شکر صد شکر وہ کرتے ہیں شہید و نکاشمار  نام تک دل کا مرے لب پہ نہ آیا و نہ  اس قدر تیر لگائے ہیں مرے سینہ میں  شکوہ چشم منو تگر سے نگاہیں بدلیں  میرے رونے پہ انہیں اونٹنی آجاتی  انکو لازم تھا غریزوں کی نظر سے بچتے  غمرہ و ناز واداشوخی و شرم و انداز  عشق وہ راز نہ تھا مجھ سے جو مخفی رہتا  شور الفت سے جو پرتا مے دلیں ناسور</p>

<p>گرم جولانی وحشت کو تنہا ہی رہی ہجر میں کرتے ہیں آرائش ایوانِ صال وصل بغیار کا ہر چار طرف چرچا ہے</p>	<p>کہ بیا بیاں کے پے اور بیا بیاں ہوتا رمضان ہے یہاں عید کا سماں ہوتا کاش عیسیٰ کی طرح تمہیر بہتاں ہوتا</p>
	<p>دستِ وحشت سے نہ بچتا کوئی عاشقِ پروں ہائے گرجا مہ ہستی میں گریباں ہوتا</p>
<p>سن لے عاشقِ شکستہ نہ کر انتظار سو جا شبِ ہجر کی طوالت نہ پیا کرے قیامت جو تو لے فاتحہ کو تو بس فنا کد میں مے باغِ آرزو میں بھی کہی ببار گئے شبِ ہجر بیکسی نے کہا اشکِ خن بہا کر جو بلاؤں تو وہ بگڑے جو لگاؤں ہاتھ تھکے میں سکوں کی جستجو میں ہا مگر بھر ریشاں</p>	<p>وہ کرے وفا وعدہ نہیں اعتبار سو جا دل مضطرب اس طرح سے نہو بقرار سو جا میں نہ سوؤں گو فرشتے کیسے لاکھ بار سو جا مرے پہلو میں کسی تو مے گلزار سو جا کہ نہیں ہے تو اکیلا میں مہیں ہمکنار سو جا وہ نہ سنے ایک لمحہ کہوں گو ہزار سو جا کہ اجل نے رہبری کی کہ تہ فرار سو جا</p>
	<p>شبِ ہجر آج پر وے پہنچے جگتے گئی ہو گر اب تو صبح صادق ہوئی آشکار سو جا</p>
<p>برستی کیوں ہی چشمِ ترا بھی رہ جا رہ جا چمن سے گر چھڑانا ہے نگر یہ ظلمِ نظام قمرِ شرمائیکہ رخ سے چٹک افشاں تو اتار فراقِ شعلہ رو میں قصرِ تن جل جائیگا اپنا جو عاشقِ تیغِ ابرو کا پہلے تو یہ مہ نہیں</p>	<p>گھٹانا ابرو کو رو کر ابھی رہ جا رہ جا مرے تو فوج لینا پر ابھی رہ جا رہ جا جس پر چمکیں گے اختر ابھی رہ جا رہ جا بنے گا دل مرا مجسمہ ابھی رہ جا رہ جا گلا رکھنا تہ خنجر ابھی رہ جا رہ جا</p>

<p>شکر شربت دیدار سے تو یہ ہونے لے گرا یر دانہ شمعوں پر تو میرا شعلہ خود بولا</p>	<p>اٹھاتا کیوں ہے تو خنجر ابھی رہ جا رہا نہ لے تو جان یوں جل کر ابھی رہ جا رہا</p>
<p>نہنگی تیرے پیروں عدم کی راہ میں سختی مدد کو آئیں گے رہبر ابھی رہ جا رہا</p>	
<p>ب</p>	
<p>آپ آتے رہیں اگر ہر شب یا تو آتے تھے میرے گھر ہر شب بھیس بدلے نظر بچائے ہوئے کچھ تو ہے روک اُسکے جانے میں ہجر کی جانکنی سے رہتا ہے وعدہ کر کے جو تم نہیں آتے کبھی تو اپنے وعدہ پر آجا کام آئے دعا نہ آہ و بکا</p>	<p>ہو شب قدر میرے گھر ہر شب یا نہیں آتے اب نظر ہر شب کس کے ہاں جاتے ہو ادھر ہر شب کیوں نکلتا نہیں قمر ہر شب ملک الموت کا خطر ہر شب تارے گنتا ہوں تاسخ ہر شب نجلو مایوس یوں نہ کر ہر شب ہے ہر سعی بے اثر ہر شب</p>
<p>تم نہیں ہو تو ہائے پیروں کو روئے کشتی ہے تاسخ ہر شب</p>	
<p>پ</p>	
<p>اٹنے آتے ہیں غم و رنج و الم آپ خیر تم نے نہ جلایا نہ ستایا مجھ کو کچھ تو ہے معرکہ عشق میں سختی ایسی</p>	<p>جوش گریہ ہوتے سر کی قسم آپ ہو گیا سینہ میں دل جلے بسم آپ اُکڑے جاتے ہیں دیر نکلے قدم آپ</p>

<p>کشش کو چہ جاناں کا متا شا ویکھو اضطرابِ قلم شوق اسے کہتے ہیں کچھ نو کرتے ہیں اشارہ ترے تیغ ابرو</p>	<p>کہ اٹھے جاتے ہیں اُس سمت قدم آپ کہ قلم کرتا ہے احوال رقم آپ ورنہ کیوں جاتے ہیں سبب عدم آپ</p>
<p>بھر رحمت کی نہیں حد و نہایت پیروں آن برسے گا کہی ابر کرم آپ</p>	
<b>ت</b>	
<p>خدا کے فضل سے ہم حق پہن باطل سے کیا نسبت مہ کنعاں کو میسے اُس مہ کال سے کیا نسبت ہمہ کارم ز خود کافی بہ بدنامی کشید آخر کہے جاتا ہی جو واعظ سے جاتے ہیں ہم نیکین مجھے ہی صدمہ ہجراں و کو سیکر و خوشیاں خدا ہی پر بھروسہ ہی خدا ہے نا خدا میرا فراق یا میں میرا دل مضطر نہ ٹھہریگا</p>	<p>ہمیں تم سے تعلق ہو مہ کال سے کیا نسبت زنجیر کے ٹوٹ دلو میسے دل سے کیا نسبت کہی میں نے نہ سوچا راز کو محفل سے کیا نسبت جو اہل دل نہیں اُسکو ہمارے دل سے کیا نسبت مے اچھے ہوئے گھر کو بھری محفل سے کیا نسبت وگر نہ میں بھنور میں ہوں مجھے ساحل سے کیا نسبت تہیں سوچو سکون کو طائر بسمل سے کیا نسبت</p>
<p>کنیز حضرت مشکک ہوں دل سے میں پیروں تعلق عجوبہ آسانی سے ہو شکل سے کیا نسبت</p>	
<p>نکالی جائے کس ترکیبِ تفسیر کی صورت گرفتارِ محبت کر لیا باتوں ہی باتوں میں زیادہ آئینہ سے ہے منور مصحفِ عارض ترے تیور بدلتے ہی زمانہ ہو گیا دشمن</p>	<p>وہ آئینہ کی صورت اور میں تصویر کی صورت تسلل سے نمایاں ہو گئی زنجیر کی صورت اور اُس پر خال مشکیں آئیہ تظہیر کی صورت ہنال عید بھی ظاہر ہوا شمشیر کی صورت</p>

<p>ستم ہو جائیگا گر بال بھی بیکا ہوا اُسکا          کبھی میٹھی نگاہیں ہیں کبھی تیور بٹے ہیں          مزا کیا اُس بٹے پیر سے دل کے لگانیکا          خفا ہوتے ہی کچھ کا کچھ ہووں کا ہو گیا نقشہ</p>	<p>نکل آہ سینہ سے گئی ہے تیر کی صورت          نہ مڑتا ہوں نہ جیتا ہوں یہ تغیر کی صورت          جو خلوت میں ہوت محفل میں ہوت تصویر کی صورت          کبھی خیر کی صورت اور کبھی شمشیر کی صورت</p>
<p>جسے لمبائے خاک پا کر دشت کر بلا پر ویں          پلٹ کر بھی نہ دیکھے وہ کبھی اکبر کی صورت</p>	
<p>ڈھانکے رہا وہ رُئے منور تمام رات          کھولے رہا وہ زلف مغنہ تمام رات          سوتا رہا وہ ماہ مرے گھر تمام رات          وحشت کے ہاتھ سے مجھے اکجا نہیں قرا          کس طرح سے گزرتی ہیں اتنی پوچھیے          جشن شبِ صال تھا کس دہوم دہام پر          پردہ نشیں ہو تم کو حیا چاہئے ذرا          قہمت سے اُس کے رُئے کتابی کے سامنے          تو بیاں تھا اور دل ترا بزمِ قریب میں          عشقِ تباں میں کاٹنی یہ محکوم ساری عمر</p>	<p>نکل نہ ابر سے مہ اور تمام رات          ہمسایہ تک کے گھر تھی معطر تمام رات          کیا جاگتا رہا ہے مقدر تمام رات          گردشِ تمام روز ہے چکر تمام رات          روتا ہوں میں فراق میں کثر تمام رات          نوشاہِ تم تھے اور میں سکندر تمام رات          تم اور سائے شہر کا چکر تمام رات          کھلتے رہے ہیں شکوؤں کے دفتر تمام رات          دیکھا کیا ہو نہیں تیرے تیور تمام رات          اتنا ٹرپ نہ لے دل مضطرب تمام رات</p>
<p>غیروں میں دیکھ کر اُسے مصروفِ میکشی          آنکھیں تھیں میری خون کپو تر تمام رات</p>	



## ث

اس باغ میں ہے نالہ و شور و فغاں عیش دل یوں ہی تیرا صید ہو تیرا شکار ہے ہر بات پہ جو کہتے ہو تم مجھ سے چپ رہو اسکا کہیں نشان ہے نہ اُسکا کہیں تپہ دنیا میں یادگار سے مردہ کو فائدہ آزاد ہے تو مرضی مولا سے کام رکھ اپنی تو چال ڈھال پر رکھتے نہیں خیال اُس بیوفائے قصہ غم سن کے یوں کہا جانے دولن ترانی نہ رو و فغاں گلو جب خاک میں وہ ساری مرادیں ملا چکا	کیوں چیتا ہے بلبل بے خانماں عیش مژگان یار مارتی ہے برچھیاں عیش یہ بھی کہو کہ دی ہو خدائے زباں عیش ہے جستجوئے مرد و فغاں تھاں عیش جب ہم ہی یہاں نہیں ہیں تو نام نشا عیش نفع و ضرر فضول ہو سود و زیاں عیش کرتے ہیں بند سائے جہاں کی زباں عیش سارا بیاں فضول ہو سب استاں عیش کھلو اتے ہو نہرا میں میری زباں عیش چکر میں کیوں ہی بعد مرے آسمان عیش
--	---

میر و یس خدا کا فضل ہو گنا خدا تو پھر  
لنگر بیاں فضول ہے اور باد باں عیش

## ج

کیا پوچھتے ہو دوست و رفقت کا غم و رنج کیوں؟ اور محشر سے کروں جا کے شکایت ہاتھ آئے بھی میسے تو نہ آئے وہ شب و صبح وہ آئے بھی تو غیر کو ساتھ اپنے لگا لئے	آفت کی مصیبت ہے قیامت کا غم و رنج ہو مفت مجھے تیری ندامت کا غم و رنج لکھتا ہی رہا میں شب و وقت کا غم و رنج چھوٹے مجھے کیوں نہ مری قسمت کا غم و رنج
--	---

<p>سارا ہی جہاں ہی کبھی روشن کبھی تاریک ہر شخص ہو جب اپنی مصیبت میں گرفتار کیا میری شکایت کے لئے دوست تھے نایاب اک لحظہ بھی بھولے سے جدا ہو نہیں سکتا</p>	<p>بہ فائدہ ہے عیش و مسرت کا غم و رنج پھر کون کرے میری مصیبت کا غم و رنج البتہ ہے دشمن سے شکایت کا غم و رنج ہزارا ہے کیا میری طبیعت کا غم و رنج</p>
<p>وہ کہتے ہیں پرویں نہ کرو بھر کا شکوہ ہو جائے نہ یوں عیش و مسرت کا غم و رنج</p>	
<p>بے فائدہ کہاں کا نکالا حجاب آج کوئی ستم دینے نہ رکھے جناب آج میرے غریب خانہ پر آپ اور کینے بر میں ہے آفتاب سپہر جمال حسن رشک قمر ہے ساقی و ساغر ہی دور میں کیا دخت رز کا خون ہوا محسب کے ہاتھ قبضہ میں اپنے یا رہیں صاف کھل گیا اُکھن میں عشق زلف کے سودا سا ہو گیا ہاں بخت مر جاوہ مرے گھر تو آگئے</p>	<p>پھینکو شبے صال میں رخ سے نقاب آج خنجر کو میرے خون سے بے لیجے اب آج آنکھ کیے بھولے سے کیونکر جناب آج کدو کہ منہ چھپائے ہے آفتاب آج گردش میں ہر زمیں ہے پر آفتاب آج کیوں سیکدہ ہی پیر مغالین خراب آج ہم نے زبان تیغ سے پایا جواب آج لایا وبال سر پہ ہمارے شباب آج آیا نہ کام چرخ کا کچھ انقلاب آج</p>
<p>پرویں کو مفت بیٹھے بٹھائے یہ کیا ہوا کیوں ہے دفور رنج و الم بھیا اب آج</p>	
<p>آراستہ تھے روضہ رضواں شب معراج سردارد و عالم کا بڑا عیش سے پایہ</p>	<p>تھاعر شہہ کونین کا سلطان شب معراج کیوں شاد ہوں صاحبِ یماں شب معراج</p>

<p>جنت میں کمر بستہ تھے غلمان شب معراج تھا شیرب و بطحا چنتاں شب معراج اور سدرہ پہ جبریل تھا دربان شب معراج استادہ تھے داؤد و سلیمان شب معراج کام آئے بہت موسیٰ عمران شب معراج بس ناظر و منظور تھے یکساں شب معراج اور ارض و سما سکتہ میں یکساں شب معراج مصرف و مدارات تھا رضوان شب معراج</p>	<p>آراستہ تھیں خلدیں حوریں شب اسری اکتنا تھا شگفتہ گل گلزار نبوت محبوب تھا منظور خداوند تھا ناظر اک دہوم تھی آتا ہے شہنشاہ دو عالم امت کے لئے مشورہ نیک بتایا کچھ فرق نہ تھا عاشق و معشوق میں اسجا مدہوش تھے کسار تو خاموش تھے دریا پیرائش طوبے کہی آرائش کوثر</p>
---	--

کچھ اور نہ بن آئے جو ناپ چیز سے خدمت  
پرویں بھی دل جاں سے ہو قرباں شب معراج

<p>لیکن کسی سے ہو نہ سکا وہم کا علاج گویا ہمارے درد کا کچھ بھی نہ تھا علاج نچو خدا پہ چھوڑ دو بس ہو چکا علاج اور پوچھئے علاج تو فضل خدا علاج ستا سا ایک شربت دیدار تھا علاج یہ آخری ہے بلبل بیمار کا علاج</p>	<p>ہر چیز کا علاج ہے ہر چیز کا علاج ہم اس طرح سے مر گئے رنج فراق میں یہاں اور ہی مرض ہے مسحا کرینگے کیا آفات روزگار ہیں یہ بت جہان میں مارا ہے تم نے جان کے بیمار ہجر کو بگیر کہہ کے پھیر بھی دو خلق پر چھری</p>
---	--

پرویں خدا کے ہاتھ میں موت و زندگی  
ہر درد کا علاج ہے ہر درد کا علاج

# مہج

مُجھ کو دنیا کی تمنا ہے نہ دیں کالایچ  
 عشق بازی پہ سنا مجھ کو ملامت نہ کرو  
 حالتِ قلب سرزِ بزمِ بتاؤں کیونکر  
 جب یہیں طیش میں گزے تو وہاں کیا امید  
 بوریہ تختِ سیماں سے کہیں بہتر ہے  
 نہ میں دنیا کا طلبگار نہ عقبیٰ کی ہوس  
 ہائے لالچ ہے تو اک ماہِ جبیں کالایچ  
 حیف ہے جس کو نہ تو تم سے حسین کالایچ  
 پردہ دل میں ہوا اک پردہ نشیں کالایچ  
 نہ رہا اس لئے ہم کو تو کہیں کالایچ  
 ہم غریبوں کو نہیں تاج و نگین کالایچ  
 آسمانوں کی تمت نہ زمیں کالایچ

دل بھی دوجان بھی دُور بھی دُور  
 بڑ گیا سب سے مرے ماہِ جبیں کالایچ

دار پر چاہے تو مجھ کو بے پیر کھینچ  
 یا تو اسکو آج زنجیر اثر سے کھینچ لا  
 ہمنشیں میرے بیانِ رد پر تو زور دے  
 پنجہِ حرکات سے فیاضی ہو یہ ممکن نہیں  
 میں اگر چاہوں تو راسی بھی نگاہِ التفات  
 غیر سے منحوس کا پھینسا مبارک ہو تجھے  
 الفت دنیا کے مضمونِ حبسِ دل میں ہو درج  
 پر نہ بیدردی سے یوں قلبِ جگر سے تیر کھینچ  
 یا نہ اس کے بعد لے دل کہ بے تاثیر کھینچ  
 جس طرح تقریر میں ہورنج کی تصویر کھینچ  
 آج سے دستِ سوالِ عاشقِ دلگیر کھینچ  
 وہ کہے بڑے چل ہوشیار ہوشیر کھینچ  
 اور رسیِ دامِ الفت کی بتے پیر کھینچ  
 خطِ نسخِ اُن سب پہ تولے خاطرِ دلگیر کھینچ

صفحہ عمر رواں پر نقشہ اعمال نیک  
 کھینچنا ہو گرتے پر توں بلا تاخیر کھینچ

ح

<p>آئے کسی طرح نہ بلاتے کسی طرح          آجاتے وہ تو راہ پہ لاتے کسی طرح          یارب عدم میں باعث دل بستگی ہو کیا          اگر آپ پہلے رشتہ الفت نہ توڑتے          مد نظر تھا آپ کو لڑنا اگر اس طرح          بیوجہ کیوں بلاتے وہ بزم رقیب میں          اگر خضر دیکھ پاتے تجھے اے حسین تو پھر          اچھا ہوا جو شمع کے تم رو برو نہ آئے          غیروں کا گو مکاں تھا غیروں کا ہتمام          غیروں کو منہ لگا کے یہ دن دیکھنا پڑا</p>	<p>صورت غرض نہیں وہ دکھائے کسی طرح          درد و غم فراق سنا تے کسی طرح          یہاں کے گئے ہوئے نہیں آئے کسی طرح          مرٹ کے ہم بھی خیر نبھاتے کسی طرح          پہلے ہی آنکھ یوں نہ لڑاتے کسی طرح          جس طور سے ہو جھکو جلاتے کسی طرح          آب بقا مجھے نہ پلاتے کسی طرح          روتے ہوئے کو اور رلاتے کسی طرح          تم چاہتے تو جھکو بلاتے کسی طرح          پہلے ہی ان پر عجب جلتے کسی طرح</p>
--	---

پرویں باغ عرش پر اٹکایو گیا  
 اے کاش ہم نہ عشق جیتے کسی طرح

<p>پھیل ہوا ہے باغ میں ہر سمت نور صبح          بیٹھے ہو تم جو چہرہ سے اٹے نقاب کج          سو سج غروب ہوتے ہی ظاہر ہو نور صبح          غلماں ہر ساتھ لئے آئی حور صبح</p>	<p>پھیل ہوا ہے باغ میں ہر سمت نور صبح          بیٹھے ہو تم جو چہرہ سے اٹے نقاب کج          بدقسمتوں کو گر ہو میرے شب وصال          پو پھٹے ہی ریاض جہاں خلد بن گیا</p>
--	--

مرغ سحر عدو نہ مودن کی کچھ خطا  
 پرویں شب وصال میں سبے فتور صبح

خ

ہو جائے نہ پر تو سے تیسے کوئی مکان سرخ  
 اے پیر مغاں دیکھ کہ ہر ساری کماں سرخ  
 میں سرخ ہوں تم سرخ زمیں سرخ زباں سرخ  
 شربت ہے کیوں آج تری تیغ زباں سرخ  
 بیوجہ بھی ہوتے ہیں کہیں اشک اں سرخ  
 جو آہ کے ہمراہ نکلتا ہے دہواں سرخ  
 ہر سمت گل ولالہ اڑتے ہیں نشان سرخ

پوشاک نہ تو پھینولے سرور داں سرخ  
 بیاں بادہ احمر کے چھلکے ہیں جو ساغر  
 پی بادہ احمر تو یہ کہنے اگا گل و  
 کیا پاں کی سرخی نے کیا قتل کسی کو  
 سینہ میں دل غمزدہ خوں ہو گیا شاید  
 کیا بھڑکے ہے سینہ میں مے آتش وقت  
 یہ قتل خزاں پر ہیں جو انان جن شاد

گر میری شہادت کی بشارت نہیں تیروں  
 پھر کیوں ہو خط شوق کے عنوانِ نیشاں سرخ

پھیل رہا ہے زلف مسلسل کجاں رخ  
 کیا بے نظیر گیسو ہے کیا بمیشاں رخ  
 صاحب جلال آنکھ ہو صاحب کجاں رخ  
 اتنی سی بات کا کرے گا خیال رخ  
 کر بیٹھے پہلے میری طرف بیخیال رخ  
 شب کو کہیں چھپاتے ہیں وقتِصال رخ

دل پھانے کا رکھتا ہر شاید خیال رخ  
 یہ کہہ رہے ہیں سنبل و گل باغ میں ہم  
 مجموعہ ہوصفات جلال و جمال کا  
 دے ڈال بوسہ محبو بھکر زکوۃ حسن  
 بن بن کے اب نقاب منہ ڈالتے ہیں آپ  
 بے وقت یہ شرم مری جان یا درکھ

پرویں ہی کی نظر کا نہیں فیصلہ فقط  
 ہے بدر کی نگہ میں بھی صاحب کمال رخ

یہ دلکش ہیں ناز و ادائے محمدؐ	کہ کرتا ہے خالق شنائے محمدؐ
ہمیشہ رہوں مبتلائے محمدؐ	مرے باپ ماں تک فدائے محمدؐ
رضائے خدا ہے رضائے محمدؐ	کہاں تک کروں میں شنائے محمدؐ
ہر لولاک شاہد بنائے گئے ہیں	زمین آسماں سب برائے محمدؐ
یہ خاطر ہے حضرت کی قراں میں	بہت حکم بروفق و رائے محمدؐ
چلی جائیگی خلد میں ساری امت	کہ مقبول ہے التجائے محمدؐ
ابھی مرے ہو جائیں زندہ گر ان پر	چھڑک دے کوئی خاکپائے محمدؐ
جنہیں کہتے ہیں مہر و ماہل بنش	یہ ہیں دو ترنج قبائے محمدؐ
جنہیں کہتے ہیں بحر و کاہل بنش	یہ ہیں دو مقام عطائے محمدؐ
چلے جائیں گے سیدہ جنت میں عاصی	پکڑ لیں گے حبیب ہاں وائے محمدؐ
فرشتہ فلک پر سیحان سے کھدو	نہیں قم سے کمتر صدائے محمدؐ
نہ دیں کی کمی اور نہ دنیا کی حاجت	سلاطین سے افضل گدائے محمدؐ
مرا فخر ہے جس میں تشریف رکھیں	دل و دیدہ دونوں ہیں جائے محمدؐ
وہ تخت سلیمان پہ ہے سایہ فکین	جسے کہتے ہیں بوریائے محمدؐ

ٹی ہے مدینہ میں مجھ کو بھی پتہ روں  
مقدسے خاک شفا ئے محمدؐ

جو طائر قدسی ہے وہ ہے رام محمدؐ	اے صل علی مرتبہ رام محمدؐ
ہے روشنی خانہ کعبہ بھی انہیں سے	قندیل حرم رے دل آرام محمدؐ

<p>جب خالق اکبر نے بلایا شب اسری میں زہد سے باز آیا پلانے مجھے ساتی کیفیت کو نین کے جلوے نظر آئے نابتی و لا خیر من الاو ان آنکھوں میں فردوس بریں شمع طوبیاقہ دجوبے تو سنبل ہیں و کاکل</p>	<p>ریشک سحر عید ہوئی شام محمد ایماں مرا قربان ہوئے جام محمد ساتی نے پلایا وہ مجھے جام محمد آغاز سے بہتر ہوا انجام محمد اک صحن محمد ہے تو اک بام محمد دونر گس شہلا ہیں دو بادام محمد</p>
<p>کثرت ہوئی وحدت میں اسی نام سے پرویں لکھ نام خدا اور غنزل نام محمد</p>	
<p>لے صل علی صل علی نام محمد کہتے ہیں جسے عرش بریں اہل شریعت حق اُسے جدا اور نہ وہ حق سے جدا تھا فردوس میں بھی اُسکے غلام نہیں ہوں ہر جنگ میں اُسچے ہے اسلام کے جھنڈے کیا زغہ اعدا میں کٹا سن مبارک</p>	<p>ہے ہر میں رئے دل آرام محمد در اصل ہے وہ راستہ بام محمد احکام خداوند تھے احکام محمد کوثر یہ میسر ہو مجھے بام محمد ہر رن میں درخشاں ہی مصمص محمد امت کے لئے تھے غم و آلام محمد</p>
<p>بے وجہ نہ تربت پر نسیم سحری ہی پرویں سے یہ کہہ آتی ہے پیغام محمد</p>	
<p>محبو کیا فائدہ گر کوئی رہا میرے بعد مرچکائیں تو نہیں اُس سے مجھے کچھ حاصل چاہنے والوں کا کرتا ہے زمانہ ماتم</p>	<p>ساری مخلوق بلا سے ہو قیام میرے بعد بر سے گریبان کی جا آب بقا میرے بعد ماتمی رنگ میں ہو زلف سایہ میرے بعد</p>



برسیگی تیرے گھنگور گھامیرے بعد  
یونہی چلتی رہیگی باد صبا میرے بعد  
گویا جاننا زمانہ میں تھا میرے بعد  
اشک خوں و تازیہ رنگ تھامیرے بعد  
جو خدا پہلے تھا وہ ہی خدا میرے بعد

روئینے مجھ کو مے دوست سب ٹھانے  
یوں ہی کھلتی رہیگی صحن چین میں کیاں  
جان دینے کو نہ اُن پر کوئی تیار ہوا  
ہاتھ سے اُنچے ٹپکے تھیں کے قطرے  
حشر تک کوئی نہ روکیگا ستمگاروں کو

جیتے جی دیتے تھے جو گالیاں مجھ کو ترویں  
معفرت کے لئے کرتے ہیں دعا میرے بعد

و

تھامے واسطے لایا ہوں نہیں کشمیر سے کاغذ  
مقابل ہوں نہیں سکتا دم شمشیر سے کاغذ  
وہیں پہنچاؤں گی عاشق کسی تدبیر سے کاغذ  
بنا ہے درشنی ہندی تری تصویر سے کاغذ  
اڑا ہی لیتا دست کا تب تقدیر سے کاغذ  
منقش کر لیا تھا پہلے ہی تقدیر سے کاغذ  
مے ہاتھوں میں وصف گیسو شکر سے کاغذ  
یہ کیوں کھا گیا ہی عزت تو قیر سے کاغذ  
تو لکھو لائے گر قاصد بتے پیر سے کاغذ  
جو لیکر بھاڑ ڈالا دستے تقصیر سے کاغذ  
گرا تھا رہ میں جو دست بتے پیر سے کاغذ

بہت ہی صاف و شفاف آگیا تقدیر سے کاغذ  
ہوا ہی ابرے جاناں سے دل بیتا صدیاہ  
اگر لہے کے گنبد میں رکھیں گے اقربا انکو  
مصور جس نہاجن سے ابھی چاہتے رقم لیلے  
مری قسمت لکھی جاتی تھی جسد میں اگر نہوتا  
بھلا سادہ ورق پر لکھتا کیا رنگیں مزاج کو  
کچھ اس خوشبو کی جدی ہی معطر ہو گیا بالکل  
عدو کا خط ہی یا تعویذ ہی جو یوں سینہ پر  
خط تقدیر سے بہتر میں سمجھوں سکودنیا میں  
بنا ظالم مے قاصد نے تیرا کیا بگاڑا تھا  
مے ہاتھ آگیا پرویں عدو کے نام کا خط تھا

لیکے بیٹھا جو مراد یوسف کنعاں کا غد  
ایک پرچہ بھی سینے میں کھوجھ سے عزیز  
جاری ہوتا نہیں بے حکم ترے حکم قضا  
تو اگر کہنے کو آمادہ ہوئے اگل رخسار  
جب لفافہ سے نکلتا ہے مرانا مہ شوق  
میں تو کھدو غم فرقت کی مصیبت لیکن  
خیر سے پہونچے گا اُس تک مرانا مہ شوق  
کیوں لکھا تجھ کو ملاقاتِ عدو کا حوال  
تھے پھاڑا جو لفافہ تو میں سمجھا دل میں  
سیر کرنے میں ہے سامنے اخبار کی آڑ

پر تو رخ سے بنا ہر درخشاں کا غد  
اتنا ہنگا تو نہیں لے مہ کنعاں کا غد  
پیش جب تک نہ کرے منشی وراں کا غد  
ورق گل کا بنا لائے گلستاں کا غد  
آپ کے سامنے پھیلاتا ہے اماں کا غد  
لئے کس طرح وہاں آتش سوزاں کا غد  
خاک کر ڈالیں سوز غم جہراں کا غد  
کیوں بنا میسے لئے آتش سوزاں کا غد  
تیرے ہاتھوں سے ہوا چاک گریباں کا غد  
نظر دبے ہے تیرا نگہباں کا غد

جب بھی دو حرف وہ مخروں لکھے پرویں

بنکے آجائے اگر ہر درخشاں کا غد

ابھی کم عمر ہو دریاقت کر لینا جواں ہو کر  
کہا الفت مجھ میں عشق بے فنا بناں ہو کر  
تھکا تھا ظلم سے گروں ضعیف ناتواں ہو کر  
نہو اسکے معاون تھا گیا یہ ناتواں ہو کر  
ہوا وہ مہرباں شکر خدا نا مہرباں ہو کر  
نہیں افلاک پر انجم مشکب کردیا سینہ

کہوں گا حال میں بھی سر سے پاؤں تک بناں ہو کر  
نہ آئے شاد ماں ہو کر بجائے شاد ماں ہو کر  
ستم کرنے لگے پھر تم زمیں پر آسماں ہو کر  
ستم ڈھائیگا گردوں میں خوشی میں بھرجاں ہو کر  
بہارائی مے گلشن میں بیاں خزاں ہو کر  
جڑی ابرو نے اتنی ناوک خرگاں کہاں ہو کر

بائے خون کے دریا آبِ خنجر نے رواں ہو کر  
مصیبت اُسپہ جو رگیا وہاں نیجاں ہو کر  
تمہاری بزم میں کیوں تے کوئی بیڑیاں ہو کر  
ذرا تو یہ کہو اس وقت لے ہو کہاں ہو کر

کر امتِ معجزہ جو کچھ سے یہ حسنِ خواب کا  
تمہارا کیا ہی تھا کر حلیہ سے گنجِ شیدائے  
نہ لے حرفِ مطلب لبِ یہ کسی مٹی ہی  
پریشاں بالِ سانس کھڑا ہوا اتری ہو صورت

ابھی یحییٰ و او فتون کی یہ افراطِ ہیروں  
قیامت سے قیامت ڈھائیگا وہ بت چوٹاں ہو کر

گیا ظلمات سے ہوتا ہوا خضر آبِ حیاں پر  
سنجھکر ہاتھ ڈالا کچھ میرے گریباں پر  
کہ بیٹھے گردِ بنجر مئے خطِ سید بنخداں پر  
ڈھلکے نوکِ مرگاں اب کتے ہیں گریباں پر  
صمد و معاذ اللہ تو حرفِ تاہیایاں پر  
خطِ ریاں لکھا جانے لگا اور اقِ قرآن پر  
مبارکباد پانی پھر گیا منکر کے ایماں پر  
ستم ہو غیب سے اگلے پٹے ہیں کشتِ اراں پر  
گریبانِ سحر کا وہم و میرے گریباں پر  
کہ یوں منڈلا رہی ہو سیکسی دیوارِ زندان پر  
چڑھیں گے خطِ رجاں میں حاشی اب گلستان پر  
گرے برقِ ترجم کو نہ کر انبارِ عصیاں پر  
کسی پر دور ہنستا ہی کوئی ہنستا ہی دوراں پر

دل بتیا ہو پچی زلف سے چاہ زخداں پر  
چہیں گے زیرہ بائے شیدہ دل دستِ ناک میں  
ہم سے خاکِ روں کے ستانیکہ یہ مڑہی  
سرشکخوں کسی کے ڈبڈبائے مچھانگوں میں  
صنم لکھوں تعالیٰ اللہ اگر اسکو تو نازیاں  
خطِ آیا ہی کہ اُس ناوکِ فگن کے خطِ کل آیا  
پلا دی آج رندوں نے بھلا وہ دیکے زاہد کو  
شبِ وصلت ہمارے ساتھ اسے سدرہی کی  
قبا کا ناخن دستِ جنوں سے ہو گیا تڑکا  
تمہارے ناتواں کا طائرِ جاں اڑ گیا شاید  
نمود خطِ ہوئی نور علی نور اسکو کہتے ہیں  
خجل ہوں میکشی فصلِ باراں سے توجہ کیا  
تماشا گاہِ عالم بھی طلسمی کا رخا نہ ہے

<p>مریضیاں محبت کا مہما سے ہو چکا چارہ ستم آرا نے دل لینے کا ابرو سے کیا ایکا</p>	<p>شفا روتی ہے بکیں پر قضا ہستی ہجران پر کنا یہ ہو کہ رکھینگے اسے بھی طاق لسیاں پر</p>
<p>طرح میں بھی لکھو پرویں سنائے ابرو و فرکان مگر ہوشیار اب ہر گام ہی شمشیر و پیکان پر</p>	
<p>یہاں غمگینی فراق میں عاشق کی جان پر کچھ منحصر نہیں یہاں پیرو جوان پر آمادہ ہو گئے ہیں عدو امتحان پر نظارہ کیجئے صفِ بازارِ حسن کا ترکانِ چشمِ لاکھ میں بھی جھپٹتے نہیں زاہد سنبھل غرور خدا کو نہیں پسند نظارہ کی ہوں جلوہ قدِ بلند کا جانکی دل میں ٹھانے ہوئے تھے وہ آگئے چوکا تو گر پڑو نگاہاں کی نگاہ سے کشتی یونہی اڑے چلی چل ہوئے شوق چڑتے ہو ذکرِ غیر سے عادت کو کیا کروں تہا جو ہمہ برد ہوں سودا نہیں مجھے اچھوں کو چٹکیوں میں اڑاؤ گے دکھنا جو کچھ تہا سے جی میں ہماری نگاہ میں اُس نہروش کی رفعت مجلس کو دکھنا</p>	<p>اور وہاں نہیں نہیں ہے ابھی تک نہ بان پر جاتی ہے جاں ادا پہ دل آتا ہواں پر اب انکی آبرو پہ ہے اور میری جان پر کیا کیا سروں کے ڈھیر لگے ہیں دکان پر اللہ کیا غرور ہے تیسرو کمان پر فرش زمیں پہ پاؤں دماغ آسمان پر خود انجن میں او خیاں آسمان پر دل سے نگہ میں اور نگہ سے زبان پر اب رکھ چکا ہوں پاؤں کسی زردبان پر سب کو یقیں پروں کا ہے یاد بان پر پھر آکے رہ گیا وہی کلمہ زبان پر اور آٹھ آسماں ہیں ابھی آسمان پر اک روز تم نکالو گے ہو کر جوان پر جو کچھ تہا سے دل میں ہماری نہ بان پر ہے آسماں زمیں پہ زمیں آسمان پر</p>

پہلے گرے رقیب پر پاپا سببان پر	تیغ نگاہ برق ہے عاشق کے دم کی خیر
ہاں بذلہ سنجیوں میں ہو پیر ویں بسر کہ موت جڑ دیگی آپ قفل خموشی زبان پر	
خدا جانے غضب ہائے کیا کیا تم جوں ہو کر ہزاروں گایاں دیتے ہیں جب یہ بیزباں ہو کر نگاہیں دلیں گھاؤ ڈالتی ہیں پھیان ہو کر عدو سے ملیا کجخت میرا زداں ہو کر کہ خود جاگا کیا وہ آپ اپنا پاسبان ہو کر نکلنے لگتے ہیں آتش کے پر کالے دہواں ہو کر	لڑکپن ہی میں گرتی ہیں نگاہیں بھلبلیاں ہو کر خدا جانے دہن ہوتا اگر نکلے تو کیا کرتے ذرا سی بات پر تیور بدلتے ہیں عاشق سے مری تقدیر کا لکھا ہوا پورا کہ نامہ بر نہ رکھا کجخت نے دریاں سازش کا موقع بھی چھپائے سے کہیں چھپتا ہے سور عشق سینہ میں
اگر خواہش ہے تجکو نام کی گوشہ گزینی کر کہ شہرت پائی ہو عشق نے پروں بستان ہو کر	
سرایا عاجزی بنکر سراپا التجا بنکر کبھی آئے اجل بنکر کبھی آئے قصا بنکر اب اُنکو اور کیا بننا تھا محبوب خدا بنکر ادھر خیر البشر بنکر ادھر مشکلک بنکر خدائی بھر کو لبیا میٹ کر دیتے خدا بنکر مگر پھر بد دعا منہ سے نکلتی ہے دعا بنکر یہی سب با وفا پیش آئینگے پھر جو فانا بنکر لبوں سے گایاں اُنکے نکلتی ہیں دانا بنکر	نہ پوچھو بدعا حاصل کیا اُس بت کیا بنکر وہ جب نازل ہوئے نازل ہو قمر خدا بنکر بڑا اقبال جو آئے محمد مصطفیٰ بنکر وہی اک نور تھا جو دو طرح سے ہو گیا فانا قرینے سے رہت بنکر ورنہ تم تو ایسے تھے ہجوم رنج و غم میں کوسنے کو بیٹھ جاتا ہوں جوانی کے ہیں سب خالق جوانی کو بنا رکھے مسیحا قلم کے خوگر اور وہ عادی جفاؤں کے

<p>مجھے جیسا رہی ڈالا تو اب دونوں برابر ہیں          تنزل دے پہ فرصت ہی جو کنار رہی انسان          مری توبہ کی وقعت وز خشر دیکھنا و غظ          اسیدن سے مجھے دونوں کی بربادی کا خطہ تھا          عدو بھی آدمی میں بھی بشر یہ کیا قیامت ہے          ہمیں تعلیم زہد و اتقا دینے وہ آئے ہیں          خدا کا قمر مرگ ناگمان حق تیاں طوفان          مری محبوبیاں مختاریوں پر کار فرما ہیں</p>	<p>اڑاؤ خاک صرصر بنکے یا باد صبا بنکر          بگڑتا ہی رہا بخت جو بگڑا ذرا بنکر          خدا کے روبرو جائینگے عصیاں اتقا بنکر          کمل ہو چکے تھے جس گھڑی ارض و سما بنکر          وہاں جانا شفا بنکر یاں آنا قضا بنکر          جوانی میں جو خود بیٹھے ہونگے پارسا بنکر          اتو یہ توبتا دو آئے ہو دنیا میں کیا بنکر          اگر چاہوں تو پہنچوں عرش پر کہو رسا بنکر</p>
---	--

کنیز خاص کیا پروں نہیں کیوں یا علی مولا  
 مری مشکل کو حل کرتے نہیں مشکل کشا بنکر

<p>واقعی چاہتے والو کو وہ چاہیں کیونکر          کیا تماشا ہے شب و صبح بھی فرماتے ہیں          میری نسبت کہی اغیار سے اتنا نہ کیا          رات کو شرم و حیا طاق پہ رکھ دی تھے          مجھ سے بھی بطور دشمن سے ہوا الفت انکو          یہ تو مانا کہ ہمیں قتل کر دے لیکن          کیسے بیتاب ہوئے تم کہ بن آئے نہ بنی</p>	<p>ساری دنیا سے نباہیں تو نباہیں کیونکر          کہ غم ہجر میں تم کرتے تھے آہیں کیونکر          جو ہمیں چاہتا ہوا مسکونہ چاہیں کیونکر          ڈالیں گردن اغیار میں باہیں کیونکر          متحیر ہیں کہ دونوں سے نباہیں کیونکر          ڈہال تلوار سنبھالینگے یہ باہیں کیونکر          دیکھو برباتی ہیں دل کو مری آہیں کیونکر</p>
---	--

سر جھکا گئے ہوئے بیٹھے نہ رہیں پروں  
 جسکے لایق نہیں اللہ سے چاہیں کیونکر

بوستانِ حسن میں ہر وہ گل خنداںِ عزیز  
جس طرح کبکڑی کو ہومہ تاباںِ عزیز  
تم نہیں آغوش میں تو ہے دلِ نالاںِ عزیز  
عشقِ گیسو کے سبب ہے سنبھل بیجاںِ عزیز  
ورنہ دل سے ہر صدف کو میں ز غلطانِ عزیز  
کون لکھتا ہے مزجاںِ قالبِ بیجاںِ عزیز  
اے مسلمانو ہمیں بھی تھا کہی قرآنِ عزیز  
جتنا میں تجھ کو مجھے رکھتا ترا دریاںِ عزیز  
کچھ نہیں ان کافروں کو خاطر تھاںِ عزیز

اے زینِ مصر میں تھا گرم کنگاںِ عزیز  
اس طرح ہر نیچے ہر رے روشن کنگاںِ  
ایک آبادی گھر میں ہتی ہر آٹھوں پر  
دیکھتا رہتا ہوں پیروںِ صحنِ بستانیں سے  
جب ستائے ہو مجھے گر پڑتے ہیں مجبورِ اشک  
عاشقِ مفلس سے تلو جتنی نفرت ہو بجا  
ہم بھی رکھتے تھے کہی ایمانِ دیار پر  
دولت دیدار سے ہوتی نہ محرومی اگر  
گوچہ گیسو میں چار انگل جگہ دل کو نہیں

برنج میں احت سے افزوں یاد آتا ہو خدا  
نفع سے پروں زیادہ ہے مجھے نقصانِ عزیز

مگر اُس بت کی چوٹ نہ اٹھ سکی جس میں ہرگز  
خلیل اللہ کہتے لا احب الا خلیل ہرگز  
نہ دے سکے تھے یہاں اب عیسیٰ گردون نشیں ہرگز  
سوالِ وصل پر ایجاں نکرنا تم نہیں ہرگز  
بنائیکا مگر تم سا نہ صورت آفریں ہرگز  
تو پھر مجھ کو نہ کرتا قیس اپنا جانیشیں ہرگز

خدا معبودِ مطلق ہی کوئی اُس سانیں ہرگز  
اگر توحیدِ فطری سے نہ توی ذاتِ انسانیں  
زمین پر تیرا دور آیا فلک انکو مبارک ہو  
تپِ فرقت کی شدت سے نخلِ جانیکا دم میرا  
یہ مانا وہ اگر چاہے تو ممکن ہے بنا ڈالے  
کیس سے بہتر ہو اگر لیلیٰ سے تم ہوئے

خدا کا فضل ہی خوف قیامت کچھ نہیں پروں  
نہ زحمت میں رگیں گے رحمۃ للعالمین ہرگز

## س

دیدار کی ہوس نہ تجھے طور کی ہوس  
لے یا تیرا طالب دیدار ہوں فقط  
ساری بہشت شیخ کے ورثہ میں ملے گی  
واعظ کی ترشروئی مساجد سے مانگ لائے  
دیکھئے نہ کوئی پیار سے یہ چاہتے ہیں  
ہے ہے شبِصال میں کیوں ہو گئی سحر  
صاحب سوال بوسہ پہ خفگی سے واسطہ  
ہے صرف تیرے عارض پر نور کی ہوس  
کافر ہوں گر ہو مجکو رخ حور کی ہوس  
کیا بڑھائی ہے روئی کے لنگوڑ کی ہوس  
دنیا میں جس بشر کو ہوا پھور کی ہوس  
پوری ہو کس طرح بت مغرور کی ہوس  
عاشق کو مشک کی تھی نہ کافر کی ہوس  
میں نے بھی اک مطابق دستور کی ہوس

خود دل میں جا گزیں ہوئی عقیقی کی آرزو  
پروں نے مال و جاہ کی جب وری ہو

نرگیں آنکھ بھی ہوا برے خدا کے پاس  
دشمنوں کا مری قہمت سے قابو چہر  
یاد رکھنا جو ہوئی وعدہ خلائی اُن کی  
قیدی زلف کی قہمت میں ہے خسار کی سیر  
چہرہ بھی برق بھی دل لینے میں گیسو بھی ملا  
غیر بے جرم ہیں اور میں ہوں فاکا مجرم  
دوسری اور بھی تلوار ہی تلوار کے پاس  
یار کے پاس ہے دل یار ہی بغیر کے پاس  
بستر آں جمیگا تری دیوار کے پاس  
شکر ہو باغ بھی ہے مرغ گرفتار کے پاس  
ایک سامجہ ہوا کافر و دیندار کے پاس  
کون آتا ہی بھلا مجھ سے گنہگار کے پاس



قبر میں سوئینگے آرام سے اب بعد فنا	آئیگا خوابِ عدم دیدہ بیدار کے پاس
اسکی کیا وجہ مئے موتے وہاں کیوں ہیں	کیوں ہے زلفِ سیدائے رخصت کے پاس

ہو شکاری سے ہو پتوئیں چمن کی سیر  
دام اور دانہ ہیں دونوں رخِ دلہائے پاس

## ش

بھگو نہ سر کا ہوش ہی باقی نہ پا کا ہوش	کچھ ہوش ہے تو نالہ و آہ و بکا کا ہوش
جب تنوع میں سر کا ہو باقی نہ پا کا ہوش	یارب ترا خیال ہو یا مصطفیٰ کا ہوش
بیمارِ اجر کی تو پریشانیوں نہ پوچھ	کسکو دوا کا ہوش ہے کسکو دعا کا ہوش
اتنے سے عذر پر مرادِ صاف ہو گیا	ہم کو جفا کا ہوش نہ صاحبِ فاکا ہوش
دنیا کا بھی خیال ہے عقبی کا بھی خیال	ایک ابتدا کا ہوش ہے ایک انتہا کا ہوش
لگے ہو نرم غیر سے شاید پہنچے ہوئے	ٹوپی کا کچھ خیال نہ تم کو قبا کا ہوش
قسمت سے لگے تھے عیادت کے واسطے	اس محویت میں کچھ نہ رہا التجا کا ہوش
ہونشہ جوانی میں سرشارِ رشک نہیں	پر عاشقوں پہ ہی نہیں جو رجوع کا ہوش

دارِ فغانِ عشق کی اللہ کے محویت  
ہم کو جفا کا ہوش نہ پروں و فاکا ہوش

پیسہ کے ساتھ جاتا رہا روزگارِ عیش	افلاس کی خزاں نے مٹا دی بہارِ عیش
اک وقت زورِ شور پہ تھا روزگارِ عیش	جاتی رہی شباب کے ہمراہ بہارِ عیش
جب تک شرابِ سرخ سے ساغر بھرا رہا	دنیا میں کس بہار پہ تھا لالہ زارِ عیش

وہ رات کو تھا نشہ سے عرق عرق ہوشیار ہو کہ فانی ہیں دنیا کی لذتیں کرنا مرے الم کہہ دل میں بھی مقام ہو جاتے ہیں فضول مصارف سے زیادہ لے دل موافقت پہ فلک کے نہ بھولنا	کیا کھنچ رہا تھا زور سے عطر بہار عیش لکھا ہوا ہے یہ سر لوح فزار عیش رکھنا مرخیال بھی لے شہسوار عیش اٹھائیں کسی سے بھی دنیا میں عیش ناپائدار ہوتے ہیں قول و قرار عیش
--	---

پرویں جن احمقوں نے دولت کی قدر کی  
تکلیف ان گھروں میں ہی یادگار عیش

## ص

میرے لئے ہزار کرے اہتمام حرص ہے کچھ نہ کچھ ہر آدمی کو لا کام حرص لے زلف پھیل پھیل کے رخسار کو بندھا واعظ شراب خور کی الفت میں غرق ہے دل چھین عاشقوں کے مگر ہوشیار رہ ناقص رہیں گے سارے تلون سے کاروبار قبضہ اٹھائیں گے نہ دل روزگار سے دلت سے ہشتیاق ہے بوسہ کنار کا	میں وہ ہوں مجبیہ ڈال سکیں گے نہ دام حرص لیکن نہ اس قدر کہ بنائے غلام حرص کر نیمروز کی نہ شہ ملک شام حرص ہو سر سے پاؤں تک یہ ستگر تمام حرص ایسا نہ ہو کہ دل کو بنائے غلام حرص کرنے ندیگی تجکویاں کوئی کام حرص جیتا نہ زندگی کا کرے اختتام حرص اگر حکم ہو شروع کرے اپنا کام حرص
---	--

پرویں لگی ہوئی ہے خطے مجھے امید  
دل کو مرے بنائے نہ اپنا غلام حرص

<p>سچ کہتے ہیں ہوتی ہے محبت کی نظر خاص وہ ظلم ہیں مجبور کسی پر نہیں ہوتے ملتا ہے مے نالہ شہگیر کا انداز ہر شخص مرے دے پہ آزار ہے گا روتا ہوں بہت دن سے ادھر بھی ہو توجہ موجود ہیں سب سہیں علامات قیامت</p>	<p>جذب ستم و جور میں رکھتی ہو انر خاص اغیار پہ ہے عام تو مجھ پر ہے نظر خاص یہ نعمت دلسوز ہے اے مرغ سحر خاص مشق ستم و جور میں بھی جھکو نگر خاص رکھا ہوتے واسطے یہ گنج گھر خاص ہے بعد شب وصل جدائی کی سحر خاص</p>
--	---

اس جور و ستم پر بھی کہی اُف نہیں پر  
پرویں مے سینہ میں ہے دل خاص جگر خاص

## ض

<p>یہاں تیر سے غرض ہے نہ تلوار سے غرض تکلف تھا ہے ظلم سے آزار سے غرض اقرار سے غرض ہے نہ انکار سے غرض جنت ہو باغ خلد ہو فردوس یا بہشت درویش ہر کجا کہ شب آمد سر اے اوست تم میں ہو شمس میں ہو قمر میں ہو گل میں ہو مسجد ہو بتکدہ ہو صنم خانہ یا کنشت گردوں رقیب یا مراد دل نصیب عقل دل کے جگر کی ہاتھ کی لب کی نگاہ کی</p>	<p>جھکو ہے ابرو و مژدہ یا رے غرض سچ تو ہے کیوں ہو پھر دل بیاسے غرض کانوں کو صرف ہے تری گفتار سے غرض ہر جا مجھے ہے کوچہ دلدار سے غرض اسباب سے غرض ہے نہ گھر بار سے غرض اس آنکھ کو ہے جلوہ دلدار سے غرض سیری ہو جھکو شربت دیدار سے غرض انہیں ہر اک کو ہو مے آزار سے غرض نکلے گی کیا کسی کی نہ سرکار سے غرض</p>
--	--

وعدہ پہ اپنے آکر نہ آختیا رہے	اگھٹ جانا ہے قلی ترے اقرار سے غرض
پرویں کسی کا اور تو کچھ کر سکا نہ دل	خود جل گیا وہ آہ شرر بار سے غرض
جو دل مرا نہیں مجھے اُس دل سے کیا غرض ڈوبوں گا گریز میرے مقدر میں ڈوبنا وہ دل کو دیکھتا ہے نہ اعمال ظاہری ستا ہر کون عاشقوں کی آہ و زاریاں ہم اُس کے شیفۂ ہیں رقیبوں سے واسطہ مرا ہوں اور جانیں سکتا سے عدم	جلنی نہو جوراہ تو منزل سے کیا غرض خواص بحر عشق کو ساحل سے کیا غرض بیلی کے خواستگار کو محل سے کیا غرض اگوش چین کو شور عنادل سے کیا غرض اگل سے غرض ہی فوج عنادل سے کیا غرض جہمہ ناواں کو طوق و سلاسل سے کیا غرض
کیوں درپے تلاش ہیں احباب واقربا	پرویں شہید ناز کو قاتل سے کیا غرض
<b>ط</b>	
تم اور قصہ شب ہجراں غلط غلط دنیا میں اک سے ایک زیادہ حسین ہے خود غرضیوں سے عارض تا باں کو تو کیا مرا نہیں ہے کوئی مگر تم تو مر گئے خود مطلبی ہو پردہ میں اور نام عشق کا تم اور گریخوں کے لئے جاں فدا کرو رو کر کہا جو میں نے کہ طوفانِ اشک ہے	سو بار گر کو تو کہوں ہاں غلط غلط کہ دنیا بھکو پھر شہ خواہاں غلط غلط ابر و ہویخ بر جہی ہو مرگاں غلط غلط بیٹھے ہو جیتے یا کو بیجاں غلط غلط کہتا ہوں صاف منہ پہ کہ ہاں ہاں غلط غلط طوطا پڑ ہے کتاب گلستاں غلط غلط ہنس کر کہا کہ نوح کا طوفان غلط غلط

کافر ہو سید ہی طرح مسلمان غلط غلط	گر پاک عشق تجھ کو ہوا عجاز چاہئے
	چاہے ہزار درہم و برہم ہو روزگار پرویں ہو مثل زلف پریشاں غلط غلط
واللہ عدوئے باندہ ہے ہر مہیاں غلط غلط لیٹی ہے کب سے تم کو میرجاں غلط غلط چھوڑ گئی مجھ کو آتش بھراں غلط غلط کھلائیں آپ عیسیٰ دوراں غلط غلط یہ سب وایتیں ہیں میرجاں غلط غلط ستے ملیں یہ لعل بدخشاں غلط غلط کرتے ہیں نقل آپ کے درباں غلط غلط دہم آتے ہی ہے شب بھراں غلط غلط افواہیں اڑ رہی ہیں میرجاں غلط غلط اور میرا بھول کے کبھی ہوں مہماں غلط غلط	ہر بات پر نہ کیئے میرجاں غلط غلط ہر بات پر جو کہتے ہو ہاں ہاں غلط غلط میرا علاج وصل ہے صرف ایک نہ اب باز آئیں ظلم و جور سے ورنہ پھر اسکے بعد جاں بخش آج تک کوئی تمنا نہیں ہوا کہتے ہیں بوسہ لیجئے ایمان دیجئے کستا ہوں کچھ دہستے ہیں کچھ سکا کیا علاج وعدہ یہ تم نہ آؤ تو کیوں مدگماں ہوں چھپ چھپ کے آنے جانے سے کیا فائدہ نہیں سو بار جانکر وہ عدو کے مکان پہ چائے
	پرویں کا نام لینے میں خوفِ خدا کرو وہ اور بھی عشق میں ایماں غلط غلط
مجموعہ خیال ہے بے انتہا غلط بالکل غلط ہے اپنے جو کچھ کہا غلط قاصد نے میری سمت سے کیا کہنا غلط وعدہ پر اپنے لے وہ رنگیں ادا غلط	میں کیا بتاؤں کیا ہے درست اور کیا غلط میں نے کہا درست ہے شکوہ تو بول اٹھے برہم پیام وصل پہ ہیں کچھ خبر نہیں قول و قرار رسم حسیناں ہے دوستو

<p>سارا زمانہ ایک بشر کے لئے نہیں وہ ہم سخن ہیں مجھ سے نظر غیر کی طرف برائے ہر مراد یہ ہے مدعا غلط کرتے ہیں وار غمزدہ و ناز و ادا غلط</p>	
<p>پرویں تو اُس کے فضل و کرم پر نگاہ رکھ مخلوق کا خیال نہ رکھے حد اغلط</p>	
<p>سینہ پہ نقش تھا کہی حرف و فا غلط بدگوئیوں سے اُسکو ہو فرصت فرا غلط ہے دل جلوں کے خاک اُڑنے کی واسطے جو راز فری ہے تو تجھے سو دھنگ یاد ہیں وہ منہ کہاں سے لاؤں جو جھٹلاؤں آپ کو دشمن کا نام لیکے گنگا رہو گیا معشوق کو بتائیں ستمگر ستم ہے یہ اے شوخ میرے سامنے یہ ادعا غلط داعظ سے ایک دم بھی ہو یاد خدا غلط پیغام یار لاتی ہے باد صبا غلط رہجائے تیرے ہاتھ سے کوئے جفا غلط سچے ہیں آپ قول سرا یا مرا غلط کننے لگے کہ جھوٹ دروغ افترا غلط پھر مدعی وفا کے ہوں یہ مدعا غلط</p>	
<p>جھوٹی ہے یہ نمود جہاں اک سراب ہے پرویں خیال ہستی غیر خدا غلط</p>	
<p>خزاں اگر وزانی ہو گلستانِ خدا حافظ ہماری بدمعاشی سے دوبارہ فضل گل آئی زمانہ آئیگا اُس شوخ کے جو بن نکھر نیکا سالے بیل نالاں نہونا بخت پر نازاں تفس میں عمر بھر تریا کیا پھر جب بہار آئی اصل اُمیں ہستی ہے میرجاں کا خدا حافظ یہی گر جو ش و جشت سے گریساں کا خدا حافظ مے دل کا خدا مالک میرجاں کا خدا حافظ خزاں بہر سال آتی ہو گلستانِ خدا حافظ یہ کہہ کر گیا بیل گلستاں کا خدا حافظ</p>	<p>ظ</p>

<p>جوانی آتے ہی بریا قیامت ہوگی عالم میں ہجوم یاس و حرام سے نہیں سینہ میں خالی بس اب اے عاشق گرد و گداز کا خدا کا پسا جاتا ہر دل میں میسے ازل کا خدا کا</p>	
<p>خدا جانے عناصر اس کو کب نابید کر ڈالیں نہو اٹھوں بہر روں گرا انسان کا خدا کا</p>	
<p>ہزار شرم کروصل میں ہزار کا نگہ گداؤں میں بھی تم کو چھڑوں گا نقاب اٹھنے کی جرات کہیں کر بیٹھے شراب پی چکے پیارہ کو اجازت دو میں مٹ سنج ہوں دل سے تے تلون کا بتاؤ تو یہ رہیگا وصال میں کب تک کریں جو آپ تجاہل تو کیوں نہ سمجھاؤں وہ اپنے سر کو ذرا بھی اٹھا نہیں سکتے جو ان سے بچو تو انکے خلاف ہی شوخی</p>	<p>نہ نبھنے دیگا دل زار و بہ قرار میں کر چکا ہوں تمہارا ہزار بار بڑھائے غیموں میں مضطر کا مضطر کھڑا دیر سے رخصت کو لے نگاری کا نہ پائدار ہے الفت نہ پائدار ہم سے ہاتھ کے بٹے لگے کا ہار کا کرے حضور کمان تک وفا شعار جھکی ہوئی ہی جو گردن تو ہی سوار کا جو ہم سے بچو تو بھروسے ناگوار کا</p>
<p>تلفت اٹھتے ہی پروں وہ خوب گل کھیلے ہوا ہے شوخیوں سے کتنا ہو قاری کا</p>	
<p>دنیا میں ہر شریف کو ہونا م کا راحت کا کر خیال نہ آرام کا یہ کام کی جگہ ہے کام کا کچھ تو کروں میں بادہ گفام کا</p>	<p>سر خاص کا لحاظ ہو ہر عام کا تجکوا اگر ہے خالق علام کا کم ظرف جو کئے فقط نام کا بہکوں اگر میں بزم میں ساقی معاف</p>

عاشق کو مائے ڈالتا ہو پہلے موت سے مخلوق کو تمہاری محبت میں لے تو	کچھ ہاتھ کا کچھ آپ کے مصمصام کا لحاظ ایمان کا خیال نہ اسلام کا لحاظ
	پرویں طریق عشق میں پوں سنہیں کے کھ رہگیر کو ضرور ہے ہر کام کا لحاظ
ع	
ہے اپنے قتل کی دل مضطر کو اطلاع بے پردہ کج نکلے گا پردہ نشیں مرا چھپ چھپ کے اب جو نکلے تو معلوم ہو مزہ بہل نہ باز آئیوں فریاد و آہ سے کس طرح کر دیا دل نازک کو چور چور کیا کام انقلاب کا کچھ بھی نہیں بیان ہٹجائے اک طرف بت کا فری راہ سے چلنے بھی وہ نہ پائے تھے اپنے مقام سے میں سخت جاں مں قصد کرے دیکھ بھال کر	گردن کو اطلاع نہ خنجر کو اطلاع کرے یہ کوئی ہسر منور کو اطلاع کر دی ہی میں نے آئیکے گھر بھر کو اطلاع کب تک نہوگی قلب گل تر کو اطلاع اس واقعہ کی خاک ہے پتھر کو اطلاع دور فلک کے دورہ ساغر کو اطلاع دے کوئی جلد دوڑ کے محشر کو اطلاع پہلے سے ہو گئی دل مضطر کو اطلاع پہلے سے ہو گئی ہے یہ خنجر کو اطلاع
	پرویں ریاض خلد میں کس کس کو جام دیں پہلے سے ہے یہ ساقی کو تر کو اطلاع
سب انگلیاں ہیں نیچے نازک بدن میں شمع کیا موسم بہار میں روشن ہے سبزہ زار	کیوں دستوں نے لاکے رکھی خم میں شمع گو یا چراغ لالہ ہے صحن چمن میں شمع



<p>ہر بزم میں چراغ ہے ہر آنجن میں شمع روشن ہے سوز عشق سے بزم دہن میں شمع تم آنجن میں ایسے ہو جیسے لگن میں شمع کیا تھی بجائے تیشہ کف کو لگن میں شمع فانوس جسم زار ہی میں توں کفن میں شمع وہ اپنے حسن سے ہے آنجن میں شمع پروں مری زبان ہے گویا دہن میں شمع</p>	<p>ہر قلب میں ہے نور آلی کی روشنی لے روشنی طبع تو بر من بلا شدی ہر بزم میں ہم ایسے ہیں جیسے چمن میں خار روشن کیا ہوا نام محبت جہان میں ہر شعلہ بار سوزناں بعد مرگ بھی پھیلی ہوئی ہے چاند سے مکھڑ کی چاندنی اسکے سبب سے بزم فصاحت میں ہے</p>
<p>پروں میں اس طرح سے ہوں سوزاں تھانیں روشن ہو جس طرح سے بزم سخن میں شمع</p>	
<p>تہمدوں جو حال دل تو ہو سوزاں دہن میں شمع تیرا وجود ہی مرے دارا لحن میں شمع سوزاں ہے ایسے جیسے کہ نہر چمن میں شمع جلتی ہوئی جہاز سے دیکھی عدن میں شمع گویا کہ جل رہی ہے ہمارے بدن میں شمع روشن تمام جسم ہے یا پیر ہن میں شمع</p>	<p>سوز دروگہ جو فروزاں دن میں شمع رونی جو میسے گھر میں ہے تیسے قدم سے ہی دیباے عشق ہی مرا سینہ اور اس میں دل تسکیں ہوئی مسافر بیت الحرام کو سوزاں ہے سوز عشق سے اپنا تمام جسم بیٹھا وہ شمع رہے تو پر نور ہے مکال</p>
<p>اسکے سبب سے بزم سخن میں ہے روشنی پروں مری زبان ہے میسے دہن میں شمع</p>	
<p>تپتے بلبل سے تھا اگل بیاں گلستاں باغ باغ گلے تجھ سے ہونہ کیوں دنیا میں ناں باغ باغ اور اڑ کر خلدیں پہونچا تو صواں باغ باغ اکل جو دل تھا داغ داغ ایسے میر کاں باغ باغ</p>	

<p>جیت کر سنبل سے ہر زلف پریشاں باغ باغ تو اگر جائے تو ہو سارا گلستاں باغ باغ روک کر جب جھکو ہوتا ہی نگہاں باغ باغ آج کیوں تجھے ہیں مرغان گلستاں باغ باغ کتے پھتے ہیں مرغان خوش احساں باغ باغ</p>	<p>غالب اگر لالہ و گل پر ہر عارض شاد شاد چشم ز گس لالہ عارض زلف سنبل سر و قد میسے دلیس کیا خلش کرتا ہر خار یکسی تیسے آنی کی کس اڑتی ہوئی پوچی خبر جاتی ہر باد خزاں آنیکو ہے فصل بہار</p>
	<p>نظم تو ہر نظم ہے لیکن شگفتہ ہے وہ شعر سنکے پرویں ہوں جسے اکثر سخنداں باغ باغ</p>
<p>کالے کالے گلے جلا کس طرح لے دہر چراغ رازدن جلتا ہوں نہیں افسوس کیوں بنکر چراغ میرادل اس نرم میں بنکر جلاشب بھر چراغ وہ شب وصل آئے میسے گرمیں جب بنکر چراغ سبز خنداں میں جیسے لالہ احرار چراغ پھونکے برقع کو بنکر چہرہ انور چراغ لے دل سوزاں جلیگا تاب کے بنکر چراغ اس ہوائے تیز میں جلتا ہے کیوں بنکر چراغ</p>	<p>زلف ہر ماریہ اور وہ سرخ انور چراغ صبح بجاتا ہی ہمیشہ شام سے جگر چراغ غیر پروانوں کی صورت یا رگو گھیری ہے چاندنی سی کھل گئی سائے رودیا پر سبز خط میں ہر عارض اس طرح جلوہ نما پھیل جائے روشنی حسن ساری نرم میں صبح پیری سر پائی اب تو ظالم یا ز آ سردہری کھکے تختے ہو کہ دل ٹھنڈا ہوا</p>
	<p>کوئی روشندل نہیں تھا جو پروین لچر لول ڈھونڈتے پھرتے ہیں کسکوہر دم لیکر چراغ</p>
<p>ہے چمٹے آسمان پر ستمگارا کا دماغ پر چلیگا ہی کس لئے اغیار کا دماغ</p>	<p>دریافت کیجئے نہ مرے یار کا دماغ مانا کہ آسمان پر ہے دلدار کا دماغ</p>

شب کچے مے مکاں میں جو سویا وہ ماہر آواز عند لب بھی خاطر یہ بار ہے عشق تباں نے سائے زمانہ سے کھودیا افسوس بے گل سے بھی لگتی ہی سخت چوٹ	ہفت آسمان پیرو دیوار کا دماغ نازک سواہی پھول سے سرکار کا دماغ رقار کا دماغ نہ گفتار کا دماغ از حد ضعیف ہے دل بیمار کا دماغ
ناچار تھک کے صبر و تحمل سے کام لوں پرویں نہیں ہے اب مجھے تکرار کا دماغ	
<b>ف</b>	
اکبار دیکھ لے جو رخ یار کی طرف کل تک نگاہ کبک تھی کسار کی طرف ہو کون مجھ سے بیکس ولا چار کی طرف ساری خدائی اُس کی حمایت پہ متفق بختے گئے گناہ تو محشر میں بے گناہ نکلے ہیں گھر سے دیکھنے کو لوگ ماہ عبد گرا سکی زلف زاہد ضد سالہ دیکھ لے سب کی نگاہ حشر میں اعمال نیک پر	بھولے سے بھی نہ دیکھے وہ گزار کی طرف اب دیکھتا ہے وہ تھے رخسار کی طرف ساری خدائی ہوتی ہزار کی طرف کوئی نہیں مرے دل بیمار کی طرف حسرت سے دیکھتے ہیں گنگار کی طرف اور دیکھتے ہیں ابروئے خدا کی طرف قتیج ترک کر کے ہوزنار کی طرف اور میری آنکھ احمد خٹار کی طرف
یرویں مجھے شکست ملی دست حسن سے دل سار فاق ہو گیا دلدار کی طرف	
اُسکو صرصر کی خبر ہے نہ صبا سے وقف واسطے آنکھوں میں نے تو فرماتے ہیں	جو نہیں آج زمانہ کی ہوا سے واقف ہم نہ ایمان سے واقف نہ خدا سے واقف

ہمتو بالکل نہیں تاثیر دعا سے واقف  
یا الہی تودہ ہرود فاسے واقف  
ہو کے دیوانے بت ہو شراب سے واقف  
ابھی صرصر سے نہ آگہ نہ صبا سے واقف  
کسنی میں بھی ہو تم کرو دعا سے واقف  
میں نے دانستہ کیا جو روح فاسے واقف  
ہوتے عاشق نہ اگر ہرود فاسے واقف  
آج بندے بھی نہیں اپنے خدا سے واقف

عمر گزری ہیں اُس بت کی تمنا کرتے  
مجھ سے نفرت اُسے اغیار سے رغبت کیا خوب  
میں ہوں یا قدس جو سب عشق میں ہو جاتے ہیں  
کسنی کا یہ تصدیق ہے کہ گلزار جمال  
اے تو پہننے بڑا عشق میں دھوکا کھایا  
جب یہ دیکھا کہ بڑا رابطہ عدسے اُن کا  
کرتے پھرتے یہ حسین جی روح فاسے توبہ  
کل تو نوکر بھی تھے آقاؤں سے اپنے آگاہ

ہائے پرویں نہیں دنیا میں کیس حق کا لٹا  
کوئی بندوں سے نہ آگہ نہ خدا سے واقف

## ق

کیا بتائیں پڑ گئی ہے پاؤں میں زنجیر عشق  
تو سراپا حسن کا نقشہ ہے میں تصویر عشق  
لے گئے کیا ساتھ ہی قبر و نہیں تم تاثیر عشق  
یہ قصور حسن ہے یا اصل میں تاثیر عشق  
واہے اظہار الفت واہے تاثیر عشق  
کیوں نشانہ پر نہ جائیگا ہمارا تیر عشق  
ہر کسی کا کام ہے جو لکھ سکے تفسیر عشق

دل میں تیر عشق ہے اور فرق پر تیر عشق  
دیکھنے والے یہ کہتے ہیں کتاب دہر میں  
کو کہن اور قدس مجائیں قیام میں اُن کے کھوں  
واہے انصاف اتنا بھی وہاں بوجھا گیا  
بات کرنے سے بھی نفرت ہو گئی دلدار کو  
کیا سبب کیا وجہ کیوں اگر نکلیجئے شرکا  
پہلے اپنا سر قلم کرو لے پھر تیار ہو

<p>دولت دیدار حسب مدعا حاصل ہوئی حسن چاہناں کی کشش دنیا میں باقی رہی تو بھی گل کے آئینہ پر کھینچ دے تصویر حسن</p>	<p>مل گئی جس شخص کو تقدیر سے اکسیر عشق بد نصیبی سے ہماری اڑ گئی تاثیر عشق میں بھی بلبل کو سناؤں باغ میں تقریر عشق</p>
<p>کیا شکایت اکی پروں یہ تو ہوتی آئی ہے پہلے الفت کی تھی عزت اور نہ اب تو غیر عشق</p>	
<p>مریض عشق و محبت ہے مبتلائے فراق مری نظر میں تو یہ ہے فقط سرے فراق کمال عشق ہی شاید جو قبر جنوں سے میں مبتلائے پیغم توں اور علاج یہ ہے کشیدگی کی شکایت پہ مسکر کے کہا کبھی نہ جائیگا عاشق سے دیکھ بھال کا روگ ہوا تھا ملتے ہی جھکودانی کا کھٹکا میں بھول کی طرح مرجھا کے رہ گیا افسوس</p>	<p>سولے شربت وصل اور کیا دے فراق فراق کو کبھی کرے کوئی مبتلائے فراق برابر آتی ہے آواز ہائے ہائے فراق بجھائے اب صال لگ اگر لگاے فراق کہ جرم عشق میں دی ہے تجھے سرے فراق پلاؤ لاکھ اُسے بد مزہ دو اُسے فراق پڑی ہو وصل کے ہاتھوں سے پناے فراق کچھ اس طرح سے چلی اندون ہوائے فراق</p>
<p>خدا کے عشق میں خمی ہے کس قدر بروں نہ اشتیاق وصال اور نہ مبتلائے فراق</p>	
<p>جاتا رہا قلب سے ساری خدائی کا عشق کیسی مصیبت ہو یہ گل کو خموشی کا عشق پر لگی بکنے کی لت ورنہ یہاں تک نہ تھا اکرتا ہوں جو بار بار بوسہ رخ کا سوال</p>	<p>قابل تعریف ہی تیرے فدائی کا عشق بہل بیتاب کو ہرزہ سرائی کا عشق واعظ نا فہم کو ہرزہ سرائی کا عشق حسن کے صفتے سے ہے جھکودانی کا عشق</p>

تم کو خدا نے دیا ساری خدائی حسن عاشق و معشوق کی ٹائے بھی کس طرح	مجھ کو عطا کر دیا ساری خدائی کا عشق آنکھ کو کہ ورت کا شوق مجھ کو صفائی کا عشق
پوچھ لے پرویں سے یا قیس سے دریافت کر شہر میں مشہور ہے تیرے فدائی کا عشق	
<b>ک</b>	
کریں گے ظلم دنیا پر یہ بت اور آسمان کہنا خداوند انہیں کس دن شعور لگایگا دنیا کا پھر لگا اور کتنے دن خیالی پار گھوٹے پر عنانِ حکمرانی دیکھئے کس دن خدایک دے جائیگے کہناک شیخ صاحب کفر کے فتوے چلے جائیگی ایک ہی سرخ ہوتا کے زمانہ کی	رہیگا پیر یہ کہ تک رہے تم جو ان کہنا رہیگی بے پڑ ہی کہی ہماری لڑکیاں کہنا اڑیگا شعر گوئی میں آنجن کا دہواں کہنا رہیگی قسم تو یہ حکمران آسمان کہنا رہیگی اُنکے صندوقچہ میں دین کی کنجیاں کہنا نہ پورا ہوگا تیرا دوریلے آسمان کہنا
تھماے خوف سے پرویں نہ کھولی زبان کہنا تخل ختم ہوتے ہی بڑی بدنامیاں ہونگی	
زمانہ گرد ہو نام خدام ہو جواں جب تک زمین والے نہ راحت پائیں گے اے آسمان جب تک جہاں الو کی آنکھوں میں ہے کل اغراضِ مہیہ کرے کیوں آدمی بد فعلیاں دوتخ میں پڑنکو خدا کے روبروی مرتبہ سمجھا نہیں جاتا	اسی دم کہتے ہلبل ڈھب ہا ہی بوستاں جب تک اُڑ جاتے نہ دنیا سے ترانام و نشان جب تک اُبھرتی ہی نہیں انساں کی سا رخِ بیان جب تک کھلا ہو اسکی رحمت سے دریاغ جہاں جب تک نہ دیجائے سدا انساں کو لیکر امتحاں جب تک

<p>پسے جائینگے دانہ کی طرح دانا زمانہ کے ہزاروں ٹھوکر میں کھا کر بشر انسان بننا قیامت تک ہی گناہ منظر یہ جاں بلب تیرا</p>	<p>پھسے جائیگا سینہ پر زمیں کے آسمان جتیک سمجھ ہی میں نہیں آتا یہاں سودو زبان جتیک نہ جائیگا عدم کو تم نہ آؤ گے یہاں جتیک</p>
<p>جہاں جائیگا پروں ہر جگہ الزام کھائیگا نہ قابو میں رکھے گا آدمی اپنی زبان جتیک</p>	
<p>جس طرح دو جہاں میں خدا کا نہیں شریک میں بھی ترافدائی ہوں جہی بھی رحم کھا وہ کر گئے ہیں وعدہ موت آئینگی جہے اُسکے ستم ہی کم ہیں جو اوروں کا نام لوں روز جزا امید ہے سب کو سزا ملے لے بد تیرا دعویٰ کیا تھی سب غلط پسچ لوچھے تو جان جہاں میرے قتل میں واعظ تو باغ حسن کی اک بار سیر کر کیا وجہ تیرے ظلم و ستم میں مزا نہیں بھیجا پیامِ علیہ تو انداز سے کہا</p>	<p>تیرا جہاں میں نہیں کوئی حسین شریک جہم کو بھی کہے بزم میں لے نا نہیں شریک جہنم کے اس گمان میں کچھ یقین شریک ہے آسمان شریک اس میں نہیں شریک اقدام قتل میں ہیں مے سب جس شریک جہاں صفات میں ہے ترے وہ جس شریک ترے بھی نظر کے ساتھ ہی چین جس شریک مکمل ہی دلکشی میں ہو خلد بریں شریک لے دو حیرت آج وہ شاید نہیں شریک عرصہ ہوا کہ ہم نہیں ہوتے کہیں شریک</p>
<p>پروں غلط ہے ان کو سمجھنا جدا جدا ہیں حسم و جاں کی طرح سے دنیا و دیں شریک</p>	
<p>ستم کی حد بھی ہے آخر کہاں تک خدا کے واسطے اے عشق گیسو،</p>	<p>کہاں تک لے بیت کا فر کہاں تک ہوئے جائیگا میرے سر کہاں تک</p>

<p>قیامت ہو گیا کیا شکوہ غیر چھپاؤں عمر بھر کیونکر غم عشق سکوں تقدیر میں ہے یا نہیں ہے دل و جان دین و ایماں نے چکا ہوں کہاں تک آئے گلاب پر نہ شکوہ</p>	<p>ہوتے جاتے ہیں وہ تر بھر کہاں تک نہ سوز نہ ناں ظاہر کہاں تک فلک ہے دیکھئے دائر کہاں تک کئے جاؤں پھر اب خاطر کہاں تک رہونگا صابرو شا کر کہاں تک</p>
<p>غزل خود آپ کہہ دیتی ہے پرویں کوئی اس فن میں ہے ماہر کہاں تک</p>	
<h1>گ</h1>	
<p>خوابِ احت خوفنا کرے اُس فسانے بھاگ لگ گئی اکبار گرنے سے تو چھٹتا ہی حال جس نے تجھ کو دل دیا وہ اُسکا ہو کر شاد رہ اہل دنیا بائے ہیں بالوں کی تو نہ سن جال میں پڑنا نہو۔ دنیا کے نیک و بد سونج آبرو چاہیے تو حرصِ مال و زر سے دور رہ</p>	<p>ہم خیال جب نہ تو ایسے یار نہ سے بھاگ نے سے گریختا ہی تجھ کو پہلے میخانہ سے بھاگ ریج کا گھر ہے زمانہ اس غراخت سے بھاگ نہیں اڑاتا ہو جو افسانہ اُس فسانے بھاگ دام میں پھینسا نہ تو دوام کے دانے سے بھاگ موج دریا موت کا مسکن ہے اور دانے سے بھاگ</p>
<p>صحبتِ خواباں میں لاکھوں ڈہریں کہیں کس عذر عقل گم کر دینگے فوراً اس پریشانہ سے بھاگ</p>	
<p>لایا ہی آج بزم میں ریخ و ملاں رنگ یوسف بھی اُسکو دیکھ کے فوراً پکار اٹھے</p>	<p>اُس شعلہ رو کا طیش کے مارے تھا لال رنگ کیا بے نظیر چہرہ ہے کیا بے مثال رنگ</p>



چہرے اڑ گیا مے صبح وصال رنگ  
 اُس بزم میں جا ہے ہمارا کمال رنگ  
 ہر میسے خون سے دست خانی کال رنگ  
 جیسا ہی ایک سال نہ تھا پار سال رنگ  
 بدلے ہزار طرح کے گوہر زال رنگ  
 گر گٹ کی طرح بدلا کریں تو نہال رنگ  
 تم عاشقوں کا دیکھنا روزِ قات رنگ  
 یا قوت کا سپید ہے موتی کا لال رنگ  
 لائیکا ایک روز تمہارا کمال رنگ  
 چہرہ پہ بھریاں ہیں تو اپنے بال رنگ

چاروں طرف سحر کے پیدی جو کھل گئی  
 پھسکی ٹری ہی شکر خدا دشمنوں کی بات  
 ہے اُنکی مٹھیوں میں دل درو آشنا  
 لا با شہ باب اور ہی اس باغ میں بہار  
 دنیا کے داؤ میں کہیں آتے ہیں بچہ کا  
 بوٹا سے قد کی بات کچھ اور ہی دلا  
 میدان امتحان سے نہیں گئے نہ سر لے  
 دندان و لب کا عکس ہے آپس میں پڑھا  
 تم سے جو ان بچے ہی جھپٹے گا بدر بھی  
 لے شیخ ماہر وترے دم میں آئینے

یرویں جو بچہ کا رہو جا ہے جہاں پھر  
 یقین ہمیشہ اپنا ہی رکھے بحال رنگ

جس طرح کشت لالہ سے گلزار میں آگ  
 پانی سے کچھ سوائیں میسے نظر میں آگ  
 جب سرخی شفق نے لگا دی سحر میں آگ  
 اللہ کیا بھری ہوئی تھی اس خبر میں آگ  
 گویا بھری ہی پردہ دیوار و دریں آگ  
 دل سوختہ برشتہ بھری ہی جگر میں آگ  
 جس طرح بھرنے کوئی کف بیخبر میں آگ

ہے سوز غم سے سینہ و قلب جگر میں آگ  
 سوز دروں بھاتا ہوں طوفانِ شکست  
 پھیلی ہی کیا پیدی صبح شبے وصال  
 سنتے ہی ذکرِ غیر لہو کھولنے لگا  
 جلتا ہے جسم زاریہ سوزِ فراق سے  
 نکلے نہ وقت آہ دہواں منہ سے کس طرح  
 جامِ شراب رکھ دیا زاہد کے ہاتھ میں

<p>جس چاہیں جاؤں گریہ ہو جس چاہیں جاؤں سوز جس ہاں زور کی وجہ سے دوزخ نصیب ہے دیتے ہیں آپ کیوں لب شیریں سے کالیاں بجلی کی طرح جاتا ہے قاتل کا راہوار</p>	<p>یا بحر و بر میں آئیے یا بحر و بر میں آگ لگ جائے جلد غیب سے اُٹال و زبر میں آگ ہم نے کہی سنی بھی نہیں تھی تنگ میں آگ چلتی سیلے پائوں سے گویا سفر میں آگ</p>
<p>پرویں تمام خلق سے جلتا ہے آدمی ترجہ دیکھئے تو رشک ہے قلب بشر میں آگ</p>	
<p>اس طرح پوشیدہ ہی میسے دل مضطرب میں آگ جس طرح چھوٹا ہو چھوٹا ہو نیک سے سارا جہاں ایسا دامن بجا کر چل اگر چاہے بھلا ہو گیا فی النار دشمن ایک ہی وہا نہیں مرغ نامہ بکے جس بازو میں تھا نامہ بندھا کان میں بند ہے اور بندہ پہ پہر خلیع کی کروٹیں جلنے لگیں کس واسطے اے سوز غم چار چھینے شربت دیدار کے دیں بھر میں</p>	<p>جس طرح مندی میں سرخی جس طرح تھر میں آگ شعہ حسن تھاں بن جائے بحر و بر میں آگ چار سو بھڑکی ہوئی ہے لالہ احمد میں آگ آئیے تیرے دم خنجر میں یا خنجر میں آگ بجلیوں نے گر کے بھڑکا دی مٹی شہر میں آگ لو کی پر تو سے نہ لگ جائے کہیں گھر میں آگ کیا بھری ہو روئی کے بندے مے بستر میں آگ آپ چاہیں تو ابھی بچھ جائے اکدم بھر میں آگ</p>
<p>شرطیہ دعا ہے پرویں ہر وہم ہیں کیا بلا آہ سوزاں سے لگا دوں گندہ خضر میں آگ</p>	
<p>یہاں کھوٹے اور کھڑکی ہر قیمت لگ لگ نچھوے بھی ہر قیمت بھی اُن کی رسم و را دن کو چھل ہو تو راتوں کو ہاتھاب</p>	<p>یہ جانتے ہیں اہل بصیرت لگ لگ دونوں سے ہے حجت و الفت لگ لگ چھائی ہوئی ہے دونوں حیرت لگ لگ</p>

مرت ہوئی کہ رہتے ہیں حضرت الگ الگ  
 راحت الگ الگ ہے مصیبت الگ الگ  
 ہر شخص پر پڑی ہے مصیبت الگ الگ  
 جاتی ہی ہم سے بچ کے مرے الگ الگ  
 روئنے لگے جو رنج و مصیبت الگ الگ  
 ہر شخص کے ہیں رنج و مصیبت الگ الگ  
 انہیں مگر ہر اک کی ہے لذت الگ الگ  
 بخشے گئے ہیں دنوں کو نعلت الگ الگ  
 ہر شخص کو ہے حکم شریعت الگ الگ

عرصہ ہوا کہ حضرت واعظ نہیں ملے  
 اک شخص ماننا ہے اُسے اور اک نہیں  
 دل اپنی فکر میں ہو جگر اپنی فکر میں  
 سمجھیں ہم اسکو گردش نقد رتو بجایا  
 جب میں ہوں لگا دل میں نہ پائینگے یہ جگہ  
 اکجا بلائے فقر ہے اکجا بلائے زر  
 شیریں ہیں لب بھی شہد بھی آواز خوب بھی  
 نیکی کا نیک شخص کو بد کو برائی کا  
 واعظ تو ہوشیار میں دیوانہ یاد رکھو

یہ دغدغہ ہے کہیں سا کان راہ  
 نجلو کہیں نہ روز قیامت الگ الگ

ل

گو یا ہیں ایک شاخ میں سارے جموں کے پھول  
 بہتر ریاضِ خلدے ہیں اس جہن کے پھول  
 لاریب لا کلام ہیں باغِ دہن کے پھول  
 محفل میں سر سے پاؤں تک آیا ہونے پھول  
 ملک میں کئے ہیں باغِ عدن کے پھول  
 تہ نثار ہوئے ہیں چرخِ کمن کے پھول

زیوریں اتنے صرف ہوئے یا سمن کے پھول  
 گلکشتِ باغِ حسن سے سیری ہو کس طرح  
 جو پھول اُنکے منہ سے جھڑے وقت گفتگو  
 آراستہ ہے زیور گل سے وہ گلبدن  
 یا قوت لب ہیں دانت گر لائے آیدار  
 راتوں کو فٹتے نہیں تاسے خدا گواہ

<p>ناقدیوں پر بھی ہے بہت قدر شکریہ شاعر نہیں۔ ہمارے لیکن کلام میں خورشید و ماہ کی ہیں نگاہیں لڑی ہوئیں میں مر گیا تو رو کے عناد دل نے یوں کہا اُجڑے ہوئے دلوں میں گئی راحت و نگاہ دہان</p>	<p>ایک گراں بہا ہیں ریاض سخن کے پھول محفوظ ہیں خزاں سے ریاض سخن کے پھول پونچھیں گی تری بالیوں میں دلوں کے پھول پرسوں ہیں ایک کشتہ رخ و محن کے پھول ویرانہ میں سمجھو کہ رکھے ہیں بن کے پھول</p>
<p>بدلی ہوئی ہے چرخ کی رفتار آجکل علم و ہنر ہے ملک کو درکار آج کل ہے اور ہی طریقہ بازار آج کل غفلت کا دور ملک سے شاید گزر گیا گلوں نہ ترقی تہذیب و علم سے، کیوں جانتے ہیں صنعت و حرفت کو باغِ خلد روشن ہے اپنی بے ہنری آفتاب سے گہری ہوئی ہے میکدہ دہر کی ہوا کیا کام ان سفید چڑیلوں کا ہند میں ہر چیز کی گرانی نے ویران کر دیا اس باغ میں ہے بادِ خزانِ بادِ قحط بھلے ہیں اپنے فرض کو یہ خواجگانِ ہند</p>	<p>اُس را کہ عقل بیش غم روزگارِ پیش پرویں کہی جہا نہیں ہشیارِ بچ کے پھول</p>
<p>ہو بند راست گوئی کا بازار آج کل ہم خود بھلے برے کے ہیں مختار آجکل جنس نفیس کے ہیں خریدار آجکل مخلوق ہوتی جاتی ہے بیدار آجکل شکر خدا کہ سرخ ہیں رخسار آجکل غیروں کی ہم نگاہ میں ہیں خار آجکل سے صبح کے قریب شب تار آجکل ہو جائیں شیخ جی بھی نہ میخوار آجکل کیوں ایسی شادیوں کی ہو بھار آجکل صرف خزاں ہے ہند کا گلزار آجکل ہر گل کے دل میں ہی خلاں خار آجکل حق دینے میں بھی کرتے ہیں انکار آجکل</p>	<p>ہم بند راست گوئی کا بازار آج کل ہم خود بھلے برے کے ہیں مختار آجکل جنس نفیس کے ہیں خریدار آجکل مخلوق ہوتی جاتی ہے بیدار آجکل شکر خدا کہ سرخ ہیں رخسار آجکل غیروں کی ہم نگاہ میں ہیں خار آجکل سے صبح کے قریب شب تار آجکل ہو جائیں شیخ جی بھی نہ میخوار آجکل کیوں ایسی شادیوں کی ہو بھار آجکل صرف خزاں ہے ہند کا گلزار آجکل ہر گل کے دل میں ہی خلاں خار آجکل حق دینے میں بھی کرتے ہیں انکار آجکل</p>

شکر خدا کہ ظلم سے معذور ہے فلک  
 یارب ہمارے دل کو تو اپنی پناہ سے  
 مخصوص ہو چکی ہیں ارادی غلامی  
 ایک ایک کئے جتنے ہنرتھے وہ چھین گئے  
 اک جرم اور فرد جرائم میں بڑھ گیا  
 جینے کی فکر کیجئے اور پیٹ کا خیال  
 پابندیاں بھی چاہئیں انساں کو ضرور  
 ملتا نہیں کیس دہن یا رہے اناج  
 ہے تنگ دستیوں کے سبب ضعف اس قدر  
 لاکھوں محال عقلی وعادی سہی مگر  
 کیا کیجے ترنوالوں کا موسم نہیں ہا  
 فاقوں ہے یہ حال اگر تول کرٹھائیں  
 گل کر دیا چراغ معیشت تولے ہوا  
 چاروں طرف بلند ہی فریاد ہائے ملے  
 دولت جب آئیگی کہ وہی چیز ہم بنائیں  
 بہتر ہے کارخانوں سے ہو ملک کا بھلا  
 صنعت کا نام گنج ہے حرفت کا نام زر

برطانیہ ہے خلق کی غم خوار آجکل  
 دلدار ہو گئے ہیں دل آزار آجکل  
 ہے اک انارسیکڑوں بیمار آجکل  
 ہم زندگی سے کیوں نہیں بیزار آجکل  
 یعنی نہ درد دل کا ہو اظہار آجکل  
 موقوف کیجے عشق کا آزار آجکل  
 آزادیوں کی کیوں ہی یہ بھرمار آجکل  
 فاقوں سے جسم سے کمر یا ر آجکل  
 سب کی ہیں انگلیں نرگس بیمار آجکل  
 کسب معاش سب سے ہے دشوار آجکل  
 چپکے ہوئے ہیں یار کے رخسار آجکل  
 آدھے ٹکٹ میں جائے تن زار آجکل  
 معرکہ بھی نہ گھس گئے کیوں خار آجکل  
 ماتم کدہ ہے قہقہہ دیوار آجکل  
 جو چیز چاہتے ہوں خریدار آجکل  
 انگلیں گڑے خزانوں کو زور آجکل  
 علم شکم ہے ملک کو درکار آجکل

پرویں کی یہ دعا ہے رہی امن ملک میں  
 رب غفور توی ہے غم خوار آج کل

لیتے ہی کچھ نہیں یہ سگر سولے دل  
 میری زباں سے کچھ تو سنو ماجرے دل  
 جو کچھ ہے میرے پاس وہ لینا سولے دل  
 اگر عقل سے خدائے توں سے لگے دل  
 اسیر نہ جائے جان کہ اُس پر نہ آئے دل  
 جانیکو دل مصر ہے تو سوا جائے دل  
 چہرہ پہ چھا گئی ہے سب کھانے دل  
 سینہ میں صور ہو جو ہمارے بجائے دل  
 قبضہ میں آئے یار نہ قابو میں آئے دل  
 اک دن ہمارے کان سے سننے صدائے دل  
 نعمتہ سر ہے بلبل دستاں سرے دل  
 بازار کائنات سے ہم مول لائے دل  
 سینہ میں چلتی رہتی ہو روز آئیے دل

ان دلبروں کے ہاتھ سے خالق بجائے دل  
 کب تک کیا کروں میں کھولے لائے دل  
 لے دلرباؤ تھکو دل آزاری کی قسم  
 مٹی ہوئی خراب بہت دن تو یہ کھلا  
 غمزہ وہ سحر ساز داوہ طلسم کار  
 مہر جائینگے یہ بزمِ عدو میں نہ جائینگے  
 دل میں بھری ہیں اُسکے جہان کی کہو میں  
 محشر تو کوئے یار میں جا کر بپا کریں  
 دونوں طرح سے موت ہے یار میں کیا کریں  
 آہ و بکا سے شور قیامت ہے یا نہیں  
 باغ وصال یار میں پہونچا تو کس طرح  
 غمی ہم کو ایک عمر سے دیوانہ کی تلاش  
 خوشیوں کو پیسے ڈالتی ہے تیرے بھر میں

پرویں توں سے دوستی منظور تھی تو کیوں  
 سینہ میں سنگ یار نہ رکھایا دل

کہے کس طرح سے راز نماں دل  
 سنائے کس کو اپنی داستاں دل  
 وہیں ہم بھی تھے سرگرداں جہاں دل  
 کہے کیا عمر بھر کی داستاں دل

زباں سے سبے خبر اور بے زباں دل  
 نہیں دنیا کو دل داری کی عادت  
 نہ پوچھو بے ٹھکانوں کا ٹھکانا  
 کئی ہے زندگی سب رنج کھاتے

<p>ہمارا بھی کبھی ہمت فوجاں دل اٹھائے جائیگا جوربتاں دل اٹھائے بار کیا کیا نا تو اں دل گئے ہوش و خرد آیا جہاں دل</p>	<p>ہیں بھی تھی کبھی ملنے کی لذت نہ باز آؤنگا میں الفت سے جب تک غم الفت غم دنیا غم دیں سمجھ میں خاک آئے عقل کی بات</p>
<p>انہیں رحم آئے تو کیا آئے پرویں وہ لا پرواہ ہے میرے زباں دل</p>	
<p>اچھا دیا مجھے میرے پروردگار دل وہ بیچ میں ہے چار طرف بیشمار دل اور گئیوں جی آگیا ہو جو بے اختیار دل بعد فنا بنے گا چسراغ فرار دل بھیجا ہے اُس نے لکھ کے تجھ غبار دل ملنے تھے ہائے چاہنے والو کو چار دل</p>	<p>جس پر نثار میں ہوں اُسی پر نثار دل روشن ہے شمع حسن تو پروانہ سیکڑوں میں مانتا ہوں جرم کبیرہ ہے دل لگی سوز فراق یا ربھی ضائع نہ جائے گا اب تک مری طرف سے کہ ورت نہیں گئی طالب ہیں چشم دابر و رخسار و زلف یا</p>
<p>پرویں خیال دولت و شہت چاک ڈال مرنے کا گریہ یقین ہے تو کم بخت دل</p>	
<p>م</p>	
<p>مارے گئے ہیں مکرو فریب و غاسے ہم کرتے ہیں آج عرض بڑی التجا سے ہم کتے ہی مبتلائے بلا ہوں بلا سے ہم</p>	<p>فریاد روزِ حشر کریں گے خدا سے ہم تنگ آگئے ہیں آپ کے جور و جفا سے ہم باز آئیں گے نہ الفت زلف رسے ہم</p>

<p>یا ہاتھ اٹھائیں شیوہ ہر و وفا سے ہم          مانگیں تجھی کو مانگیں اگر کبریا سے ہم          لے لیں گے چاروں سے کسیدن دغا سے ہم          ہاں ساقیا ہیں روز ازل کے پیاسے ہم          اب کوئی التجا نہ کریں گے خدا سے ہم          لائے تھے آج انکو بڑی التجا سے ہم          تیرے کے سے تو نہ ڈریں گے خدا سے ہم</p>	<p>یا بازائیں پیشہ جو رجھا سے آپ          ہرگز کریں داور محشر سے کچھ سوال          رخسار و زلف و بینی و چشم سیاہ کے          ہونگے شراب و صل سے عاشق گہنی سیر          جب کی گئی دعا تو ہوا فوت دعا          افسوس ذکر غیر پر اٹھ کر چلے گئے          میں نے جو ذکر محشر کیا اُسے یوں کہا</p>
--	---

جائیں گے روز محشر گلستانِ خلدیں  
 پر ویں طفیل حضرت خیر الورا سے ہم

<p>الضاف سے جو پوہو تو انسان نہیں ہو تم          حسن و جمال بھی ہیں فدا وہ حسین ہو تم          ٹوٹے ہو مکا نہیں ستم ہے مکین ہو تم          میسے لئے نہیں ہو اگر چہ کیس ہو تم          ناز و ادا انکو ٹھی ہیں ان کا نہیں ہو تم          سب متفق ہیں دشمن ایمان دیں ہو تم          لاریب با جمال ہو بیشک حسین ہو تم          دیکھو تو غور سے نہ کیس انگیں ہو تم          ہو بھی اگر جہان میں تو بھی نہیں ہو تم          قائل ہے خود جمال کہ حسن آفریں ہو تم</p>	<p>خو رو پری سے شکل میں بہتر کیس ہو تم          خورشید و دھرم رخ و نہرہ جبین ہو تم          میرے دل شکستہ کے لائق نہیں ہو تم          بہتے ہو میرے سامنے دن رات لے تو          ہر و وفا جو تاج ہیں اُنکا گہروں میں          افسوس ہے جہاں کا عقیدہ بگڑ گیا          وہ چاہتے ہیں کوئی کے جائے رات دن          کیا بات مکھیوں کی طرح گرتا ہے جہاں          پیاسے خیال غیر میں کچھ گم ہو اس طرح          ہر ناز میں دلہے اداؤں میں مانگیں</p>
---	---



مشتوق مانتے ہیں نہیں بادشاہ جن	دربار دار اور ہیں منہ نشیں ہو تم
واللہ اس زمیں کو فلک سے ملا دیا	اور اس میں کیا مبالغہ پرویں نہیں ہو تم
<p>وصل میں سیر اب تھے کوثر سے ہم دور ہیں جیسے بیتِ کاف سے ہم کہتی ہے میتِ محبوب الوداع خنجرِ مرگاں سے کھولی جائے فصد تین ابرو سے کرو حُج کو حلال غیر یوں ہم کو کئے اور ہم نہیں ہو گیا سودے زلفِ مشکبو اُس جفا جو نے بلا یا ہے ہمیں اب جنازہ ہی اُٹھے گا دکھنا سنگِ در پر بھی نہ سجدہ کریں</p>	<p>ہجر میں محروم ہیں ساغر سے ہم بھوڑتے ہیں سر کو ہر تہر سے ہم جانے ہیں صحرا کو اپنے گھر سے ہم انس رتھتے ہیں اسی نشتر سے ہم خوج ہوتے ہیں تمہیں خنجر سے ہم چپ ہیں کیا جانے یہ کسکے ڈرتے ہم یہ بلا ٹائیں کہاں اب سر سے ہم اٹھ نہیں سکتے ہیں جب بستر سے ہم یوں نہ اٹھیں گے تمہارے دے ہم باز آئے ایسے دردِ سر سے ہم</p>
ہو گیا بے قدر جا جا کے وہاں	تنگ ہیں پروں دل مضطر سے ہم
<p>کر دیا صدمہ فرقت نے مرا کام تمام کھو دیا جس کے لئے راحت و آرام تمام ہیں مے ساتھ ہی غرقِ غم و آلام تمام میری فریاد کا محشر میں یہ انجام ہوا</p>	<p>آپ ہی ہو گئے رنج و غم و آلام تمام حیف اُس نے کیا آخر کو مرا کام تمام میں جیج روتا ہوں تیرے ہیں دو بام تمام کدیا اُس نے کہ تجھ سے ہیں الزام تمام</p>

<p>میں جو پہونچا تو کمانار واداسے ہنسکر          ہر باں مجھے تم آجاؤ تو ہو خاطر جمع          ہائے کسوفت قرار آئیگا میرے دل کو          ڈھل گئی عمر تو خسار پہ زردی چھائی          شوق دیدار کے ہیں چار طرف جاں بچے          میرے بدخواہوں نے وہاں تک گزیرنے دی          اپنے اوصاف سے کھلائے شریف و در ذیل</p>	<p>آپ جیب آئے ہیں کب بٹ چکا انعام تمام          کیا کہوں ہجر میں ابتر ہیں مے کام تمام          ہو گئی کس روز قولے گردش ایام تمام          اڑ گئی جام سے گویا مے گلغام تمام          دیکھ کر چل کہ تری ادھیں ہیں ام تمام          ہائے بیکار گئے نامہ و پیغام تمام          در نہ اک باپ کی اولاد ہیں اقوام تمام</p>
--	---

آج تک سب کو ملا دوسلے گا پڑویں  
 نہ ہوا اور نہ ہوا اللہ کا انعام تمام

<p>کاہش سے میری خوش ہر جفا اور خفا سے تم          کچھ روک ٹوک پر ہومر بجاں خفا سے تم          آئی قیامت آئے گئے حشر ہو گیا          تم ہی کو جانتا ہوں نہیں دد دل خیز          روکے گی ناز کی ستم بھیاپ سے          اب جان بوجھ کر تو نہ آئے گا دل کھی          دیکھیں تو کون کون کہے اسکے جان نثار          کے دن نہیگی اور نمائش کی دوستی          غنیمت کھلا کے تیرے سے کیا ہو اس کا منہ          چندراؤ لاکھ میں کہیں آتا ہوں اویں</p>	<p>میں طالب وفا ہوں خفا ہو قاسم سے تم          اچھا پڑو بلا میں ہماری بلا سے تم          طرز خرام سیکھے ہو کس فتنہ زلے سے تم          تم ہی سے لوگ مانگ نورلف دقت سے تم          ہار گئے ایک دن دل درد آشناسے تم          اسکی بدی نہیں ہو کہ لیل و دغا سے تم          مانگو تو پھر ذرا اسی ناز واداسے تم          کے روز دو گے اور مجھے دم دلا سے تم          کچھ آگے چل نکلے ہو یا دھبہ سے تم          واقف نہیں ہو جیسے مے مدعل سے تم</p>
--	--

شکر خدا کہ سارا زمانہ ہے مہرباں  
 نیچی نگاہ بھی ہے قیامت کی دلربا  
 ہم چاہنے لگے تو یہ شہرت ہوئی نصیب  
 گردوں رفیقِ بخت موافقِ جاں فدا  
 گر کچھ نہیں لگاؤ تو رنے دوزارزار  
 کس نہ ہو کسنی میں نہ محشر بیا کرو  
 میں جاں بلب طیب مشوش و منحرف  
 مجھ سے بھی پیش آؤ اسی طرح لے تو

تہنا ہو میرے خون جگر کے پیاسے تم  
 شوخی کا کام لیتے ہو شرم و خجاستے تم  
 پھولے پھلے جانیں ہماری دلاستے تم  
 بنیفا ہو کسی کی دعا بدعا سے تم  
 کیوں چونچاں تک پڑتے ہو میری صداستے تم  
 ہر چار دن کی بات ابھی تھے ذراستے تم  
 ایدو ستودرغ نہ کرنا دعا سے تم  
 جس طرح پیش آتے ہو خلق خدا سے تم

یہ دوسری دوبارہ مطلع تازہ رقم کرو  
 کچھ اور خوشہ چینی کرو جا بجا سے تم

ہرگز نہ باز آؤ گے جو روح جفا سے تم  
 لو کام فوج غمخ و ناز و اداسے تم  
 جنت کہاں یہ کوچہ کہاں میں نے کہا  
 برہم ہوئی جو زلف و تاخیر ہو گئی  
 محشر میں دیکھئے مری کبتک سائی ہو  
 زلفیں ہٹانے دیکھنا نہ رخسے شب و صا  
 اغیار بھی صال سے مایوس ہو گئے  
 دل ہی میں گھر نہیں ہے تو ملنا فضول ہے  
 بیمار غم کے مرنے سے خوش ہو قریب بھی

کیا چیز ہے بشر نہ ڈروئے خدا سے تم  
 سو قافلے ہوں دل گے تو لو ڈوغا سے تم  
 شرمندہ کرتے ہو مجھے اس اقرار سے تم  
 گلشن میں کیوں اُجھتے ہو باد صبا سے تم  
 ڈرتا ہوں پہلے بڑے کہ نہ چڑو خدا سے تم  
 روئے سحر کو ڈھانک لو زلف و تاسے تم  
 بیٹھے رہو خدا کرے یونہی خفا سے تم  
 بیٹھو کہیں ہو کہیں میری بلا سے تم  
 صحت بجالا ہے جو خفا تھے شفا سے تم

<p>اللہ سے ناز کی صنم گلزار کی کیا اس طرف سے ہو کے نکلا بھی جرم ہے یا رو قدم سنبھال کے رکھنا جہان میں فتنے اٹھائے چال نے فتنے بپا کئے جاتے ہو صبح و شام جو گلشن میں سیر کو کھل کھیا جس طرح ہو رقیبوں کی آرزو دم دیکے لگیانہ تھیں غیر بزم میں</p>	<p>رک رک گئے پھلتے ہیں بار قبا سے تم چلتوں کو پچاس لیتے ہو زلف و تاس تم غافل ہونا روز سزا و جزا سے تم مشاق دلیری میں ہوئے ابتدا سے تم اٹکھیلیاں اڑاؤ گے باد صبا سے تم بندوں سے کیا ڈسے جو ڈو گے غدا سے تم اپنی جگہ جمے ہے میری دعا سے تم</p>
--	--

رکھتی ہو تم سے گردش گردوں مخافت  
پرویں دعا فراق کی مانگو خدا سے تم

<p>خاک کر ڈالیں ابھی چاہیں تو مینا نہ کو ہم مجھ سے ہم آغوش ہو کر یوں کہا اور سچ کہا ترج میں گئے ہیں صد افسوس جیتے جی آئے بے نتیجہ ان پہ مرنا یاد آتا ہے ہمیں کو کہن اور قیس کی قبروں سے آتی ہو صدا ایک پتہ بھی نہیں ہلتا بحر حکم خدا ایک دن یہ کہ ہیں اک شمع و پر خود نشا ابروں نے سچ کہا اسکے اشارہ کی ہو دیر</p>	<p>ایک ساغر کو بھر دو تم ایک پیمانہ کو ہم ہو شیار اس طرح کرتے ہیں دیوانہ کو ہم وہ ہیں آنیکو تو اب تیار ہیں جانی کو ہم شمع پر حبس دیکھتے ہیں متے پروانہ کو ہم کیا نسل کر گئے الفت کے افسانہ کو ہم کس طرح آباد کر لیں اپنے ویرانہ کو ہم ایک دن وہ تھا براکتے تھے پروانہ کو ہم دیکھتے بالکل نہیں پھر اپنے بیگانہ کو ہم</p>
--	---

جان جائے یا رہو اسکو سنائیے ضرور  
قیس کے پردہ میں پرویں اپنے افسانہ کو ہم

ن

ہزاروں کا ہشیاں لاکھوں تر دو لیں رہتے ہیں  
 دل ارا نوں کا گھروں پہننے دو گر دلیں رہتے ہیں  
 صنم آنکھوں میں سچ و درد و حیران لیں رہتے ہیں  
 محبت میں بجز ہاں ہاں کے کچھ بن نہیں پڑتی  
 تمہیں کہتے ہوئے یاں بھی حریجان ہم آتا ہی  
 تصور دونوں خسار و نکاح دل سے نہیں لگتا  
 خدا ہی جانتا ہے صدمہ و فراق کی تکلیفیں  
 ستم ہی قتل کی حسرت بھی پوری ہو نہیں سکتی  
 ہمارے ہر طرف اتر دھام حسرت اراں  
 حرم ہو دیر ہوا تشکدہ ہو یا کلیسا ہو

ہزاروں کا ہشیاں لاکھوں تر دو لیں رہتے ہیں  
 دل ارا نوں کا گھروں پہننے دو گر دلیں رہتے ہیں  
 صنم آنکھوں میں سچ و درد و حیران لیں رہتے ہیں  
 محبت میں بجز ہاں ہاں کے کچھ بن نہیں پڑتی  
 تمہیں کہتے ہوئے یاں بھی حریجان ہم آتا ہی  
 تصور دونوں خسار و نکاح دل سے نہیں لگتا  
 خدا ہی جانتا ہے صدمہ و فراق کی تکلیفیں  
 ستم ہی قتل کی حسرت بھی پوری ہو نہیں سکتی  
 ہمارے ہر طرف اتر دھام حسرت اراں  
 حرم ہو دیر ہوا تشکدہ ہو یا کلیسا ہو

غم و فراق کی جس فطری ہی مروین جان نہیں سکتی  
 یہ جذبے تو نبی آدم کے آپ دھل میں رہتے ہیں

نہیں تڑپتی نگاہیں بچہ مرگاں میں بھالے ہیں  
 ادا کی باتیں ہیں نائیکے جنگی رسالے ہیں  
 کہ لالہ کے گلے میں موتیوں کے ہار ڈالے ہیں  
 خستہ کمد واپنی حسرت کیوں پاؤں نکالے ہیں  
 فرنگی کے گانے میں رنگیوں نے ہاتھ ڈالے ہیں  
 کھڑے ہیں بہر استقبال ہاتھوں میں بایں ہیں

ہوئی ہیں چائے نگہیں ان سے ایسے کے لالے ہیں  
 الہی جان و دل کی خیر مودہ آنیوالے ہیں  
 بھبھے ہیں سرخ آنسو میری آنکھوں میں کہتے ہیں  
 ہمارا حق ہمارے خون کا حق اس کی پاؤسی  
 ٹپے ہیں چہرہ گنارگوں پر گیسوئے مشکیں  
 جن میں لالہ و گل پر تو عارض کے ہیں سائل

کما امید نے لے تھخص ہم اسکو سنبھالے ہیں  
یہ بت بلو کے ہیں فوکے سانچہ میں ڈالے ہیں  
تمہارے عارض و گیسویہ گوئے ہیں کالے ہیں  
کر و گمری نظر ہم سب کے رہنے والے ہیں

خیال آیا کہ دنیا ظلم سے کیوں مٹ نہیں جاتی  
نظر میں گفتگو میں جسم میں کیسی صفائی ہے  
صباحت میں راحت ہو راحت میں صبحا جتے  
وہیں آئے تھے پھر چارو نہیں وہیں جانا

لگاں ہوتا ہو الکی گیسوئے مشکین پیروں  
دوبارہ خلد میں حولنے کالے ناگ پائے ہیں

جب مال پاس ہے تو خریدار سیکڑوں  
بچتے ہیں مائے مائے حسد سیکڑوں  
میں کیا کروں جمتے ہیں بیمار سیکڑوں  
میں ایک جان اور طلبگار سیکڑوں  
میں ایک اور ایسے ستمگار سیکڑوں  
اک دل ہی اور مسہیں گرفتار سیکڑوں  
وئے تو جنگلوں میں بھی خوشوار سیکڑوں  
مطلوب سیکڑوں ہیں طلبگار سیکڑوں  
ہم اعتقاد کا فرو دیندار سیکڑوں  
اک نا توں ہے اور ستمگار سیکڑوں  
گو یا کہ اک انار ہے بیمار سیکڑوں  
اک خادم اور مالک و ختمار سیکڑوں  
اور یوں تو باندہ بچتے ہیں تلوار سیکڑوں

قائم ہے شباب گرفتار سیکڑوں  
دل ایک اور تم سے دل آزار سیکڑوں  
وہ کہتے ہیں جہاں ہیں آزار سیکڑوں  
فرماتے ہیں بتائیے کس کس کا دل رکھوں  
چشم و لبہ رخ و خطا و بینی و زلف و خال  
فریاد و آہ و نالہ و ارمان و رنج و درد  
جذبات معتدل ہیں تو انسان آدمی  
گو مختلف طرح کا ہو پر سب کو عشق ہے  
معجز نہا ہے بتکہد عشق جس میں ہیں  
ہے گرد چشم یا رمرہ کا محاصرہ  
طالب ہیں میسے دل کے حینان و نگار  
کیونکر نہیں گی مجھ سے حسینوں کی بندگی  
جو تیرے ہاتھ میں ہے وہ ہو کاٹ ہی کچھ اور

گردوں رقیب زلزلہ محشر قضا و برق

تم ہی نہیں یہاں ہیں ستمگار سیکڑوں

ہیوقت موت کا بجے پرویں نہیں ہے غم  
غم ہے تو یہ کہ روئیں گے غم خوار سیکڑوں

میں اب وہاں جہاں کوئی غمگسار نہیں  
مگر بہت ہی برا ہے جو شر مسار نہیں  
دوبارہ پھر یہ شب آئے کچھ اعتبار نہیں  
تو پھر کسی کا زمانہ میں کوئی یار نہیں  
بچے گیا یہی کہہ کہہ کے میگسار نہیں  
تغیرات زمانہ کا اعتبار نہیں  
تمہاری بات کا واللہ اعتبار نہیں  
تمہیں تو اپنے بھی اوپر کچھ اعتبار نہیں  
دور روزہ عمر کا دنیا میں اعتبار نہیں  
مگر ابھی کوئی سوراخ آریا نہیں  
ترمی نظر کا مرے دل کا اعتبار نہیں  
اگر کسی کا مرے دل کو انتظار نہیں  
میں بچے نکل ہوں صبا کے لیے بھی بار نہیں  
بخیل ہو وہ عطا جسکی بے شمار نہیں  
کوئی رفیق نہیں کوئی غمگسار نہیں  
میں بیقرار ہوں اور یاد بیقرار نہیں

یہاں سے جاتے ہی کوئی کسی کا یار نہیں  
جہاں میں کونسا انسان گناہگار نہیں  
نہ کر خدا کے لئے فحش سے بار بار نہیں  
جب اپنی جان ہی کا ہلکوا اعتبار نہیں  
کہے گیا میں تکلف سے بار بار نہیں  
بہیشہ ایک طرح چرخ بے مدار نہیں  
تم آدمی ہو کہ پارہ کہیں دستار نہیں  
بنے ہو مفت میں محفل کے مالک و خمار  
بتوں کی دوستی کا آسماں کی گردشگار  
لگا ہے تیر نظر یہاں رقیب کے دل میں  
لیا ہی دل تو بہت احتیاط سے رکھنا  
بس فنا بھی مری کیوں تھلی رہی نکلیں  
محال ہو جو کسی قلب پر گراں گزروں  
دیئے ہیں مجھے جو دل کھول کر دیتے جاؤ  
تری نگاہ کے پھرتے ہی پھر گئی دنیا  
متانت اسکو سنبھالے ہے در نہ ناں

ذلیل کرتی ہے انسان کو بداطواری	وگرنہ کوئی جہاں میں ذلیل و خوار نہیں
کسی کا قول یہ بالکل درست ہی نہیں	کوئی کسی کا زمانہ میں غمگین نہیں
<p>نیک و بد کی جسے خبر ہی نہیں وہ ہیں کس حال میں خبر ہی نہیں ہاتھ خالی ہمال و زر ہی نہیں مے کی بابت خیال کرو اعظ شرم سے تیرے رٹے روشن کے جسکے باعث ہی زندگی بے لطف راہ ہر دل کو ہوتی ہی دل سے یا ر تو قتل عام کر ڈالے ضبط کی نسبت آپکا ہے خیال میرے سینہ کو چیر کر دیکھو آسمان لاکھ بار دشمن ہو کون کتا ہے مجھ کو سودائی ہم قیامت سے بھی ہوئے بے فکر پاؤں پھیلے مست ہوتے ہیں وہ تو مجھ کو جلانے جائیں گے بعد مردن ہے حشر کا کھٹکا</p>	<p>شر ہے کجخت وہ بشر ہی نہیں سرخی نیچا ہے اک نظر ہی نہیں کیا اڑیں جبکہ بال و پر ہی نہیں اسمیں نفع بھی ہیں ضرر ہی نہیں شمس بھی زرد ہے قمر ہی نہیں لطف یہ ہی اُسے خبر ہی نہیں میرے دل کی انہیں خبر ہی نہیں تیغ باند ہے کہاں کمر ہی نہیں میں ہوں عاشق مے جگر ہی نہیں دل بھی و تاس ہے چشم تری نہیں کیا ہو برباد میرے گھر ہی نہیں ایک مدت سے میرے سر ہی نہیں شب ہجران کی جب سحر ہی نہیں فقر کیونکہ مال و زر ہی نہیں بعد مردن بھی عمر بھر ہی نہیں میری جاں فکر سے مفر ہی نہیں</p>



مرغ بے وجہ چخنی جاتا ہے	یہ نہ بولے تو جا فور ہی نہیں
ظلم پر اب ہے آسماں نادم	سر بھی نیچا ہے اک نظر ہی نہیں
توبہ توبہ ہزار ہا شرطیں	کیا بتاؤں اگر مگر ہی نہیں
پھرتے ہو سیکڑوں ندیدوں میں	تم کو خوف نظر گزر ہی نہیں
آدنی آدنی ہے عزت سے	آب جس میں نہو گری نہیں

کلم ہے یہ زاد راہ لے پروں  
تم کو اندازہ سفر ہی نہیں

یہ کیا کہا مجھے تری پروا ذرا نہیں	کیا تو خدا ہے مثل ترا دوسرا نہیں
تیرا عدو کا چرخ کا کوئی گلہ نہیں	سب عشق کی خطا ہے تمہاری خطا نہیں
دنیا ہے چار روز کی دار البقا نہیں	صرف ایک پاک ذات ہی جو کفایت نہیں
واعظ تو اپنے عیب کیوں دیکھتا نہیں	سب ہیں گناہگار کوئی بے خطا نہیں
توین بیٹھتیجھے کسی کی روا نہیں	سب برے ہیں ہم کوئی ہمہ برا نہیں
لے نازنین تجھے مری پروا نہیں نو	کیا پردہ زمیں پہ کوئی مہ لقا نہیں
مرنے پہ مستعد ہو مگر یہ تو طے کر دو	تم فاتحہ کو قبر پر آؤ گے یا نہیں
میں یوں عدو ہو چرخ ہو واعظ ہو کوئی ہو	دنیا میں کون ہے جو ترا مبتلا نہیں
کیوں میٹے ہو ظلم سے نام و نشان مر	میں سخی وجود پہ لفظ وفا نہیں
کوئے تباہ میں ظلم و ستم کیوں ہر اس قدر	کو فہ نہیں یہ شام نہیں کر با نہیں
ظالم کا نام لیتے ہوئے کا پتا ہو نہیں	کسکی خطا بتاؤں کسی کی خطا نہیں
مر نیلے بعد بھی ہیں گڑنا ہے حسرتو	دل مستقل وطن سے تمہارا سرا نہیں

پرویں گناہگار رہے کس کی پناہ  
یا رب ترے کرم کے سوا اسرا نہیں

<p>خدا کی دی ہوئی عزت تباہ کرتے ہیں قسم خدا کی بڑا ہی گناہ کرتے ہیں ہم آہ آہ تودہ واہ واہ کرتے ہیں مہتیں گواہ ہم اے ہر واہ کرتے ہیں یقین ہو تو خدا کو گواہ کرتے ہیں کبھی غیظ سے مجھ پر نگاہ کرتے ہیں مہتیں یہ لوگ مگر اشتباہ کرتے ہیں اُسی طرح سے ہمیشہ نباہ کرتے ہیں بنے ہو یوسف ثانی تو چاہ کرتے ہیں</p>	<p>جو چار آدمیوں میں گناہ کرتے ہیں تو نکلے ہوتے جو مہ پر نگاہ کرتے ہیں بڑا ہی ظلم خدا کی پناہ کرتے ہیں وہ بوسہ دیتے نہیں گوئے گوئے گاونچا تو مہتیں خدا ہیں تو مہتیں پشمار کبھی دیکھتے ہیں اپنے تیغ و بازو کو مجال کیا ہے جو لوں نام اپنے قاتل کا خیال رکھتے ہیں ہر وقت دوستی کا شریف گناہ کیا ہے جو دل سے عزیز رکھتے ہیں</p>
--	--

اگر ہو صبر و قناعت کی دولتے پرویں  
گدا بھی کرتے ہیں وہی جو شاہ محنتے ہیں

<p>عشق سے جو تجھے روکیں مے اجاب نہیں موت ہی آئے شب ہجر اگر خواب نہیں نوش کھیا ب سہی نیش تو کیا ب نہیں یہی نایاب بھی ہو اور یہی نایاب نہیں اسمیں یہ نوز نہیں آپ نہیں تاب نہیں خیر اندیش ہو نہیں دشمن اجاب نہیں</p>	<p>ضبط الفت نہ کیا جائیگا اب تاب نہیں رہنے دہونے کی تپنے کی مجھے تاب نہیں میٹھی باتوں سے میں گزر اچھے دشنام ہی دو آدمی ہو بھی نہیں بھی یہ تماشا دیکھو ماہتاب اُس رخ زیبائے کے مقابل ہو غلط زہر کھا کر نہ کرو نکاح صفت ماتم یہ یا</p>
---	--

یہ نمائش ہی نمائش ہے فقط آب نہیں  
 ہے شب تارا اگر جلوہ ماہتاب نہیں  
 جسکی تعبیر ہوا لٹی وہ مرا خواب نہیں  
 جھکو بھی تذکرہ غیر کی اب تاب نہیں  
 پھر اندھیری ہی ہمیشہ شب ماہتاب نہیں  
 اور جب دیکھتے ہیں غور سے سیراب نہیں  
 کونسا بحر جس میں کوئی گرد آب نہیں

دھوکا دیتا ہے مسافر کو سراب دنیا  
 وصل کا لطف نہیں منہ جو چھپائے رکھو  
 ہر باں دیکھا ہی اُنکو تو یہی ہونا ہے  
 تلگو گر میرا فسانہ نہیں سننا منظور  
 جو جوانی میں نہیں کرنا ہے کر لورندو  
 خون سے سینچتے ہیں کشت محبت عاشق  
 ہر بڑے کام میں خطرے ہیں محبت ہی میں کیا

بحر الفت میں قدم سوچے رکھنا پروں  
 ہے کنارہ ہی یہ غرقاب یہ یا باب نہیں

اب سے پیا کرینگے ملا کر گلاب میں  
 لاکھوں ہی بے نقطہ وہ لکھیں گے عتاب میں  
 ہے آفتاب جلوہ نما آفتاب میں  
 فرق آگیا ہے جب بھی تری آفتاب میں  
 نرگس کے پھول باندھ دے ہیں گلاب میں  
 گھر میں نہیں حضور کا خود جواب میں  
 وہ ہو گئے ذخیل سوال و جواب میں  
 لذت کیا بین نہ مرا ہے شراب میں  
 کب تک بہیگا ماہ دو ہفتہ سحاب میں  
 ہر دم ترقیاں ہیں مے مضطرب میں

کچھ تو کمی ہو روز جزا کے عذاب میں  
 بھیجا ہے خط گم مرے خط کے جواب میں  
 عکس رخ نگار سے جام شراب میں  
 لے آفتاب گرچہ وہ رخ ہے نقاب میں  
 رخسار و چشم یا رکی تصویر دیکھنا  
 میں نے فقیر بنے جو در پر صد اکائی  
 محشر میں بھی خلاف مے فیصلہ ہوا  
 سچ پوچھے تو موت بدتر ہے درد ہجر  
 کب تک تر نقاب رکھیں گی حیا و شرم  
 وہ آئے آئے غیر کے قابو پہ چڑھ گئے

<p> بیشک ستم حسیں کی بشارت ہے دوستو  جب اُسے اپنے چاہنے والوں کو جن لیا  جلتا ہوں میں بھی اہل جہنم بھی ہوں مگر  نکو جوان ہوتے ہی کھینچے گا جذب عشق  گھر کے میاں سے نکلے جو صبح شب وصال  ایمان و جاں کے مالک محتار ہو تو پھر  اللہ سے چال باز تری چال بازیاں </p>	<p> مات ہے میرا خواب زینجا کے خواب میں  پہلے مرا ہی نام لکھا انتخاب میں  وہ کم ہیں اور میں ہوں زیادہ غدا میں  سہنے نہیں گئے چاہنے والے حجاب میں  ہر پھر کے لئے میسے ہی گھر اضطراب میں  دل کس حساب میں ہے مگر کس حساب میں  جھوٹی تسلیاں دی تجھے اضطراب میں </p>
--	--

پرویں خلاف عادت مہمودیہ غزل  
تکلی لگی ہے ایک غزل کے جواب میں

<p> کیوں پئے کوئی شراب اچھا نہیں  گالیاب دو حجاب اچھا نہیں  اُن کا آنا بحجاب اچھا نہیں  صاحبو شوق شراب اچھا نہیں  عشق ہے خانہ خراب اچھا نہیں  غیر کو ترجیح مجھ سپرداہ واہ  منہ سے جو فرمائیے کچھ دہی  وہ یہ کہتے ہیں کہ میرا حکم مان  تیرے ہوتے پھر چلے افلاک کی  کیوں ستم کرتے ہیں لے دل کچھ نہ چھو </p>	<p> اور پھر ہو آب آب اچھا نہیں  یہ تو انداز عتاب اچھا نہیں  تیرے حق میں آفتاب اچھا نہیں  دین دنیا ہوں خراب اچھا نہیں  مفت ضائع ہو شباب اچھا نہیں  آپ کا یہ انتخاب اچھا نہیں  روز کا یہ انقلاب اچھا نہیں  آدمی حاضر جواب اچھا نہیں  دیکھ ایسا انقلاب اچھا نہیں  یہ سوال لا جواب اچھا نہیں </p>
---	---

<p>مجھ پہیہ بوجھڑ کیوں اور کئے ساتھ وہ دل ویراں کو یوں کہنے لگا زلف دل دیتی ہوئے در نہ دے عارض تا باں کا بتر ہے عرق وہ یہ سمجھ گا کہ ہے دل میں جگہ میں ہی کیوں ہر جانہ خدمت میں ہوں</p>	<p>یاد رکھئے یہ گراب اچھا نہیں یہ تو بالکل ہے خراب اچھا نہیں روز کا یہ بیچ و تاب اچھا نہیں جان من عطر گلہب اچھا نہیں غیر پران کا عتاب اچھا نہیں غیر کیوں ہو ہم کرب اچھا نہیں</p>
<p>پوچھتے ہیں وہ جو پروں کا فرج ان سے کہ دنیا جناب اچھا نہیں</p>	
<p>نئے غم نے انداز نظر آتے ہیں وہ شہید نگہ نازہ نظر آتے ہیں سجھکائے ہوئے چلتا ہوں تھے کوہ میں بت اونچے نہ اڑے ہیں نہ اڑینگے گیسو جھوٹ خود بولنا اٹاچھے جھوٹا کستا بیچ تو دی ہی غزل دیکھیے خوشیوں کہ نہوں غمزہ و ناز و دام و فاجور و جفا لطف آئے جو شب وصل موذن سو جائے عمر گزری ہمیں سرکار پہ مرتے مرتے بلبلوں سے نہیں گلزار زمانہ خالی</p>	<p>دن بدن حسن کے عجاز نظر آتے ہیں آجکل اوسی انداز نظر آتے ہیں کیونکہ سرباز ہی سرباز نظر آتے ہیں یہ کہو تو گرہ باز نظر آتے ہیں بیچ ہو دم باز و نکود مبارز نظر آتے ہیں کچھ کھٹکتے ہوئے الفاظ نظر آتے ہیں سب کے سب خانہ بر انداز نظر آتے ہیں کیونکہ وہ گوشش بر آواز نظر آتے ہیں جان دیتے ہیں تو جاں باز نظر آتے ہیں شکریہاں بھی ہم آواز نظر آتے ہیں</p>
<p>بدگمانی بھی محبت کا نشان ہی پروں غلطی ہو تو ہونا راض نظر آتے ہیں</p>	

ایضاً

نہ قانون کی غلطی کا اشارہ کر دیا ہے۔ بدویں مصنف بنا

یہ بیڑیاں ڈالی گئی ہیں پائے بلا میں  
لائی ہوس دانہ مجھے دام بلا میں  
اب وصل کی تدبیر ہوئی صبح و مسا میں  
داخل ہوں سلاطین بھی گروہ فقرا میں  
ما تم سے بپا حشر ہر ارباب فام میں  
اکھڑے نہ فردوس نہیں دست صبا میں  
تائیر کا ٹکڑا مرے دامان دعا میں  
پھر عمر سیر کوں نہ کریں یاد خدا میں

حلقے نظر آتے ہیں جو گیسو رسا میں  
بندہ پہ نظر کر کے پھنسا زلف رسا میں  
شاداں ہوں خیال رخ و گیسو دوتا میں  
اگر دولت دیدار لئے راہ خدا میں  
کیا اور کوئی مقتل ہوا بزم جفا میں  
اُسکے چمن حسن میں شاہدین گزری  
تو اپنی گزیری سے کبھی ڈال سے مولا  
یو چھانہ حسینوں نے تو زاہد نے یہ سوچا

مقتل میں ہیں زنجیروں کی سیر میں پسوں  
اٹھلاتے ہوئے پھرتے ہیں گلزار جفا میں

انداز میں شوخی میں شرارت میں حیا میں  
مٹی میں تو مٹی ہوں ہوا ہوں میں ہوا میں  
آفت ہوں جلانے میں قیامت ہوں جفا میں  
الفت میں محبت میں مروت میں وفا میں  
پھر خاک شفا میں کہیں آب بقا میں  
تقوید میں گنڈے میں قتیلہ میں دعا میں  
مخلوق میں معبود میں بندہ میں خدا میں  
عارض میں لبونیں کف دست کف پا میں  
مشغول ہوا کھے میں تو مصروف خیا میں

اب کوئی تیرا مثل نہیں ناز و ادا میں  
مغرور سے سرکش متواضع یہ ہوں بال  
کیا خوب ہو خود کھتے ہیں لڑ اپنی تاش  
غیرت نہیں آتی تہیں ہر بات میں بیٹے  
جب ہو دم آخر تو بچا لینے کی طاقت  
وہ چاہے تو سب کچھ نہ چاہی تو نہیں کچھ  
اک ادنی سا پردہ ہر اک ادنی سا تفاوت  
سرخی کے سبب خوب کھلا ہے گل لالہ  
عشاق کی خونریزی سے کیا فائدہ ظالم

الزام میں تقصیر میں عصیاں خطا میں	عاشق تو ہمیشہ ہے محبت کی بدولت
	ہم بھی تھے کبھی خوبیِ تقدیر سے پرویں عرفات میں مزدلفہ میں مکہ میں منائیں
یہ فرق ہے فقیر میں اور بادشاہ میں بھڑی ہے کوٹ کوٹ کے تاثیر آہ میں تو عرش تک نہ ٹھیرے کوئی اُسکی راہ میں مقبول ہے خدا کی یہی بارگاہ میں جو کچھ فقیر میں ہے وہی بادشاہ میں تعریف یہ ہے فرق نہ آئے بناہ میں اعمال نیک بھی ہے فردگتہ میں چالپٹا سر سے میں ترے اشتباہ میں آپٹے مجھ سے غیر کے وہ اشتباہ میں بیکڑا گیا ہوں مفت پر لے گناہ میں اس طرح آئے جیسے نہ آئے نگاہ میں	اک سلطنت کی ایک خدا کی پناہ میں کئی قبول کی ہر کف داد خواہ میں پیکاں تے مرزہ کا لگے تیراہ میں شرمندگی شریک ہے ہر گناہ میں لیکساں ثواب میں ہے برابر گناہ میں جبے دستی ہو دوستی کا پاس چاہئے اس واسطے گیتے دکھانے کے واسطے کیا ضد ہو عقل و عشق میں اللہ کی پناہ کچھ مستی شباب ہے کچھ نشہ شراب اے چشم شوق تو نے کیا مبتلائے عشق تم برق طور بنے تجسلی دکھاؤ گے
	پرویں سیاہ بختیوں میں شاد ہوں زلفوں کا رنگ ہے مے روز سیاہ میں
ہاں مگر اہل شریعت تمہیں کیا کہتے ہیں وہ برا کرتے ہیں جو اسکو بھلا کہتے ہیں آپ سے غمزدہ و انداز واداکتے ہیں	ہمتو بے مثل تو نام خدا کہتے ہیں توبہ توبہ بت کا فر کو خدا کہتے ہیں صدمہ ہجر سے جاننا تو پہونچا درگور

<p>بد دعا کتے ہیں یا اسکو دعا کتے ہیں تم بُرے ہو تو تمہیں لوگ بُرا کتے ہیں کہ ملک کے مسیحی کی دعا کتے ہیں</p>	<p>تم سلامت رہو کہنے سے بگڑتے کیوں ہو اپنے بیگانہ سے بیوج بگڑتے کیوں ہو چرخ تک ہر دم اعجازِ خدا کی شہرت</p>
<p>خلق کتنی ہی جسے کوئے تباہی پر ویں ہم اُسے کعبہ اربابِ وفا کتے ہیں</p>	
<p>بہت اُنکے عاشق جلائے گئے ہیں ہمیں کیا نے یہاں جلائے گئے ہیں وہ شمعوں پر شمعیں جلائے گئے ہیں بہت ہی سکھائے پڑھائے گئے ہیں بہت منہ بگاڑے بنائے گئے ہیں بہت چور پرے بٹھائے گئے ہیں بہت میرے دل پر لگائے گئے ہیں بہت روزِ نقستے جمائے گئے ہیں زمانہ کے دل کیوں دکھائے گئے ہیں سنوائے گئے ہیں سچائے گئے ہیں بگاڑے گئے ہیں بنائے گئے ہیں کہ سچی سے ہم تم بنائے گئے ہیں اسی سے بگاڑے بنائے گئے ہیں بہت لوگ یہاں آزمائے گئے ہیں</p>	<p>بہت سے زمیں میں دبائے گئے ہیں ہمیشہ سے عاشق ستائے گئے ہیں اندھیرا نہ ہونے دیا وصل کی شب نہیں بے سبب اُنکو غم سے رکاوٹ نہیں وصل کی اُن سے فرمائشِ آساں اداؤں کے نازوں کے غمروں کے مجھیر لگا ہوں کی چھریاں اداؤں کے خنجر لڑایا ہے شہ دیکے لوگوں نے ہم کو میں نا لاں نہ تھا تیرے جور و جفا سے دل و دیدہ دو گھر ہیں تشریف لائیں یہ دنیا ہے اس میں ہمیشہ سے انساں بنی آدم اعضائے یک دیگر اند زمین سے ہی آئے زمین ہی میں جانا ہمیں پر نہیں ظم دنیا میں پر دیں</p>



دو غزلہ کی حاجت نہ تھی بلکہ بیرویں  
قوانی مکر بٹھائے گئے ہیں

قیامت کے فتنے اٹھائے گئے ہیں  
کہ ہاتھوں میں ہندی لگائے گئے ہیں  
جب اس جاسب اپنے پرانے گئے ہیں  
کھلایا جو تم نے وہ کھائے گئے ہیں  
یہ کد نیگے ہم بھی بلائے گئے ہیں  
مہینوں کے بعد اب بلائے گئے ہیں  
نشانِ کد تک مٹائے گئے ہیں  
جوڑے ہیں اکثر منائے گئے ہیں  
قیامت سے پہلے جگائے گئے ہیں  
بڑی منتوں سے منائے گئے ہیں

بہت وہ سکھائے پڑائے گئے ہیں  
شب و صبح وہ خون رلائے گئے ہیں  
ہمیں کیوں نہ جائیں سوئے بزمِ جاناں  
غم و رنج و خونِ جگر زخمِ دھوکا  
اگر بزمِ جاناں میں پوچھا کسی نے  
بڑی مشکلوں سے صفائی ہوئی ہے  
فلکِ اسقدر عاشقوں کا ہے دشمن  
نہ ہوا انکی خفگی سے مایوس اے دل  
کیسے قبر میں چین سے سوئیو اے  
بہت ہاتھ جوڑے ہیں پاؤں ٹپے ہیں

فلکِ خوشنومار کر ہم کو بیرویں  
کیسے مٹنے والے مٹائے گئے ہیں

کبھی نے یہ راضی ہیں کبھی اغماض کرتے ہیں  
مگر نازک مزاجی سے تری ہر وقت ڈرتے ہیں  
جو گھر میں پاؤں پھیلائے مجھے آرام کرتے ہیں  
نہ اسپر غور کرتے ہیں اسپر کان دہرتے ہیں  
اڑا لیتا ہی دل جب ہاتھ وہ سینہ پہرتے ہیں

کبھی نیور اترتا ہی کبھی بنتے سنورتے ہیں  
مجھے گستاخ کر لیتا بڑی عاشقِ نوازی ہے  
ہماری دشتِ گردی کی انہیں تخلیق کیا ہوئے  
مرا شکوہ بھی بجا اور مری فریاد بھی جھوٹی  
چرا لیتا ہے کاہل آنکھ کا دردِ حنا اٹکا

وہ آنکشت خنای جب مے سینہ پر دہتے ہیں  
 جو دلیں ٹھان رکھی تھی وہ ہم کب گزرتے ہیں  
 کبھی کپڑے بٹتے ہیں کبھی بنے سنور تیں  
 جو چوچھیں اُسے تے ہو تو کدوں میہ مٹتے ہیں  
 اُجھتے ہیں جھگڑتے ہیں بگڑتے ہیں بھرتے ہیں

دلِ حسرت زدہ کو شمع بن کر بھونک دیتی ہے  
 جو بونچے خیریت سے وہاں تو یہ کد بھونکنا قصد  
 شبِ عدہ سحر دینگے وہ حیلون ہانوں سے  
 سناووں مانگو چالاکی سے اک گگرد کی تعریفیں  
 غلامی عمر بھر کبچے مگر جب مانگے بوسہ

خدا واقعہ بالکل زندگی سے تنگ نہیں ہوا  
 ابھی اک بات کہتے ہیں ابھی لکھ کر کرتے ہیں

مصیبت میں اپنے پر لے ہوئے ہیں  
 کہاں سے خدا جلنے آئے ہوئے ہیں  
 پڑھائے ہوئے ہیں سکھائے ہوئے ہیں  
 بہت دن سے ہم زخم کھائے ہوئے ہیں  
 کہ تھماں اپنے پر لے ہوئے ہیں  
 کئی بار ہم چوٹ کھائے ہوئے ہیں  
 کہ زانو کا تکیہ لگائے ہوئے ہیں  
 نہ رو کو ہمیں ہم بلائے ہوئے ہیں  
 وہ کیوں اپنے دامن اٹھائے ہوئے ہیں  
 یہ سب جھگڑ بیٹھے بٹھائے ہوئے ہیں  
 مقدمہ کو ہم آزمائے ہوئے ہیں  
 وہ انہیں تو چھ سے طائے ہوئے ہیں

کئی بار ہم آزمائے ہوئے ہیں  
 پسینے میں یا لکل نمائے ہوئے ہیں  
 وہ مجھ سے جو تپور چڑھائے ہوئے ہیں  
 اُٹھاؤ نہ ترہی نگاہوں کا خنجر  
 کہیں مرگ عاشق کا جلسہ ہے شاید  
 نہایت ہی تم لے تو سنگدل ہو  
 ہمیشہ یونہی جھکوخش آئے یارب  
 جو درباں نے رو کا قویوں بننے ڈانٹا  
 نہ یہاں خاک عاشق نہ یہاں خونِ بسمل  
 محبت گتہ کبیرہ نہیں ہے  
 نہیں کام بننے کی امید اس سے  
 اگر دل نہیں ملتا خالق کی مرضی

یہ کتے تمہارے سدائے ہوئے ہیں	ہیں دیکھ کر بھونکتے ہیں جو درباں
مغرر زمانہ میں یہ ہی ہیں پروں جو خود اپنی عزت بچائے ہوئے ہیں	
<p>اتنی جرأت نہیں بہت نہیں مقدور نہیں ہاں گر میری مسرت تجھے منظور نہیں آدمیت میں ترقی اُسے منظور نہیں ہمت موسیٰ نہیں تم نورِ مکاں طور نہیں سلطنتِ بخشش و انما مجھے مقدور نہیں بن بلائے میں چلا جاؤں یہ دستور نہیں تم کو منظور ہے نقدِ رُکھ کو منظور نہیں اے بے ہوش حقیقی مجھے کچھ دور نہیں اب کے لازم ہے تجھے لے دل مجبور نہیں تسے دوری ہی خدے تو اجل دور نہیں</p>	<p>یعنی دہو کے سے بلا میں مجھے منظور نہیں کون ہے وہ جو تری بزم میں سرور نہیں بیچ کہا ہنشتہ عشق میں جو چور نہیں بے نقاب آنے میں محتار ہو مجبور نہیں جان سے مال سے حاضر ہوں اگر راضی ہو شرکتِ جلسہ کو دل میرا تڑپتا ہے مگر تم بلائے ہو مگر غیر مجھے روکتے ہیں بارہا عشق مجازی تو کیا ہے و اغط جبکہ ساقی نے بلائے سے کیا تھا اکا کیا یاں وفا تہنہ تو اب موت سے یاں</p>
آدمی شرع پہ ہر حال میں چل سکتا ہے حیلے ہی حیلے ہیں پروں کوئی لغو نہیں	
<p>حرام چیز کو و اغط حلال کرتے ہیں سوال چھل کر یگا خیال کرتے ہیں اب اور کیا کہوں پروں کمال کرتے ہیں حضور تیغ سے یہ کیا سوال کرتے ہیں</p>	<p>زین جو خون بطائے سے لال کرتے ہیں ہم آنے راہ میں جب عرضِ حال کرتے ہیں جو چہرہ کو مہ کمال خیال کرتے ہیں جو وارا و چھاپے الزام دیکھتے بازو کو</p>

نشان پہنے سے بدنامیوں کا خوف ہی کیا مے جنازہ کی مٹی خراب ہوتی ہے میں اور انکے بھلا عذر لنگ کو مانوں بتوں کے قبضہ میں بے انتہا ہر دولت جن رکھیں شیخ بظاہر کے گلے پہ چھری خدا کی راہ دو خلوت میں لہجے خوش	جو میری قبر کی وہ دیکھ بجال کرتے ہیں نہ دفن کرتے نہ وہ پا کمال کرتے ہیں جو چال چل نہیں سکتے و چال کرتے ہیں پھر اُسبہ دل کا یہ سب سے سوال کہتے ہیں حرام کر کے اُسی کو حلال کرتے ہیں فقیر گوشہ نشین ہیں سوال کرتے ہیں
--	--

غلطی روح پہ طاری ہو موت ایرویں  
فقط یہاں سے وہاں انتقال کرتے ہیں

جو منبروں پہ تیرے عام کرتے ہیں مرے جنازہ پہ کیوں اُتر دھام کرتے ہیں فضولیوں میں جو دولت تمام کرتے ہیں اجل تو لینے کو آتی ہے ہجر میں ہر روز ہم اور شیخ جھگڑتے ہیں دختر رز پر ہم اُسے طائر دل کو تو چھوڑے صیاد خیالی باتوں سے عالم میں کچھ نہیں ہوتا خدا کا شکر کہ ہوتی ہے آج رنجش و	ہم آنکھوں دور سے جھک کر سلام کرتے ہیں مرے ہوئے کا وہ بدنام نام کرتے ہیں ضرورتوں کے لئے قرض وام کرتے ہیں تمنائے وعدے مگر روک تھام کرتے ہیں حلال کرتے ہیں ہم وہ حرام کرتے ہیں ادائیگی ترے دانہ کے دام کرتے ہیں جو کام کرتے ہیں نیام نام کرتے ہیں مری مصیبتوں کا اختتام کرتے ہیں
---	--

بگاڑ کیا ہے کسی کا جلا کر بس حاسد  
وہ نام پاتے ہیں پر وین جمع نام کرتے ہیں

دشگیر بیکیاں اسکے سوا کوئی نہیں	بیچ ہی جیسا وہ ہو ویا دوسرا کوئی نہیں
---------------------------------	---------------------------------------

جز ابوالقاسم محمد مصطفیٰ کوئی نہیں  
 سائے دل آزار ہیں یہ دلربا کوئی نہیں  
 اُن میں سب سے رشید رو ہیں مہ لقا کوئی نہیں  
 تیرے قبضہ میں تو شمشیر القضا کوئی نہیں  
 تجھ پر ایماں لائے پھر تجھ سے پھر کوئی نہیں  
 سب ہیں لذت آشنا درد آشنا کوئی نہیں  
 جب کہا آیا تھا کوئی تو کہا کوئی نہیں  
 اب یہ یاد ہے مگر خوفِ خدا کوئی نہیں  
 مشکلیں صدمہ ہاگر مشکل کشا کوئی نہیں  
 جو برا سب کچھ کئے اُس سے برا کوئی نہیں  
 اور اپنا فرض اب کرتا ادا کوئی نہیں  
 ان طبیبوں میں مے غم کی دوا کوئی نہیں  
 اُنکے نزدیک اس سے بہتر دوا کوئی نہیں

سب ہیں طالب اُس کے مطلوب خدا کوئی نہیں  
 دم کے لینے کے ہیں دیے اور نہیں کچھ دیا قدر  
 جن سے دل روشن ہو میرا آسماں حسن پر  
 پنچہ مڑگاں میں خنجر ہو تو دنیا میں دہاک  
 وہ تیرے معتقد ہیں کیسے پنچہ اعتقاد  
 وصل کے طالب ہیں فرقت کی نہیں کچھ انوکھا  
 لکھے لکھے تھک گیا میں جاتے نامہ بر  
 پہلے جو موجود تھا اُسکی بہ نسبت ہیں  
 جب عقل و شرع کی تقلید ہمنے چھوڑ دی  
 آدمی کے جانچنے کا یہ بڑا معیار ہے  
 سائے جھگڑے اسلئے ہیں حتی طلب کی ہیں سب  
 جس کا میں تیار ہوں وہ ہی کر گیا کچھ علاج  
 کھانے پینے میں کئے پر ہے دنیا شیفۃ

خضر کی صورت میں پرویں خضر کی پوشاکیں  
 راہزن ہے راہزن ہیں بہتا کوئی نہیں

تائے گن گن کے شب ہجر بسر کرتے ہیں  
 زندگی کاٹتے ہیں انہیں بسر کرتے ہیں  
 آپ جب کہتے ہیں غیروں پہ نظر کرتے ہیں  
 مفت کیوں کالی بلا کو مرے مگر کرتے ہیں

آج ظاہر سے لے رشک قمر کرتے ہیں  
 جیسے ناقد ہیں ابنائے زمانہ معلوم  
 بزم اجباب میں پھر تجھ کو بلایا کیوں تھا  
 آپ چاہیں تو شب ہجر نہ آنے پائے

<p>پہلے جا کر عدم آباد سے لائیں مضمون سب سے پیش آتے ہیں جو لوگ بخاطر داری ان کا دریاں تو پھٹکنے نہیں دیتا بجگو وصل میں حرج و جفا بھول گئے شاد رہو</p>	<p>شعرا اسکا اگر وصف کر کرتے ہیں آپ وہ خاطر مخلوق میں گھر کرتے ہیں نالہ و شور و فغاں جا کے خیر کرتے ہیں بیچیلی باتوں سے ہم اب قطع نظر کرتے ہیں</p>
<p>رات دن شام و سحر کے سوا آپ بیرویں جستجو کس کی کہشمنس مقرر کرتے ہیں</p>	
<p>یہ فیض محبت سے ہی تاثیر دعائیں وہ لینے ہی پاتا نہیں دنیا کی ہوا میں ما تم میں کبھی محو کبھی آہ و بکا میں ہر زندگی و موت مری دست حنا میں آپ ابھی گئے اور مرے عشق سے ہکا رائج ہوئی جس دوز سے انگریزی کی تعلیم غیر وہی تھے قلب سے کیوں اڑ گئی الفت مسجد میں ہیں زہاد تو مندر میں برہن گا ہک ہیں مری جاں کے دو ابرو نہنگال بگڑی ہوئی تقدیر کی ہے شعیبہ بازی کم عمر کو شوخی و شرارت نہیں آئی گلگشت کو گلزار میں گئے ہیں شاید جب عدہ کیا قتل کا جھوٹا نہیں ہوتا</p>	<p>معقول کمی ہے ستم و جور و جفا میں پھنسن جا تا ہر سطح سے انسان بلا میں گزری ہو مری عمر اسی آپ ہوا میں سو جائیں ہندی لگا کر کھپ پائیں دل میں نہو الفت تو اثر ہونہ دعائیں بوجھ نہیں اخلاص کی دنیا کی ہوا میں تاثیر کے پر لگ گئے کیا میری دعائیں گر جا میں ہیں تیس تری حمد و ثنا میں دل اور بلا میں ہے جگر اور بلا میں تاثیر دوا میں ہے نہ تاثیر دعائیں یا سر سے قدم تک ہے وہ کچھ شرم و حیا میں مستی سے ہی لغزش قدم باد صبا میں ہر طرز و فابھی ترے انداز جفا میں</p>

دل میں جو ترے نشتر ترنگاں کی جگہ ہے	کانٹا کبھی کھٹکانہ ہمارے کف یا میں
محمود وایا ز ایک ہی حالت میں ہیں پرویں	کچھ فرق زمیں نے نہ رکھا شاہ و گدا میں
<p>سرچہ کائے ہوئے ہے مجلس میں سرچہ کائے وہ آئے مجلس میں کوئی جاں باز کوئی خود مطلب یہ جگر ہے مرا یہ قلب حزیں لڑ گئی شاید اُس پر ہی سے آنکھ تلخ گوئی بھی مسکراہٹ ہے مختلف رنگتوں کے ہیں معشوق آنکھ لیتی ہے دل کہ زلف رسا</p>	<p>شرم کتنی ہے چشم زر گس میں رکھ دے شرم و حیا خدا جس میں میرے بجاں عاشقوں کی ہستی میں اب سمجھ لو رہو گے تم کس میں ہے مذمت سی چشم زر گس میں شہد اُس نے ملا دیا بس میں سیکڑوں ہیں گلاب کی قس میں دیکھیں زیادہ کشش ہی یہ کس میں</p>
ہلے بیمار یوں سے لے پرویں	زور باقی نہیں کسی حس میں
<p>یہ ہو دل یہ جگر رہیں جس میں خود جفا و وفا پہ غور کرو زلف و رخسار میں ہی سرگرداں تیری آنکھوں سے اسکو کیا نسبت آپ ڈھونڈیں نہ غیر میں اخلاص لائے اُس بت کو میرے گھر شبِ وصل</p>	<p>اُس میں آرام کیجے یا اس میں اُس میں کچھ فائدہ ہے یا اس میں شام آسیں ہے اور سحر اس میں کم ہی سرمہ ہے چشم زر گس میں سیم کی خاصیت نہیں مس میں آنی قوت بجز حد اس میں</p>

کون دنیا سے اٹھ گیا پرویں  
کیسا ماتم بیا ہے مجلس میں

میری عزت بڑھ گئی اک پان میں  
آن کو دیکھا تو کیا یوں کان میں  
عاشقی ہے بحر ناپید اکتار  
ہے ہی پچان بالی عمر کی  
تیرے صدقے کے لئے حاضر ہیں سب  
خیکے دل اُس بت کو اپنا کر لیا  
کیا مے گلگوں رونق گھٹ گئی  
اُس بت کا فر کو سجدہ کر لیا  
تم پری کا خسر ہو جو رو کا نام  
اُسکے رخساروں پہ یہ خط کی نمود  
گیسوئے پچاں تھے رخسار پر  
عارض تا باں پہ ہے خط کی نمود  
اکد و پیش آیا کرے اچھی طرح  
وہ کریں ظلم اور تم لب پر نہ لاؤ  
سنتے سنتے واغطوں، ہجوے  
یوں کوں گادوں کوں گاتھا خیال

فرق کیا آیا ہمارے شان میں  
اکیوں غل ڈالامے ایمان میں  
کشتی دل آگئی طوفان میں  
بالیاں وہ دو فقط ہیں کان میں  
درسمندریں جو اہر کان میں  
اس تجارت میں نہیں نقصان ہیں  
رنگ بلکہ آگیا ایمان میں  
اس سے کیا آیا غل ایمان میں  
کاش ہوتے فرقہ انسان میں  
حاشیہ یہ ہے نیا قرآن میں  
سورہ والکلی ہے قرآن میں  
حبشیوں کی فوج یا ایران میں  
چل نچلے جھ میں اور دربان میں  
ورنہ گستاخی ہو انکی شان میں  
ضعف سا کچھ آگیا ایمان میں  
روبر و کچھ بھی نہ آیا دھیان میں



اُس کی قدرت سے نہیں پروں بعید  
رائی کو پریت بنائے آن میں

<p>یہ بھی ہے کوئی بات کہی ہاں کہی نہیں عقل سلیم کہتی ہے وہ آدمی نہیں گویا ابھی تک نہیں کلمے مطلب کہی نہیں پوری ابھی خدائی طرف لو لگی نہیں اُوں بھی اس طرح کہ کہی ہے کہی نہیں ایسا تو شہر بھر میں کوئی متقی نہیں لے خضر یہ تو زندگی میں زندگی نہیں دنیا ہے شاہراہ کچھ ایسی گلی نہیں جب تک جناب چاند نہیں چاندنی نہیں</p>	<p>بازی پہ دل لگا ہو کوئی دل لگی نہیں جس نے کچھ احتیاط جانی میں کی نہیں دل مانگو تو جواب ہو اُن کا ابھی نہیں واعظ کو لعن طعن کی فرصت کس طرح عاشق پر اُنکا ایک ذرا سا ہے التفات جیسا کہ آپ چاہتے ہیں شخص پاک و صاف تہا جیے تو خاک جئے لطف کیا لیا ہم سب ہیں اگلیہ تصادم کا کیا سبب دل میں نشاط لے تو چہرہ ہوتا نباک</p>
---	--

پروں جلاؤ ضمیع عمل گور کے لئے  
سو سچ کا نور چاند کے وہاں چاندنی نہیں

<p>ایسے اچھے ہوئے گھر کو میں کہی گھر نکلوں بہتر اُس رخ سے کہاں تجھ کو برابر نکلوں سب تجھے کہتے ہیں صیاد میں کیونکر نکلوں کبھی بھولے سے بھی میں اُسکو ستر نکلوں بھولو کبھی میں کبھی اُس کو ستر نکلوں ابن مریم کے کبھی تم کو برابر نہ نکلوں</p>	<p>وحشت آباد تجھے کیوں دل مضطرب نکلوں آنکھیں پھوٹیں مری جو تیج مہ اور نہ نکلوں کر لیا تھے تنگا ہوں سے زمانہ کا شکار وہ ستم کرتے ہیں اور اُسپہ ستم ہے اور اُس نے دل لینے سے پہلے یہ قسم لیلی ہے جب تک افسردہ دلی دور نہ کر دو میری</p>
---	---

<p>تم سے ہنس کر نہ کہوں حال میں و کر نہ کہوں جانن یہ تو کہے جاؤنگا کیونکر نہ کہوں اور پھر یہ کہ جو اہر کہوں پتھر نہ کہوں عجیبہ جو گزری ہر کہوں اُسکو برا برا نہ کہوں میں بھی کہہ ڈالوں کہ لے دو اور خوش نہ کہوں کہوں نہیں جانے ایمان سے بہتر نہ کہوں کیا میں اندھا ہوں سمندر کو سمندر نہ کہوں</p>	<p>پھر ہے وہ کوئی صورت جو سناؤں قصہ تم دعا باز ہو سفاک ہو خود مطلب ہو لے تو سنگدلی کی کوئی حد بھی ہوگی شرم آتی ہے سب الزام لگاؤں اُسکو چاہئے وقت مجھ دیکھ لے فرصت اپنی کہو کے ان سب کو لیا ہر مے دل نے نگو بہت ہے بحرِ دواں اشک و اں کے آگے</p>
---	---

خود تو سنتے نہیں پر وں کا غم دلِ اسیر  
حکم یہ ہے کہ پھر اور وں سے بھی جھک کر نہ کہوں

<p>روزِ اقرار قبول جاتے ہیں سینکڑوں وہمِ دل میں آتے ہیں جان سے ہاتھ دھو کے آتے ہیں ملک الموت کو بلاتے ہیں سائے ہمایوں کو جگاتے ہیں دل چرا کر نظر چراتے ہیں اُسکو الزام کیوں لگاتے ہیں جنگلیوں میں کسے اڑاتے ہیں دل کے مانند بیٹھ جاتے ہیں آپ کیوں مفت خوف جاتے ہیں</p>	<p>وقت پر آتے ہیں نہ جاتے ہیں وہ جو بیوہ مگر آتے ہیں اشکِ حسرتِ نخل کے دامن میں جب تم آتے نہیں ہو وعدہ پر سو گیا بخت جب سے رو رو کر اُنکو شرم و جیا نہیں آتی بے خطا ہے وہ آسماںِ حرم جانکر بن گئے ہیں ہم بھولے تیرے کوچ میں ہم بھی اب تھک کر غیر کیا اور اُس کی ہستی کیا</p>
--	--

<p>دیکھ کر وہ جو مسکراتے ہیں  نیک جو لوگ ہیں بجاتے ہیں  حور و غلمان کبھی سماتے ہیں  شیر و دم لیکے ہم بتاتے ہیں  ظنیں سستے ہیں طعنے کھاتے ہیں</p>	<p>کوئی تازہ ستم کیا ایجاد  آگ پانی میں کیوں لگاتے ہو  تم مرے دل میں ہو تو دیکھو نہیں  میں نے پوچھی جو وجہ قتل کہا  عشق تیرے طفیل دنیا کے</p>
<p>بے سبب کیا بگڑنے کا باعث  آپ پروں کو بھی بناتے ہیں</p>	
<p>روک رکھا ہے مجھے گلزار میں  ڈہال میں ہیں پھول پھل تلوار میں  لیکن اُن کے بوسے رخسار میں  تازگی کتنی ہے باسی ہار میں  دفن کر دی ہیں دل بیمار میں  کیا کرامت ہو تری جھنکار میں  گر پڑا دل شعلہ رخسار میں  تیغ ہے دست علم بردار میں  ایک کانٹا ہے دل پر خار میں  پھر بھی خشکی چلے سو فار میں</p>	<p>دل پکارا بھنس کے کوئے یار میں  فرق کیا مقتل میں اور گلزار میں  لطف دنیا میں نہیں تکرار میں  ٹھا جو شب کو سایہ رخسار میں  فرط مابوسی نے مردہ حشر میں  شاہ ہو جاتی ہو دنیا کے روپے  آتش الفت کی بھڑکن بڑھ گئی  آہ کے قبضہ میں ہے تاثیر یا  نشر قرگاں کی تیزی کے سبب  آب پیریاں پاس ہے لیکن نصیب</p>
<p>خیر ہو پروں دل مضطرب  لے چلا پھر کوچہ دلدار میں</p>	

<p>میں چپے ہوں تو گویا بچ و غم نہاں ہوں  مسروہ ہو تو مجھ سے میں تجھ سے شاد ہوں  کتنی ہی انکی مستی ہوش آئے تو میں بچوں  ارشاد پر نظر ہو خاموش ہوں کہ گویا  جاں گھل چکی ہی غم میں اک تن ہی وہ بھی مل  میں ہوں جنوں کے ہاتھوں مخلوق کا تماشہ  اللہ سے اسکی چوکھٹ، بوسہ گاہ عالم  کہتا ہی میرا نالہ لب تک میں آئے آئے  نفرت ہو جسکو مجھ سے ملنے کا اسے حاصل  مدت میں تم ملے ہو کیوں ذکر غیر آئے</p>	<p>بولوں تو سر سے پاک حسرت کی آستان ہوں  تو میرا میہماں ہو میں تیرا میزبان ہوں  اے بخودی تباہے اس وقت میں کہاں ہوں  چاہو تو بیڑیاں ہوں چاہو تو بازبان ہوں  معنی نہیں ہیں بالکل مجھ میں اگر بیاں ہوں  نامہاں ہوں خود پر دنیا پہ مہرباں ہوں  کہتا ہی سنگ سود میں سنگ آستان ہوں  سو جا تھا ہوں وہ میں اسد حیرتاؤں ہوں  نظر و نہیں کیوں سبک توں خاطر یہ کیوں ہوں  میں اپنے سایہ سے بھی خلوت میں بگمان ہوں</p>
<p>چپ رہ گیا پیاجی لیکن یہ خیر گزری  خط نے کہا کہ سنئے پروں کی میں زباں ہوں</p>	
<p>تجلی نور کی دیکھی صنم کے روئے تاباں میں  نظراک نور آیا مصحف رخسار جاناں میں  لے آئی غنچہ لب کی یاد جب ہلو گھستا نہیں  ہوا کے ساتھ زور نا تو اتنی سے اڑا لاشہ</p>	<p>ہی عکس حسن سے پانی بھر ایسب زرخداں میں  ثواب عین ہی آنکھیں لگائے دو قراں میں  پڑی زنجیر بند کب لے کھل طوق گریباں میں  بند ہی ہے ضد مرے تابوت و تحت سلیمان میں</p>
<p>کھڑے ہو جائینگے بلکہ یہ پروں احمد مرسل  مے اعمال توے جانینگے خوب وقت میراں میں</p>	
<p>کھلایا پر تو رخسار نے کیا گل سمندر میں</p>	<p>جباب آکر نے ہر شے بیل سمندر میں</p>

کبھی شور صحرائیں کبھی ہے غل سمند میں  
 چراغ ہستی ہوہم ہوگا گل سمند میں  
 نہ ڈھونڈو مجھ کو مستغرق ہونیں بالکل سمند میں  
 کمان نہ مارو غرہ عارض کا گل سمند میں  
 پیرا تک تیرا پھرتا ہو شکل گل سمند میں  
 جلی جاتی ہے گویا کشتی بلبل سمند میں  
 تماشا ہو کہ گل گلشن میں ہے بلبل سمند میں  
 ابھی تو دیکھئے کھلتے ہیں کیا کیا گل سمند میں  
 خدا معلوم کس کا بنایا بلبل سمند میں  
 کبھی بالکل ہوں صحرائیں کبھی بالکل سمند میں

ہماری آہ و نالہ سے زمانہ ہے تہ و بالا  
 کس دن مجھ کو لے ڈوبیگا، سحر یار کا صدمہ  
 نہ چھوڑو مجھ کو میں خواہی ہوں دیے معنی کا  
 تمہیں دے دیکھو کس کی یاد غرق نہامت ہو  
 پڑا تھا عکس نے ناز میں عرصہ ہوا اسکو  
 اٹھی موج صبا جنباں، شاخ آشیان بہم  
 وہ پائیں باغ میں پھرتے ہیں نکل و نہیں ڈوبو  
 ابھی تو سیر کو جانا لب دریا وہ سکھے ہیں  
 خیال یار کیونکر آگیا طوفان گریہ میں  
 کبھی گریہ کا طوفان ہے کبھی حیرت کا سنا

وہ ظالم عاشق آزاری کی پروا میں مشق کرتا  
 دکھا کر بلیوں کو ڈالتا ہو گل سمند میں

کیا ہے مجمع اجباب میں بے آبرو برسوں  
 جھکا ہوں تجھ سے میں کونیا مجھ سے تو برسوں  
 رہا ہوں در بدر برسوں پھر ہے کو کو برسوں  
 رکھا ہی چشم گوہر بار نے بے آبرو برسوں  
 محبت میں ادا کی ہیں نازیں بے وضو برسوں  
 مگر میں نہ پائی کیوں نجال گفتگو برسوں  
 کیا ہو جاہل ہستی کو گریہ شست شور برسوں

رہا ہے مجھے تو نے پہر سفلہ خو برسوں  
 رہی ہو لاگ حسن عشق میں بے خو برسوں  
 تھے جاننا نے ہر سمت کی ہو جستجو برسوں  
 جہاں نام آگیا اس شوخ کا بننے لگے آنسو  
 کسی کے سنگ در سے ایک مدت سر نہیں اٹھا  
 نہ بچے وہ تو کیا شکوہ دہن تھا و نشان آنکا  
 جو دھبے لگ گئے وہ لاکھ ایک نہیں چھوٹے

<p>مہے ہیں توں ہر گھر میں جیسے میرے دینیکے وہ دل میں جلوہ فرماتا گر تقدیر کی گردش</p>	<p>رہا ہوں فرقت معشوق میں بے آبرو برسوں تلاش یار میں پھرتا رہا میں کو کب و برسوں</p>
<p>لایا تو ہی تھنے خاک میں مروس سے تخلص کو مگر روئیکہ سر پہ ہاتھ رکھ کر اسکو تو برسوں</p>	
<p>جانتا ہوں تم میں خوشبوئے فاقہ بھی نہیں جب سچانے کہا اسکی دوا کچھ بھی نہیں دل کا آنا شرط ہی اچھا بڑا کچھ بھی نہیں ورنہ آہیں ناسا ہوں یا رسا کچھ بھی نہیں مفت مہتے ہونغا میں نے کہا کچھ بھی نہیں اُس نے پوچھا تو لپٹ کر کہہ دیا کچھ بھی نہیں اب تو فرقت میں بجز آہ و بکا کچھ بھی نہیں کیوں خفا ہونے لگے میں مانگتا کچھ بھی نہیں ہی فقط شہرت ہی شہرت واسطہ کچھ بھی نہیں آجکا سب کچھ ہی دنیا میں مرا کچھ بھی نہیں</p>	<p>اے گلوتم سے مجھے شکوہ گلا کچھ بھی نہیں دلے قسمت پھر اسی منتیں کرنی پڑیں ایسے ویسے گوتے کلمے پر نہیں کچھ منحصر بات جب مٹی ہی الفت میں کہ قسمت ہو رسا کن بنا پر ہی میری کال ہے سبب کی چھیڑ چھاڑ غیر کو منہ پھیر کر میں کہہ رہا تھا کچھ بڑا وصل ہی کے ساتھ تھے وہ چھپے وہ قہقہے تکو گر حسرت بھری آنکھوں نے دیکھا کیا ہوا میری ضد سے یار کو بدنام کرتے ہیں قیہ عاشقوں کو نامرادی اور معشوق کو معیہ</p>
<p>پاس ہے ملک عدم پر وین درہمت نہ ہار ایک دم کی راہ ہے اس سے سوا کچھ بھی نہیں</p>	
<p>اک زمانہ کا ہی دل پر خون تہائے عشق میں لیل پردہ نشیں مجنوں تہائے عشق میں روئیکہ سارا زمانہ خون تہائے عشق میں</p>	<p>میں ہی اک تنہا نہیں مجنوں تہائے عشق میں حسن کتا ہی تمہارا ایک دن ہو جائے گی آتے آتے آئیگا ہندی لگانے کا شعور</p>

<p>بن گئے ہیں سیکڑوں جیوں تہائے عشق میں داستانِ قیس گر لکھوں تہائے عشق میں بہ گیا گھل کر دل پرخوں تہائے عشق میں بد دعا نہیں سے کس کو دوں تہائے عشق میں گردش میں صورت گردوں تہائے عشق میں ہم تہا رہی جا میں محبوں تہائے عشق میں دل کے پنجہ میں دل خروں تہائے عشق میں</p>	<p>تم اگر ہو بحرِ خوبی قلب ہے دریائے شوق نامہ اعمال بن جائے مرا بے اختلاف جو تمناؤں کا چشمہ تھا وہی باقی نہیں آنکھ خاکی قلب مجرم عقل اندہی اب تابو رات دن ہتا ہی سرگرداں نہیں دکھو قرار کون لیا کیسی لیا کیا ہی لیا رہو ہیں دونوں کیساں ہیں ریشاں دونوں کیساں مقرر</p>
<p>اسنے پروں سے کہا کیا ہی ارادہ تو کیا اپنی ہستی کو فدا کر دوں تہائے عشق میں</p>	
<p>جھک گئیں سرِ مانگئیں بیمار آنکھیں ہو گئیں یا ہمارے صبر سے بیمار آنکھیں ہو گئیں پھر مروت الٹی جب چار آنکھیں ہو گئیں رفتے رفتے ہجر میں بیمار آنکھیں ہو گئیں لیکے خنجر قتل پر تیار آنکھیں ہو گئیں کس طرح پھر آج سا ہو کار آنکھیں ہو گئیں اب ہماری بھی بہت ہو شیار آنکھیں ہو گئیں کیا جواں مچتے ہی خود مختار آنکھیں ہو گئیں</p>	<p>وصل میں چھوٹے سے بھی جب چار آنکھیں ہو گئیں یا ہے بیمارِ الفت کی محبت کا اثر ہمنے ملنے کی قسم کھائی تھی اس سے مگر دولتِ دیار سے محروم کر کے خاک لائے اُسکے ابرو کا اشارا اک قیامت ہو گیا دل چور یا ہے انہیں نے کل ہمارا یا نہیں دیکھ کر کلبے کرینگے ہم بھی معشوق انتخاب بے تکلف دیکھتے ہو چار جانب کس لئے</p>
<p>گو ہر مقصد نظر آیا نہ پروں عمر بھر ڈھونڈتے ہی ڈھونڈتے بیکار آنکھیں ہو گئیں</p>	

بلکہ جاناں ہے یا حسرت جاناں دل میں  
 زخم خنداں ہے صد ہاگل خنداں دل میں  
 نوک مرگاں پر ہر پار ہر مرگاں دل میں  
 چار جانب ہی بیاہاں ہی بیاہاں دل میں  
 ایک لمحہ تودہ آئیں کسی عنوان دل میں  
 بیوفائی سے ہوئے جبکہ پشیمان دل میں  
 جلد یا دیر سمجھ لیتا ہے انسان دل میں  
 لے چلے رنج و غم و حسرت اراں دل میں  
 کہ ہزاروں ہیں غم و حسرت اراں دل میں

کبھی بھٹنے سے نہ آنا غم دوراں دل میں  
 ہنسنے کیا ہو کبھی دیکھو تو گلستاں کی بہار  
 عاشقوں سے کوئی پیچھے خلش دل کا مزا  
 کر گیا کون گلستاں مسرت تاراج  
 پھر نکلنے دیں یہاں سے تو ہمارا ذمہ  
 قدراں و زکریئے وہ وفاداری کی  
 ستم و جور پہ ممکن نہیں انسوئیں نہ کئے  
 غیر کے واسطے دنیا میں نچھوڑا کچھ بھی  
 ایسے مجمع میں بلانا انہیں منظور نہیں

حسرت و رنج و غم و درد تا ساف پروں  
 وہ نہیں ہیں تو بھرے رہتے ہیں تھماں دل میں

نحبت کے سبق برسوں سٹے ہیں  
 کہ ہر حالت ردی کپڑے پھٹے ہیں  
 ہوئی مینجانہ میں میکش ٹٹے ہیں  
 شراب ناب کے ساغر ٹٹے ہیں  
 وہ سائے نقش باطل اب ٹٹے ہیں  
 بجائے نقل محفل میں بیٹے ہیں  
 مرنے جتنے ہیں سائے چھپٹے ہیں  
 یہ حضرت آج زندہ نہیں سپٹے ہیں

بہت دن رس لفت میں گئے ہیں  
 جنوں میں ہو گیا ہے اب یہ درجہ  
 حرم سے واپسی پر میری دعوت  
 بہت پیرمناں ذی حوصلہ ہے  
 ریاض زہد کے جتنے تھے دیے  
 تبرک تھے مری توبہ کے ٹکڑے  
 الم کے درد کے حسرت کے غم کے  
 نہیں بیوجہ و اعطاردنی صورت



ہوئے جاروب کش اُس در کے پروں  
کہ ساری گرد مٹی میں اٹے ہیں

مصروف ہو تو اشد بان لالہ میں  
روشن ہو شمع کو چہ زلف سیاہ میں  
دیکھا ہے بے حجاب اُسی جلوہ گاہ میں  
اُس روتے تابدار کی ہر بات ہی کچھ اور  
اب بھی نظر نہ آئے تو آنکھوں کا نقص ہے  
اچھا ہے مرہٹوں تری پاؤں کے لئے  
واقف ہوں خوب گردش لیل و نہار سے  
غافل سر لے دہر میں جاگ اور زلٹا  
گر ہے عزیز دولت ایماں سنہل کے پل  
وہ زلف و رخ چھپائیں کہ رخ و نقا اٹھیں  
نغمہ وہی الایں ہیں شیخ و برہمن  
یہاں بھی اُسی کا نور وہاں بھی ایک نور  
رخسار یا رک ہے مجھے تیس دن خیال

آما سوا سے اپنے خدا کی پناہ میں  
غافل ہو وہ اُلجھ کے جو رہ جائے راہ میں  
اندھا ہوں اب جو ہر سمائے نگاہ میں  
گودہ ہی نور میں ہو وہ ہی ماہ میں  
جب شمع شمع طور سی ہو جلوہ گاہ میں  
مجاؤں بنے خاک تیری گرد راہ میں  
دنیا کا سب سفید و سیاہ ہے نگاہ میں  
سونا بہت مضر ہے مسافر کو راہ میں  
خطرہ ہی رہنری کا مسافر کو راہ میں  
کیا دخل ہے کسی کی سفید و سیاہ میں  
لیکن یہ اپنی راہ میں وہ اپنی راہ میں  
اک شمع ہو کشت میں اور خانقاہ میں  
کیا حال ہو گیا ہے مرا ایک ماہ میں

پروں عدم کو جاتے ہیں ہم سب طے جلتے  
بالکل ہٹو بچو نہیں اس شاہ راہ میں

اب کوئی ترا مثل نہیں ناز و داد میں  
کیا خوب ہے خود کرتے ہیں لوں اپنی تائیں

انداز میں شوخی میں شرارت میں حیا میں  
آفت ہو نہیں شوخی میں قیامت ہو نہیں حیا میں

<p>الفت میں محبت میں مروت میں وفا میں ہے خاکِ شفا میں نہ کہیں آبِ بقا میں تو یزید میں گنٹے میں فقیلہ میں دعا میں مخلوق میں معبود میں بندہ میں خدا میں عارض میں یونین کف دست و کف پا میں مشغول ہو لاکھ میں تو مصرفِ حنا میں الزام میں تقصیر میں عصیاں میں خطا میں</p>	<p>غیرت نہیں آتی تمہیں ہر بات میں ہنسی جب ہو دمِ آخر تو بچا لینے کی طاقت وہ چاہی تو سب کچھ نہ چاہے تو نہیں کچھ اک ادنیٰ سا پردہ ہی اک ادنیٰ سا تفاوت سرخی کے سبب خوب کھلا ہی گلِ لالہ عشاق کی خوریزی کیا فائدہ ظالم عاشق تو ہمیشہ ہے محبت کی بدولت</p>
--	--

تھے ہم بھی کبھی خوبیِ تقدیر سے پروریں  
عرفات میں مزدلفہ میں مکہ میں منامیں

و

<p>خوب گزری گی جوں ٹھیس کے دیوانے دو اب جو ہونا تھا ہوا بے خدا جانے دو شریت دید میں جتنا پیوں پہچانے دو وہ تو فرماتے ہیں مرنا ہے تو مرنے دو لکے جانے کے مرنے قتل پہ پروانے دو گتھیاں بڑ گئیں اے دوستو سلجانے دو کیا گرے پڑے تھے اس شمع پہ پروانے دو سنو ربان کو ڈانٹا کہ انہیں جانے دو گھر گیا ہوں میں بلاؤ نہیں تو گھر جانے دو</p>	<p>محفل و عطا میں مجھ کو بھی ذرا جانے دو مر گیا میرا دل زار تو مرنے دو چشم گریاں کے مئے پاس ہیں پانے دو اس کی لپچھتے ہو میرے لئے جانے دو عشق بھی شاکی ہوا در حسن بھی فریادی ہے ٹوٹ جائے نہ کہیں رشتہ الفت دیکھو شمس دن کو ہے قمر رات کو خود دیدار سوئے وقت آج تو جاننا کی حالِ قسمت تم سلامت رہو زلفونہ کرو کچھ پروا</p>
---	--

<p>خوب سنیے گا مے منہ سے مفصل احوال قیسؔ فریاد نہیں چھوڑتے پیچھا میرا</p>	<p>عرض کرتا ہوں فراد دل کو ٹہر جانے دو ساتھ رہتے ہیں جہاں جاؤں یہ دھونے دو</p>
<p>شور و فریاد کے جاؤ برابر یروں سقف گردوں بھی جو گرتی ہو تو گر جانے دو</p>	
<p>جو دنیا ہو مجھے اچھی طرح فیاض بن کر دو حیا کتنی ہی باتیں بھی کرو تو سر جھکا رکھو بھوونکو چار جانب وار کرنیکی اجازت دو ہوا جو کچھ ہوا شکوہ نہیں معلوم ہو عادت فنائی اللہ کیا ہے پھر بقا باللہ ہو جاؤ تمہارے لطف کا طالب ہوں محفل کی نہیں روا</p>	<p>بیاباں ہوں مجھے رشک چمن بلکہ عدن کر دو جوانی کتنی ہی گر گالیاں بھی دو تو تن کر دو خدا نے نیچے بختے ہیں تم شمشیر زن کر دو دل نالاں کو واپس تم پر کر دو نہ بن کر دو خودی سے خود سمجھ کر ترک اپنا ماؤں کر دو اگر چاہو تو اپنی ذات کو خود انجمن کر دو</p>
<p>یقین جانو کہ دوزخ سے ٹھکر خلد میں ہو چکے مدینہ کے لئے یروں اگر ترک وطن کر دو</p>	
<p>ناز و انداز پس لے رشک قمر جانے دو وعدہ وصل نہ لو تا ہے مؤذن باقی و اعظو کعبہ و بیتا نہ ہے دل کو یکساں دوستوں نے جو کہا آپ پر وہ مٹے ہیں سب کو معلوم ہے بمثل ہو معشوق نہیں یاد آتا ہے شب وصل یہ کہنا ہر بار قتل عالم کے لئے تیغ نہ باندھو اللہ</p>	<p>انہی باتوں میں نہو جائے سحر جانے دو پہلے اس دشمن انصاف کو مہربانے دو سخت کا فرہیز جہر جائے اُدھر جانے دو ہنسکے فرمایا کہ مرتے ہیں تو مہربانے دو تو بھی یردہ میں ہو رشک قمر جانے دو ہو گئی ہو گئی وہ دیکھو سحر جانے دو بال سے بھی کیس تپتی ہے کمر جانے دو</p>

عیش میں طیش میں تکلیف میں یاراحت میں جس طرح عمر گزرتی ہے گزر جانے دو

مجھ کو بھی وسعت رحمت کا یقین ہے پروں

عرصہ حشر میں بے زاد سفر جانے دو

غش میں ہوں زلف معتبر ہی سونگھا دو مجھ کو  
غیر تقصیر کرے اور سنا دو مجھ کو  
آرزو یہ ہے محلہ کا پتا دو مجھ کو  
خیر پہلو میں نہیں دل میں تو جا دو مجھ کو  
میری موجودگی سے آگے شہرت ہی بہت  
بگڑے جاتے ہوتے جاتے کھنچے جاتے ہو  
بے سبب بردوں پر بل کی ضرورت کیا ہی  
میں تو خاموش ہوں وہ کرتے ہیں تم کو بدنام  
تم نے چھوٹی نہیں سونگھی نہیں دیکھی بھی نہیں  
فتنہ پر دانہ ہو عیار ہو عاشق کش ہو  
اب تو مضبوطی سے کرتے ہو تم اقرار وفا  
خواب غفلت میں ہوں سرشار الہی تو یہ  
ڈال دو کوچہ جاناں میں تن خشک مرا  
فرط الفت ہے ہر بات یہ جی ہاں جی ہاں  
بیخودی میں نہ بھڑک اٹھے کہیں آتش عشق  
بواہوس لاکھوں مگر عاشق صادق معدوم

جھوٹ کہتا ہوں تو کوڑوں کی سزا دو مجھ کو  
مدعا یہ ہے کہ دنیا سے مٹا دو مجھ کو  
یہ نہیں ہے توقف نام بتا دو مجھ کو  
اور یہ بھی نہیں تو زہر کھلا دو مجھ کو  
کو سننے غیر کو دوا اور دعا دو مجھ کو  
میری تقصیر ہے کیا یہ تو بتا دو مجھ کو  
خود گلا کاٹ لوں شمشیر اٹھا دو مجھ کو  
کو سو غیر ذکوہ مری جان دعا دو مجھ کو  
یہ تو سب بیج ہے مگر منہ تو سگھا دو مجھ کو  
بد دعا دو کہ مری جان دعا دو مجھ کو  
دیکھو ایسا نہو آخر میں دعا دو مجھ کو  
دوستو نہو نصیحتیں جگا دو مجھ کو  
آندھو تم ہی ٹھکانہ سے لگا دو مجھ کو  
ورنہ بھولا ہوں جوتوں میں اڑا دو مجھ کو  
اپنے دامن کی نہ لٹکے ہوا دو مجھ کو  
ایک تو چھ سا زمانہ میں بتا دو مجھ کو

اعترافات کی بھرا ہے سب پر روں  
کس طرح رہتے ہیں دنیا میں سکھاؤ مجھ کو

<p>یہ قاعدہ عام ہے کہ بہتری چاہو بیماری کی شوخی ہو کبھی شرم و حیا ہو محشر سے ڈرو غیب کے پردہ میں بھی کیا ہو ہوتا ہے وہی جو کہ مقدر میں لکھا ہو بیماری ہو معلوم تو کچھ اُسکی دوا ہو ہے نشتر مڑگاں سے محبت تجھے آئیں اے ظالم اس بات پر لرزہ نہیں چڑھتا ممکن ہے کہ لاشے یہ کبھی غیر کا پیغام خط لکھنے میں سفاک کی ہیں سینکڑوں نفس دیکھو فلک پیر کو راحت ہے نہ آرام مر جائے مگر سمت دیر یا رنہ بھولے</p>	<p>پھر جاؤ جد ہر جلتی زمانہ کی ہوا ہو اتنا تو بتا دو مجھے تم اصل میں کیا ہو ممکن نہیں ظالم کا طرفدار خدا ہو گو سے سے کسی کے نہ بھلا ہو نہ برا ہو ناراض ہو غصہ ہو مکدر ہو خفا ہو دنیا کے ہوں غار اور ہمارا کف پا ہو تم ظلم کرو اور خدا دیکھ رہا ہو کیوں میری طرف گزر بار صبا ہو جل جاتے ہیں تحریر میں گر لفظ وفا ہو جو سب کی بُرائی میں ہو کیا اُسکا بھلا ہو دل کی یہی تعریف ہے خود قبلہ نما ہو</p>
--	--

اعلا اگر اوصاف بشر میں ہوں پروں  
الفت ہو محبت ہو مروت ہو وفا ہو

<p>ابن مریم نے دیا کچھ نہ سہا راہم کو رشتہ پھونک دیا رشتہ نے مارا ہم کو ایک سا وقت زیادہ نہیں رہتا ہرگز سبب محبت ہوئی ہے غضب آلود نگاہ</p>	<p>زندگی آپ نے بخشی ہے دوبارہم کو کوئی دیکھے نہیں اتنا بھی گوارا ہم کو سحر و شام یہ کرتے ہیں اشارا ہم کو سبکے سم شربت دیدار نے مارا ہم کو</p>
--	---

<p>وہ کہاں وصل کی راتیں کیاں تجھے دن          خوب محفل میں محوئے شربتِ دیدار سے سیر          خوف یہ ہے کہ نہو جائے کہیں شادی مرگ          توبہ کرتے ہی بنی لال پر ہی سے واللہ          اب کسی سے نہیں دنیا میں فاقی امید          بھولے چوکے سے نہیں وار پڑا قاتل کا</p>	<p>جتنا گردوں نے چڑھایا تھا اتارا ہم کو          آج ساقی نے پلائی ہے دوبارا ہم کو          لکے کیوں عاشق جان باز پکارا ہم کو          آج واعظ نے وہ شیشہ میں اتارا ہم کو          اک ترے فضل ذکر مہا سہارا ہم کو          دیکھے جان کے پہچان کے مارا ہم کو</p>
<p>صاف دل صاف کما کرتے ہیں پر پیوں          دنیا سازی کی نہیں آتی مارا ہم کو</p>	
<p>گردل نہ ہو دماغ نہو اور جبگر نہو          ممکن ہے میرے جذبہ دل میں اثر نہو          دشوار ہے بشر کی طبیعت میں شر نہو          بقیاب میں ہوں اور تھے دل کو خبر نہو          ممکن نہیں کہ آہ و فغاں میں اثر نہو          مشہور ہے جو چیز کہ جاوے نام سے          لوگوں کے پند و وعظ سے الفت سے باز نہو          ایمان دیں اڑائے وہ کافر ہزار میں          یوں بن سحر کے دیکھ نہ آئینہ بار بار          بے اس کے آئے میں گیا ہوں نہ جاؤں گا</p>	<p>دکھ درد کی کسی کی کسی کو خبر نہو          ملنے کا اشتیاق ادھر ہو ادھر نہو          پتھر وہ کونسا ہے کہ جس میں شر نہو          نالہ نہیں وہ نقل ہے جس میں اثر نہو          سب جانتے ہو جان کے تم بے خبر نہو          کیوں اے مبصر و کس اس کی نظر نہو          ایسا قصور مجھ سے کبھی عمر بھر نہو          اس طرح دل میں آئے کسی کو خبر نہو          جمع کو یہ وہم ہے تجھے اپنی نظر نہو          اے موت بس خدا کے لئے میرے سر نہو</p>

پرویں نے آہ و نالہ سے محشر مچا دیا  
پتھر ہے دل نہیں اگر اب بھی اثر نہ ہو

<p>و عظم میں کہتے ہو جو بات تم لے جلا دو گال پر سرخ نشان صاف نظر آتا ہے آنسوؤں کا مے اچھا نہیں جاری رہنا ماتمی رنگ میں آئی ہو اگر اسے زلفو اک نشانی کی ضرورت ہی نہ کرنا انکار ایک بوسہ کی طلب، کوئی دولت کی پس تم عیادت کے لئے میرے سر پہ آکر وعظ سننا ہی سعادت۔ مگر ایسا تو نہ ہو مجھ کو مے نے کیا واعظ کو بیاں مے نے اڑ گیا طائر جاں رہ گیا بخبر باقی کبھی ملنے کبھی کہنے کا میں مطلب سمجھا کیا تماشا ہے کہ سب کہتے ہو مجھ کو مجنوں</p>	<p>جو نہ سمجھا ہو دلال سے اسے سمجھا دو اصلیت اسکی سمجھ جاؤں تو مجھ کو کیا دو ملک میں ورنہ بڑ بچائیں کہیں مر یاد دو مر گیا دل مرا الفت میں مجھے پر سادو داغ چھلے کا نہ دو بلکہ مجھے چھلا دو اسکے دینے سے بھی انکار کرو یا تم دو ملک الموت کو چاہو تو ابھی ٹھلا دو اب ہوں جس آہ پر اس سے بھی مجھے بھگا ایک کے بدلے زمانہ میں مٹے رسوا دو تم ہو مختار اسے گاڑ دو یا جلوادو آتش شوق کو تم چاہتے ہو بھڑکا دو اچھا جنوں تمہیں تو مجھ کو مری لیلالادو</p>
---	--

عارفوں کے بہت غرق معاصی پرویں  
اپنی تحفل میں اسے آخری صف میں جا دو

<p>دولتِ علم کی پروا نہیں زرداروں کو حشر میں موقع دیا جائیگا لاچاروں کو میر جاجاں روشنی حسن جہاں میں پھیلی</p>	<p>اور تحصیل کی وسعت نہیں لاچاروں کو یہ خبر کر دو زمانہ کے ستمگاریوں کو زیر برقع نہ رکھو چاند سے رخساروں کو</p>
--	---

کیسے آزادی ملے تیرے گرفتاروں کو  
 خلق بیکار سمجھنے لگی تلواروں کو  
 کون کو تر پہ پلائے گا گنگاروں کو  
 تیرے دربار میں لائیں گے گنگاروں کو  
 تندرستوں سے جدا کتے ہیں بیماروں کو  
 آج آزاد کرو اپنے گرفتاروں کو  
 کر دیا نظروں نے پھلنی تری یواروں کو  
 تاکہ عاری نہ کروئیں تری تلواروں کو  
 سو پو اللہ کو تم عشق کے بیماروں کو

نشہ عشق میں ہیں دونوں جہاں سے فارغ  
 جب ابرہ نے ترے مات کیا بجلی کو  
 جو قدر کی ہوساتی ہیں دیے جھکو  
 اتنی امید پر زندہ ہوں کہ روز محشر  
 غیر محرم ہیں رقیب ان سے تو آنکھوں کو بچا  
 عید قرباں ہو یہی روز ہے قربانی کا  
 حملہ ورجا طرف سے ہوا شوق دیدار  
 سخت جاں جھکو نہ کہنا مے قاتل ہرگز  
 ہو چکی ان کی مداوات طبیبو اللہ

عشق میں آنے سوا ہر کوئی گردش یروں  
 ایک عرصہ ہوا ثابت ہے یہ ساروں کو

میساجے علاج درد فرقت ہو تو کیونکر ہو  
 نہیں کیسوی خالق کی عبادت ہو تو کیونکر ہو  
 شب فرقت کی ظالم دور ظلمت ہو تو کیونکر ہو  
 مقابل آنے خورشید قیامت ہو تو کیونکر ہو  
 محبت ہو تو کیونکر ہو عداوت ہو تو کیونکر ہو  
 گزارہ پھر بجز صبر و قناعت ہو تو کیونکر ہو  
 تری باتوں میں ایو اعطا عداوت ہو تو کیونکر ہو  
 عزیز و دور دنیا کی مصیبت ہو تو کیونکر ہو

بجز تیرے فنار بج و مصیبت ہو تو کیونکر ہو  
 کبھی گرد و نگی دشت اور کبھی صیاد کا ڈھک  
 رخ ہمتا یا ہمتا بسخ ہیں فر کے چشمے  
 نہ داغ دلی سی سوزش نہ عارض کی سی تابی  
 نہیں جب دل ہی ہلویں تو جھکوا بل عالم  
 فلک دے زمانہ ناموافق بخت برگشتہ  
 درشتی تلخ گوئی تند خوئی تیرا شیوہ ہے  
 نہ انہیں شرع کی عزت نہ انہیں عقل کی وقفت



رقیبوں کا یہ پہرہ اُسکے در پر رات دن پرویں  
کبھی مجھ سے بھی صاحب سلامت ہو تو مجھ کو نہ

ہر باں فریاد سے وہ بیروت ہو تو ہو  
اتو اُسکے دھیان میں ہتا ہی کا فردل مرا  
ہے دم عیسیٰ سے بہتر تیری گویائی مگر  
اپنے پاؤں سے وہ گھائے عدم کی آہ پر  
جتنی حرمت کے ہیں قائل میکہ میں بادہ خوار  
شرق سے تا غرب سب ہیں تیرے مشتاق جمال  
چرخ یاور ہو نہیں سکتا موافق روزگار  
یہ صباحت یہ ملاححت ان تہوں پر ختم ہے

اُسکے پردہ میں نہاں شور قیامت ہو تو ہو  
ہاں بڑے لپے میت مصروف عبادت ہو تو ہو  
زندہ اب تک تیرا بیمار محبت ہو تو ہو  
تیرے بیمار الم میں اتنی قوت ہو تو ہو  
زاہد و نہیں فحش زری کی اتنی حرمت ہو تو ہو  
خلق کو اُسکے سوا کچھ اور حسرت ہو تو ہو  
آپکے نزدیک ممکن کوئی صورت ہو تو ہو  
حور جنت کیا کھوں عینی کی صورت ہو تو ہو

کیا کھوں پرویں ملائکہ کہتے ہیں لکا طواف  
محرم تر اس سے کعبہ کی عمارت ہو تو ہو

پاکے اغیار کو امنوس کیا گم مجھ کو  
کو تے کیوں ہو مجھے میری خواہش سے ہی  
گلشن دہر میں قدرت نے کیا مجھے بخل  
بحر الفت کے جو حالات ہیں مجھے بوجھو  
میری تقدیر کی دنیا میں مسرت ہی نہیں  
شہر میں آتے ہی ہو جاتی ہو وحشت مجھ کو  
ہو گیا فرط محبت سے نہایت شکی

چند ہی روز میں میں بھول گئے تم مجھ کو  
تم سلامت رہو اللہ کرے گم مجھ کو  
خندہ بھولوں کو دیا اور تبسم مجھ کو  
پیش آتے ہیں نئے روز تلاطم مجھ کو  
گر یہ خندہ ہے مجھے نالہ تبسم مجھ کو  
راس آتی ہی نہیں صحبت مردم مجھ کو  
گھیرے ہتے ہیں جہاں بھر کے تو ہم مجھ کو

لب جاں بخش سے کدو نہ تھیں قم جھکو  
دیئے اکبارگی لے پیرمیاں خم جھکو  
بخشنا تھا نہ اگر خسر تکلم جھکو

کیوں کرو حضرت عیسیٰ کا مجھے منت دار  
چار چلو سے ہوگی کبھی تسکین میری  
کیوں دکھایا مجھے موسیٰ کی طرح نور جمال

جانتے ہیں وہ محبت کی نشانی روئیں  
شاد ہوتے ہیں جوتے ہیں تو ہم تجھ کو

تو ہی اب دور کر اس صدمہ روحانی کو  
تم بھی گردیکھتے عاشق کی پریشانی کو  
جس نے دشوار کیا ہے مری آسانی کو  
موت آتی نہیں اس غول بیابانی کو  
خیر ابرئے حمد ار کی برانی کو  
عیب جو لوگ سمجھتے ہیں یشمانی کو  
خط میں لکھوں میں اگر اپنی پریشانی کو  
کیا کرو نہیں تھے رخسار کی تابانی کو  
بادشاہی سے نہ بدلوں تھی ربانی کو  
وہ نہیں تو نہ چھو بادہ ریحانی کو  
لوگ چھڑیں غم ہجر کے زندانی کو  
کھینچتے کیوں ہو تم اس تیغ صفاہانی کو  
روک لیتے تھے تم اس بحر طغیانی کو  
ناخدا چھوڑے اس کشتی طغیانی کو

اے فلک تو نے چھڑایا ہی مرے جانی کو  
کیا تعجب ہے ستمگاری سے تائب ہوتے  
وہ ہی آسان کر بگا مری دشواری کو  
صبح تک وزڈراتی ہو شب غم جھکو  
لاکھ بجلی میں ترپ ہو نہیں پاتی لیکن  
نہیں امید کہ دل میں بھی یشماں ہونگے  
ڈرے پڑ کر نہ کہیں دہم و برہم ہو جائیں  
یہ کوئی چیز نہیں دیکھنے دیتا جھکو  
کاش اگر خوبی تقدیر سے حاصل ہو جا  
دوستو اس کو مع انخیر چلا آنے دو  
ہم کو بھی ایک ن آزاد کرنے کا اللہ  
تانتے کیوں ہو بھویں مجھے کشید ہو کر  
خوف جھکو ڈوبے نہ الم کا دریا  
ناصحاروک نہ رو نیو یہ رکنے کا نہیں

اور تصویر بڑھاتی ہے پریشانی کو  
 دے زلیخا تو نہ لوں یوسف کفانی کو  
 میرا دل ہے تیرے ہمراہ نکبانی کو  
 وہ ہی آباد کرے گامری ویرانی کو  
 جلد آبادی سے بدلو مری ویرانی کو  
 پوچھتے کیا ہو مری بے سرو سامانی کو

دیکھ لینے سے بھڑک جاتی ہے سوزِ فرقت  
 تیرے قدموں کی قہقہہ کھاتا ہونے والے  
 تو سفر میں بھی اکیلا نہیں حاشا ملکہ  
 جس نے ویران کیا ہے مری آبادی کو  
 جس قدر جلدی سے ممکن ہو میرا جاؤ  
 ضبط باقی ہے نہ تسکین نہ تحمل نہ حواس

دل ہے پتھر تو نہیں غور کرینگے پروں  
 سوچا کرینگے ہم اس یوسف کفانی کو

غیب سے کوئی نہ کوئی آئیگا امداد کو  
 سی دیا کفائے کفائے لب فریاد کو  
 مسجدیں گانی ہوئیں کیا خدا کی یاد کو  
 آنے والے قبر میں بھی آئیں گے امداد کو  
 جو برابر جانتا ہوا د کو بیداد کو  
 دیکھ لو پابند گلشن سرو سے آزاد کو  
 سننے والے سن ہی لیتے ہیں می فریاد کو  
 رات بھر مہائے سننے ہیں می فریاد کو  
 جان شیریں سوئپ دو ٹکاتیشہ فرہاد کو  
 چھڑ کر بھڑکائیں گے پھر شعلہ فریاد کو  
 معجزہ سے تم نے پانی کر لیا فلا کو

شادمانی کیا ہوگی خاطر ناشاد کو  
 کیا خیال آیا خدا جانے مے جلا کو  
 کیوں اجاڑا زار ہدوتجنا نہ آباد کو  
 پیرو مشد خوب تسکین ہے دل ناشاد کو  
 ایسے کس کی جفاؤں کا گلہ کیا بچ کیا  
 بے تعلق عالم اسباب میں کوئی نہیں  
 پھر نیوالے بھری دیتے ہیں مرادست مراد  
 حشر کے دن کیا گواہوں نے ہونے شرمسار  
 میں بھی حجئے شیر لاؤنگا اگر ہمت ہوئی  
 دیکھ کر خاموش مثل شمع جلتے ہیں رقیب  
 آبِ خنجر کی روانی دیکھ کر حیراں ہوئیں

شیخ ہے پرویں ہرکے راہر کا لے ساقند  
وہ ہیں میرے بھولے کو میں نہیں اُنکی یاد کو

غیروں سے بیجا ب سر بزم تو نہ ہو مجھ سے کشیدہ وصل میں اتنا بھی تو نہ ہو اُس بزم میں بار نہیں جس میں تو نہ ہو لے شیخ ہم سے بحث کی بے آبرو نہ ہو آساں نہیں ہے زخم محبت کا اندال بیہودگی سے خلق میں کیوں ہو قارہو دریا کی تہ میں کون ہی موتی کا قدر دل فرش زمین کرتے ہی دی اشک نے صدا جو ٹوٹ جائے بیعت پیر مغاں نہیں مقصود ہے خدا تو خدائی کو چھوڑے کیسی شراب شیخ بھر کتا ہے نام سے	اور ہو تو میرے بعد مے روبرو نہ ہو ہو جائے صبح اور بہم گفت گو نہ ہو جیسے چمن میں گل نو غنچہ میں بو نہ ہو حضرت آپ سے تم تم سے تو نہ ہو بلکہ رفو گردوں سے بھی اسہیں رفو نہ ہو بٹھا ہے جو حوصلہ گفت گو نہ ہو جب تک وطن سے دور نہ آبرو نہ ہو ایسی جگہ نہ جائے جہاں آبرو نہ ہو واغظ خطا معاف یہ تیرا وضو نہ ہو آمادہ نماز کبھی بے وضو نہ ہو اتنا بھی کوئی منکر لا تقنطوا نہ ہو
---	--

پرویں مے دماغ میں ہے ایک ہی خیال  
جس کی طلب ہے وہ ہی کیس چارو نہ ہو

آئینہ کر رہا ہے جو دعویٰ جواب دہ ہر واں زبان تیغ بھی تیغ زباں کے ساتھ دن کٹ گیا تو چروہی شرم و حیا یہ کیا کس کی مجال آپ سے اُنکیس لڑا سکے	تیغ نکھ اٹھا و خدا را جواب دو کون ایک بات لکے سے گاجواب دو کیا میں نے شب کا نام لیا تھا جواب دو آپ اپنی چشم عریہ جو کا جواب دو
--	---

<p>یہ کس کے قتل کا ہے اشارہ جواب دو          جھوٹا ہوں میں نہ تھا کوئی وعدہ جواب دو          پھر اُس پہ بار بار تفتاضا جواب دو          کس واسطے ہو چپ میسے خیدا جواب دو</p>	<p>کس کے لئے ہیں خنجر خراگ تے ہوئے          کیا کہہ رہی ہیں بچی نگا ہیں بتاؤ تو          پہلے زبان کاٹ لی پھر مجھے بات کی          اللہ اب وہ کہتے ہیں یہ میری لاش پر</p>
<p>پرویں کسی کی عرض تمنا کون کے یوں          چپ رہنے کی سند نہیں یہ کیا جواب دو</p>	
<p>یہ سب باغ حسن میں ہیں لا جواب دو          میرے دل و دگر کے ہیں حاضر کیا جواب دو          تکلیف شرع مجھ پہ نہیں اب شراب دو          یہ مال مفت کا تو نہیں تھا حساب دو          حسرت بھری نگاہ ہے سائل جواب دو          گر میرے دل کو آپ حق انتخاب دو          پہلو میں ایک دل ہے مگر اضطراب دو          جان خزیں پہ ہوتے ہیں میسے عذاب دو</p>	<p>رخسارِ پریا میں مہ و آفتاب دو          مست فی شباب ہو وہ بزمِ غیر میں          ساقی کے چشمِ مست نے دیوانہ کر دیا          بے گنتی میں نے بوسہ لئے اور وہ یہ کہتے ہیں          لب بند ہیں اگرچہ میرے رعبِ حسن سے          بازارِ کائنات سے چن لئے دردِ عشق          وہ بے نقاب آئے ہیں اور غیر ساتھ ہی          دردِ سراقِ طعنہ ابناء روزگار</p>
<p>پہلے تو وصال ماہِ عرب پھر وصالِ خود          پرویں نے ایک ات میں دیکھے ہیں خواب دو</p>	
۵	
<p>ہر چیز میں ہے قدرت پروردگار دیکھ          لالہ کی طرح دل ہے مرا اعدا دیکھ</p>	<p>عارفِ خزاں کو دیکھ نہ فصلِ بار دیکھ          گلکاریاں جو عشق کی ہیں لے نگار دیکھ</p>

<p>آئینہ کی نظر بھی نہ ہو جائے دہم ہی  اُسکے خیال میں رہ بلا سے شراب پی  جیسے ہو تجھ سے شربت دیدار کو پلا  ایا تھا کل جہاں سے تو یوں نا امید  وہ کہتے ہیں جنوں ہی تو اس کو چہ یہ نکل  آہستہ چل کہ دل میں ہزاروں ہیں حسرت  یہ کس کے کشتگان جہاں جواب ہے  گھر سے نکل کے سیرِ حرم کو کہاں چلا</p>	<p>اے مہلقانہ آئینہ کو بار بار دیکھ  تو جام میں بھی جلوہ رنے نگار دیکھ  اغیار کر نہ جائیں کہیں زہر مار دیکھ  جانا ہے پھر وہیں دل امیدوار دیکھ  جا کوئے دشت دیکھ کوئی کوہسار دیکھ  یا مال ہونہ جائے حرے شہسوار دیکھ  تازہ بنے تھے ہیں ہزاروں ہزار دیکھ  تو آئینہ میں حسن کے اپنی بہار دیکھ</p>
<p>جو ہو رہا ہے خلق میں پروں تو دم نہ مار  خاموش بیٹھ قدرت پروردگار دیکھ</p>	
<p>پہلو و پشت و سینہ و رخسار آئینہ  کف آئینہ بر آئینہ رخسار آئینہ  ہٹتا نہیں جو سامنے سے اُسکے رات دن  یہ تو مراقب ہے میں مانتا نہیں  رخ کا ہی عکس دلیں تو رخ میں ہی دکا عکس  خلوت میں اُسکے نور سے عالم ہے طور کا  غش کھلے گر پٹے نہ کہیں رعبِ حسن سے  کس میں ہے آب و تاب سوا دیکھ لیجئے  رخ کا اور اس کا ہو گیا اکبار فیصلہ</p>	<p>ہے رزمگاہ حسن کا یہ چار آئینہ  ہے سر سے پاؤں تک ہستیا آئینہ  ہم سے سوا ہے طالب دیدار آئینہ  کیوں دیکھتا ہے آپ کو ہر بار آئینہ  ہے آئینہ کے سامنے ہر بار آئینہ  ہیں آب و تاب سے درو دیوار آئینہ  اس واسطے ہے پشت بدیوار آئینہ  اکبار اس کا چہرہ اور اکبار آئینہ  اچھا ہوا کہ مان گیا ہر آئینہ</p>

لے آبِ حن ساغرِ شارا آئینہ	لبریز ہے شعاعِ رخ دلفروز سے
پرویں جہاں میں اسکی تھپکتی نہیں پاک حیرت کا آپ کرتا ہے افسرِ آئینہ	
یقیناً آگ میں درگھاس میں دیوار ہے پردہ دلوں میں خیر ہو تو آہنی دیوار ہے پردہ جہاں شرم و حیا کا گل ہے بیکار ہے پردہ وہ ہیودہ ہیں خود جو کہتے ہیں بیکار ہے پردہ رہو آرام سے تم آہنی دیوار ہے پردہ کھٹکتا آنکلی آنکھوں میں مثالِ خار ہے پردہ	بھائے محفت و عصمت کا اک اسرار ہے پردہ اگر شر ہو بہت کچھ بھی ذمہ دار ہے پردہ یہ ہے دشوار یورپ میں اگر دشوار ہے پردہ بہت سی خوبیوں کا آج وعدہ دار ہے پردہ اگر کیسی ہی نظرس تیز ہوں برائیں سکتا پرانی عورتوں کو تھوڑا جو بد نظر چاہیں
نہوں یا جوج و ما جج اس کے درپے کدای پروں نہ چاٹا جائیگا وہ آہنی دیوار ہے پردہ	
یقیناً زمیں کم ہے دریا زیادہ زباں کاٹ لوں گا جو رو یا زیادہ اسی وجہ خط میں نہ لکھا زیادہ نہ لیسنار زیادہ نہ دینار زیادہ اگر نہ شمشاد آتنا زیادہ خدا جس کو دیتا ہے جتنا زیادہ خدا کے کرم پر بھروسا زیادہ ملا یا ہے شاید نمبر اتنا زیادہ	میں چپ کم رہا اور رو یا زیادہ شب وصل مرغِ سحر یاد رکھنا میں نازک فرا جی سے آفتِ بھون کا دو بجے لے اُسے دو گالیاں وہ سیر چمن کے لئے آ رہے وہ اتنا ہی بنتا ہی حرصِ محرم عمل پر مجھے اعتماد اپنے کم ہے جو آہنیں تھے خاک سے ہیں روشن

مجھے الفت زلف جب ہے پروں  
بتاتے ہیں وہ جوش سودا زیادہ

سمجھانے سے ہوتا ہے الم اور زیادہ  
دیکھیں تو بڑے کس کا قدم اور زیادہ  
مقبول ہوئے درد الم اور زیادہ  
آپ اُس سے بھی ہیں بنبر قدم اور زیادہ  
بڑھ جاتی ہے تعداد قسم اور زیادہ  
دشوار ہوئی راہ عدم اور زیادہ  
بڑھ جائے نہ وہاں شوق ستم اور زیادہ  
ہوتا ہے مجھے شوق صنم اور زیادہ  
اُکرتے ہیں مراناک میں دم اور زیادہ  
گردن نہ کرو جان کے ختم اور زیادہ  
دیتے ہیں اُسے اہل کرم اور زیادہ  
اُٹے ہو تو اک چار قدم اور زیادہ  
رکتا ہے میں آ کے قلم اور زیادہ  
محفوظ رہیں صید حرم اور زیادہ  
لیتا ہی وہ جھک جھک کے قدم اور زیادہ

کیوں آپ مجھے دیتے ہیں غم اور زیادہ  
کر ظلم تجھے میری قسم اور زیادہ  
وہ کرنے لگے جب ستم اور زیادہ  
سننے تھے کہی خضر کو اے حضرت زاہد  
جب جھوٹے منوانے کی ہوتی ہی ضرورت  
دنیا کا سفر ضعف سے دشوار تھا جھکو  
تعریف کروں جو روجنا کی تو یہ غم ہے  
بتخانہ سے جتنا کہ مجھے رکھتے ہیں لوگ  
کان اُنکے بھرا کرتے ہیں جسوقت بداندیش  
سمجھے نہ کوئی جو روجنا پر ہوئے نادم  
اے پادشہ حسن جو خود منہ سے نہ مانگے  
مسجد ہی کے سایہ میں ہی بیتخانہ بھی اعظ  
جو مقصد اہل ہے ادا ہو نہیں سکتا  
امید نہیں یار کے پیکانِ نظر سے  
جتنے وہ تنے جاتے ہیں شمشاد کے آگے

دو ہاتھ سوا اسکو لگانے پڑے پروں  
عشاق میں جب سے ہوئے ہم اور زیادہ



نیکی بدی ہو سائے جہاں کی خدا کے ہاتھ  
 باب قبول تک نہ گئے التجا کے ہاتھ  
 الفت میں ابے شرم ہمارے خدا کے ہاتھ  
 اور غیر کو بڑے جھڑکنا چھوڑ اس کے ہاتھ  
 گردن میں اس نے ڈال دیئے جب تک کے ہاتھ  
 بانسے گئے ہیں صل میں زد خنک کے ہاتھ  
 کھانا ہو نہیں قسم ترے سر کو لگا کے ہاتھ  
 اور نیلے دل ملائیں گے مجھے لاک کے ہاتھ  
 لیتی بلائیں تہتے جو باد صبا کے ہاتھ  
 دیتا ہے سرو قد کو دعائیں اٹھا کے ہاتھ  
 ہٹ جاؤ میری لاش کو پس تم لگا کے ہاتھ

اہل دفا کے ہاتھ نہ اہل جفا کے ہاتھ  
 افسوس آج ٹوٹ گئے کیا دعا کے ہاتھ  
 دل بک چکے عشق میں اُن لڑکے کے ہاتھ  
 وہ اسکا مجھ سے لطف عنایت ملا کے ہاتھ  
 میں کیا بتاؤں کتنا غم و رنج کھٹ گیا  
 ہندی لگا کے بازو نہیں سے دست پا  
 جب تک ہے تن میں جان چھوڑو نگاہ قدم  
 وہ چال بازیوں میں زمانہ میں فرد ہیں  
 تیرے قدم سے ہے چین حسن کی ہمار  
 بیٹھتے ہیں پھول لالہ رخسار پر درود  
 دیکھو شکست موت کو ہوتی ہے یا نہیں

پرویں نے بیوفائی کا شکوہ جو کچھ کیا  
 رخ پھیر کر وہ ہنس دئے منہ کو لگا کے ہاتھ

جسے دیکھو وہ ہے خدامِ کعبہ  
 فلک سے جانے اُبھے بامِ کعبہ  
 سحرِ طغیہ زن ہے شامِ کعبہ  
 گرے مسجد میں سب ہمنامِ کعبہ  
 لیا جس وقت دل سے نامِ کعبہ  
 کہیں انت بنی اصنامِ کعبہ

جہاں میں ہے یہ فیض عامِ کعبہ  
 فرشتہ اور کچھ اونچا اٹھاؤ  
 ہے نور و صفائے صحنِ دیوا  
 رسول اللہ جب تشریف لائے  
 خدا کے سامنے سمجھو کہ ہو پنے  
 دکھائیں گے رسول اللہ اعجاز

<p>تو یہ سمجھے کہ یہ ہے بام کعبہ  جہاں ہے بندہ بے دام کعبہ  جھکے اخلاقاً آخر بام کعبہ  خوشی سے بڑھ کے تھے آلام کعبہ  جہاں بھر میں بچا ہے دام کعبہ  بنا ہے چاہ زفرم جام کعبہ  یہاں پر جو ہیں خاص و عام کعبہ  اک آغاز اور اک انجام کعبہ  یہ فراش اور وہ خیمہ کعبہ  وہ بیشک ہے تہ الزام کعبہ  نہ اکھڑینگے کبھی اقدام کعبہ</p>	<p>سیما چرخ چارم پر جو ہونچے  دل دانا ہے ہر جا اُسکا بچہ  کیس پر فلک کھائے نہ ٹھوکر  جو ج کر آئے وہ ہی جانتے ہیں  گرفتار محبت ہے زمانہ  سبیل شریعت کو تر لگی ہے  وہی کھلاتے ہیں ہاں حور و غلام  خلیل اللہ حبیب اللہ دونوں  زمین ہو یا فلک سب اُسکے خادم  جو دولت مند جگ کرنے نہ جائے  پلٹ لے فتنہ محشر پلٹ جا</p>
	<p>جو بیچ پوچھو تو ہے یہ بات پرویں  ہیں مخدوم جہاں جندام کعبہ</p>
<p>کہہ لٹھتے ہیں ہم خواب میں بھی لائے مدینہ  جنت سے سولہ ہے مجھے صحرائے مدینہ  اور دلیس یہ ارمان کہ کب آئے مدینہ  گو دل میں دوبارہ ہی تمنائے مدینہ  جب تک ہے کسی دل میں تو لائے مدینہ</p>	<p>پھر دل میں دوبارہ ہے تمنائے مدینہ  طوبہ کے طلب گار نہ کوثر کی تمنا  اک وقت وہ تھا جبکہ سفر میں تھی یہ چیز  اب بخت سے امید نہیں کہ وہ پہنچائے  اس خطہ کفار میں رہنے پہ تبرا</p>

<p>گر اُس کی عنایت ہو تو آسان ہے پرویس پھر کہنچ بلائے مجھے مولا نے مدینہ</p>	<p>کبھی پریشاں کبھی ہوں مضطر الہی توبہ الہی توبہ پھر اُس پر امید جام کو تر الہی توبہ الہی توبہ جہاں ہر سمت شور محشر الہی توبہ الہی توبہ جگمگ میں برچی گلے پہ خنجر الہی توبہ الہی توبہ تو آستے توڑا کہا بگڑ کر الہی توبہ الہی توبہ ہزاروں صدے ہیں ایک لپڑا الہی توبہ الہی توبہ</p>	<p>فشار قبر و سوال محشر الہی توبہ الہی توبہ حرام کاری شرابخواری کیا غضب ہے بیا باری عجیب مسکن ہو گئے جہاں کوئی ہو سب کوئی ہو جا تمہاری ابرو تمہاری فرگاں ہو ہیں یہ غصہ ہے لہ ملا جو تہنا تو دل نہانا خلعت مضمیٰ بنا جو سہ ہزاروں بے ہزاروں شکن ہزاروں کو ہزاروں شکن</p>
<p>عجب پرویس برا زمانہ نہیں بانی کا کچھ ٹھکانا جو پہلے بد تھا وہ اب ہے بد تر الہی توبہ الہی توبہ</p>	<p>کیا نصیب کی برائی ہے الہی توبہ کیا رقیبوں کی بن آئی ہے الہی توبہ یا رہ تک سب کی رسائی ہے الہی توبہ کس قدر نرم کلائی ہے الہی توبہ کس قدر انگو پلائی ہے الہی توبہ نیکستامی یہ کائی ہے الہی توبہ واہ کیا دل میں سمائی ہے الہی توبہ کتنی دیدہ میں صفائی ہے الہی توبہ بات کیا جلد اٹائی ہے الہی توبہ</p>	<p>ہجر میں غم کی چڑھائی ہے الہی توبہ کتنے کانوں کے وہ کچے ہیں اللہ کی پنا نالہ ہوا وہ ہو فریاد ہو یا زاری ہو ہو چکا قتل جہاں تیغ بھی اٹھنے کی نہیں شیخ صاحب بھی نہیں بچے بیاں سے نکلیے دل لگی آپ کی خلق میں بدنام ہوئے چاہ کر تلو بھلا اور کو کیونکر چاہوں نے گئے چھین کے دل میل نہیں جتوں پر بوسہ مانگا تو کہا شکر خدا اچھا ہوں</p>

نہیں معلوم کہ کس شخص کا منہ دیکھا ہے	آج پھر غم کی چڑھائی ہے الہی توبہ
کس قدر خاک اڑائی ہے الہی توبہ	کوچہ عشق کی سیج پوجھو تو ہم نے پرویں
جان دینی بھی کچھ وفا ہے یہ دل وحشی کو یہ ہوا کیا ہے ہوش میں آتو لے بت طناز مار کر بھی نہ تجھ کو صبر آیا گالیاں دیں قبیحیں ہم کو موت آجائے گر توجی جائے	بلکہ معشوق پر جفا ہے یہ اپنے دشمن پہ کیوں قدا ہے یہ مجھ سے عاشق پہ کیوں جفا ہے یہ رو دیئے قبر پر و لا ہے یہ عشق کے جرم کی سزا ہے یہ تیرے بیمار کو شفا ہے یہ
دل پرویں کو دیکھ رکھ رکھا تھ	ہاتھ رکھنا بھی کچھ خطا ہے یہ
گزرتی ہے جو روضہ سے ہوا یا حضرت حمزہ کر و میری مدد ہر خدا یا حضرت حمزہ ہوا جاتا ہے میرا دم فنا یا حضرت حمزہ مریض جاں بلبس لا دوا یا حضرت حمزہ مریض جاں بلب کی زندگی منیسے بدتر ہی نہ اب سنے کی حالت ہی نہ جانے کی حاجت ہے میری اس عقدہ لائل کو بھی لٹل نہ کیجئے طاہر ہو گو ہر مقصد جسے اس آسمان سے	وہی بن جاتی ہے بار صبا یا حضرت حمزہ برائے مرتضیٰ و مصطفیٰ یا حضرت حمزہ خدا سے کیجئے آپ التجا یا حضرت حمزہ ہوئے ہو ہند کے مشکل کشا یا حضرت حمزہ عنایت کیجئے مجھ کو شفا یا حضرت حمزہ کہ خود ظاہر ہی میرا مدعا یا حضرت حمزہ برائے جدمین مشکل کشا یا حضرت حمزہ نہور و ضہ یہ وہ کیونکر فدا یا حضرت حمزہ

نظر آتی ہے شانِ کبریا حضرت حمزہ  
 سنبھا لو ورنہ میرا دم چلا یا حضرت حمزہ  
 اگر ایک طائر جاں نچ گیا یا حضرت حمزہ  
 نہو گا شکریہ ہرگز ادا یا حضرت حمزہ  
 نخل ہو کر لٹ جائے قضا یا حضرت حمزہ  
 تمہیں ہو سکے تو عہدہ برآ یا حضرت حمزہ  
 نہ کیجے گا زیادہ التوا یا حضرت حمزہ

ذرا گردیدہ باطن سے دیکھیں دیکھتے دے  
 ہزاروں آفتیں لاکھوں مصائب اور تین  
 جگہ دونوں آشیانِ قلب میں ہانکیں بزد و نکو  
 مرادیں پوری برائیں تو واللہ تادمِ محشر  
 اگر صید اجل بھی اوڑھے اُس وضو یہ اجائے  
 مجھے گیسے ہوئے ہی حیح گردوں۔ ہن سکرے  
 سخی کے درس بے مانگے ملا کرتا ہی سائل کو

کمالِ ضعف سے یہ خوف اُس باغالی تک  
 پہنچتی بھی ہی پرویں کی صدا یا حضرت حمزہ

## ی

ہے یہی خلق کا ایمان رسولِ عربی  
 میری بستی نہ ہو ویران رسولِ عربی  
 آپ کے ہاتھ ہے میدان رسولِ عربی  
 اس میں ہوتا جو گریبان رسولِ عربی  
 دونوں عالم کے نگہبان رسولِ عربی  
 کل یوم ہونی شان رسولِ عربی  
 جو ہوا آپ کا ہمان رسولِ عربی  
 چلنے دیتا نہیں شیطان رسولِ عربی

دونوں عالم کے ہو سلطان رسولِ عربی  
 جاؤں میں صاحبِ ایمان رسولِ عربی  
 حشر کے روز کہ ہر شخص پریشان ہوگا  
 چاک میں کرتا ابھی جا نہ ہستی اپنا  
 میری امداد یاں بھی ہو شفا و اں بھی  
 تازہ تر جلوسے ہیں رباب بصیرت کے لئے  
 نارا کا خوف نہ جنت کی تمنّا اُس کو  
 شرع کا راستہ سید باہی گرائے مجھے

<p>آپ ہیں ناسخ ادیان رسول عربی  یہ بخوبی ہے یہ اعلان رسول عربی  نفس ہے نوح کا طوفان رسول عربی  یہ بھی ہے آپ کا فیضان رسول عربی  ایک و دین کی ہے ہمان رسول عربی  اس کا اللہ نگہبان رسول عربی  رہ گیا دید کا ارمان رسول عربی  تھے کبھی آپ کے ہمان رسول عربی  لامکاں پر تھے ہمان رسول عربی  سب پہ ہے آپ کا احسان رسول عربی  خلق جب ہوگی پریشان رسول عربی</p>	<p>آپ کا سکہ و خطبہ ہے جہاں کی وفق  آپ مختار دو عالم ہیں خدا کے نائب  پس تو یہ ہے کہ ڈوبو یا ہے اسی نے جھکو  آپ کے دین کی ابتک ہے جہاں میں عزت  قوم کا حال یہی ہے تو ہماری شوکت  ہو چکی ہے تری امت سے شریعت رخصت  ہم نہ اُس وقت مجھے لئے ہماری قسمت  یا داتا ہے مدنیہ کا سماں صل علی  یہ فقط آپ کا رتبہ ہے کہ معراج کی شب  مرض شرک سے دی آپ نے دنیا کو شفا  آپ ہی سے کج قیامت میں دلائل نجات</p>
---	--

یہ کثیر آپ کی پروں تھے تنہا کیا چیز  
خاندان آپ پہ قربان رسول عربی

<p>اور بے اختیار آتا ہے  آفت روزگار آتا ہے  اور پھر بار بار آتا ہے  جان کا خواستگار آتا ہے  دیکھنا وہ شکر آتا ہے  رفتہ رفتہ اُجھار آتا ہے</p>	<p>بھولی باتوں پہ پیار آتا ہے  لومراشہ سوار آتا ہے  گر یہ بے اختیار آتا ہے  اُن کا ہر ناز اُن کا ہر غمزہ  دیکھ کر مجھ کو شوخیوں نے کہا  کیا یہ کیا یک جوان مجھے تھے میں</p>
---	---

<p>دیکھئے کب تدار آتا ہے وہ مرا یا رخسار آتا ہے مجھ کو اور اعتبار آتا ہے</p>	<p>بیقراری بھی اب تو کہتی ہے دیکر دل کو بولا چاہِ ذوق ہم نشیں آنکھیں عہد و پیمان کا</p>
<p>ہائے پرویں کو شدتِ غم سے درِ دُستِ بخار آتا ہے</p>	
<p>ہم چھانسیں غلیق کو کوئی ہم کو نہ پھانے پوشیدہ نہیں واقف اسرارِ نہاں سے ہیں تو متاثر مری فریاد و فغاں سے یا حورِ نخل آئی ہے گلزارِ جہاں سے مضمون چلے آتے ہیں گلزارِ جہاں سے فرماتے ہیں نیچے یہ کسی اور کو جھانے اے پیرِ فلک تو نہ برائے گا جواں سے چلنے بھی نہ پایا تھا ابھی تیر کماں سے تم جا ہو تو زندہ مجھے کر دو ابھی ہاں سے</p>	<p>سب کی یہی خواہش ہو کہیں گونہ زباں سے صورت سے عیاں ہے نہ کون گائیں نہ باں سے تیر سے عیاں ہے نہ کہیں گو وہ زباں سے یہ تو کواں شان سے آتے ہو کہاں سے لکھتا ہوں تجھ اُس حورِ شامل کے میں وصال جو کہتا ہوں اُس شمع سے دم دیتا ہوں تہہ اللہ نہ کر ظلم میں اُس شمع کی تغلیب اللہ سے صیاد کہ دل ہو گیا بسمل جس طرح کہ مردہ کیا دم بھر میں نہیں سے</p>
<p>ہر وقت ہے پرویں مجھے عقیقہ کا تصور جانا ہے پلٹ کر وہیں آئے ہیں جہاں سے</p>	
<p>پھر ہم کو کیا تر دور و زار ہے ختمِ رسل ہے خالص پروردگار ہے اے قلبِ مضطرب تجھے کھوں انتشار ہے</p>	<p>جب آپ ہیں شفیع حق آمرزگار ہے ثابت ہی حرفِ حق قرآن کے مصطفیٰ پہلک صبا مدینہ سے آتا ہے صبح و شام</p>

<p>دنیا تری فدائی ہے عجبی شمار ہے  تیرے رخ منیر کا آئینہ دار ہے  الفت ہے جس کو تجھ سے وہی رنگار ہے  کیا کیا خیال خاطر امیدوار ہے  دونوں جہاں میں تیرا بڑا اختیار ہے  ہر سپہ عظمت و غرور و فتار ہے  لے چل صبا اڑا کے یہ نشت غبار ہے  ختم اس لئے سپہ عقیدت شعار ہے  جنت ہی خوش جہیم کو کیا انتشار ہے  نور خدا ہے رحمت پروردگار ہے  احمد جمال قدس کا آئینہ دار ہے</p>	<p>مختار دو جہاں ہے تو محبوب کبریا  آردوں پہ آفتاب جو روشن ہے خسرو  یہ صاف کمدیا ہے خدا نے کہ حشر میں  آنکھیں ہوں اور خاک مدینہ ہو اور میں  بیشک تو ہی ہے باعث ایجاد کن فکال  ہر ذرہ خاک راہ مدینہ کا دوستو  بتیاب ہو رہا ہوں مدینہ کے شوق میں  لیتا ہے یہ بلائیں مدینہ کی بار بار  لو اہل حشر وہ لب معجز نہا کھلے  بے سایہ تو ہے سایہ خلاق دو جہاں  دیکھا جمال پاک تو ثابت یہی ہوا</p>
--	---

پرویں بھی اک فدائے شفیق نام ہی  
کیا اُس کو خوف پریش و ز شمار ہے

<p>کیا جوش عشق خاصہ پروردگار ہے  احمد جمال قدس کا آئینہ دار ہے  ماند مرغ قبلہ نامہ بقیہ دار ہے  ہجر عرب میں حجے گہر ابدار ہے  گلشن میں آج آمد فصل بہار ہے  برجی بنے تو سینہ عاشق کے پار ہے</p>	<p>یہ دل کو کیا ملال ہے کیوں اشکبار ہے  سیما نور یار سے صاف آشکار ہے  دل اشتیاق باغ مدینہ میں آج کل  سایہ پڑا ہے گو ہر دندان کا اس لئے  بوجے مدینہ لیکے چل ہے نسیم صبح  گر حسرت زیارت مژگاں مصطفیٰ</p>
--	--



تیری نگہ سے آہوئے وحشی کو رشک ہو  
نقشِ سم براق ہے یا ماہِ آسماں  
گل نے کیا ہے چاک گریباں تے بغیر  
والشمس تیرا طرہ دستار مائیے  
تیری زیارت لے شہِ لیلِ لعلی  
گر بیٹھے بیٹھے بھی نہ رہوں محوئے یار  
بیراہن شفاعتِ عالم ترے لئے  
مخمس طر قوا کی صدائیں بلند ہیں  
یہ حال ہے فساقِ مدینہ میں یا نبی  
اکسیر ہے کہ سرمہ ہی باخاک کھئے دوست  
صنعتِ اپنی روئے محمد بنادیا  
دار و مدار کون مکاں تیری ذات ہے  
گر چند روز اور جہاں میں جئے تو کیا  
روئے نبی کا جھکو تصور ہے ہر گھڑی

تیری کند زلف کا عالم شکار ہے  
ہر منیر یا ترا آئینہ دار ہے  
سنبلی نے بال کھولے اشکبار ہے  
یہیں تے گلوئے مبارک کا بار ہے  
کیونکر کہوں کہ رویت پروردگار ہے  
تو یہ بھی مجھ پہ اک ستم روزگار ہے  
کیا جست جامہ لے قدر کمت شعار ہے  
آتا ہی کون کسپہ شفاعت کا بار ہے  
لب خشک چہرہ زردی دلِ انداز ہے  
خاک شفا ہی سودہ مشک تیار ہے  
نقاشِ باغِ دہر عجب دستکار ہے  
تجہ سے ثبات گردشِ لیل و نہار ہے  
تیرے بغیر دار جہاں مثل دار ہے  
فضلِ خدا سے دل مرا آئینہ دار ہے

پرویں بہت ہے عہی در ماندہ یا نبی  
تیری نگاہِ لطف کی امید وار ہے

صحرا یہ کس کی خاطر فرس زمر دیں ہے  
یہ جسم ہی وہ جاں ہی نقشِ نکس ہے  
نفسِ لعینِ سنگریہ مار استیں ہے

کس واسطے زمانہ رشک نگار چین ہے  
عشقِ رسولِ اکرم دل سے ہوا ہی توام  
شیطان سے بچے گر کیا مطمئن ہو خاطر

پہونچائے گردینہ تورب العالمیں ہے  
والشمس کی مفسر پیشانی میں ہے  
ایسا کوئی کرم ایسا کوئی حسیں ہے  
تو اس کا ہم نفس ہے وہ تیرا ہمقرین ہے  
ساغر ہے تیرا نور ساقی مہ میں ہے  
صل علی سراپا گلشن میں یا سہیں ہے  
تو آفتاب دنیا تو ماہتاب دیں ہے  
دوش نبی نہ ہلتی یا زلف عنبریں ہے  
تن ہند میں پڑا ہی ہر شے کیس کہیں ہے  
پیشانی ہے کشادہ اور چشم سرگین ہے  
ہمد ہمیں نبی کی ہر بات کا یقین ہے

ہوں گرچہ بقیرنیہ مارا ہے بکیسی نے  
واللیل اذ اسجی کی تفسیر زلف احمد  
شمس و قمر سے پوچھو دنیا میں تم چھپے ہو  
لفظ دنی سے شاہا یہ ہو رہا ہے پیدا  
مینا کے بلے وہاں پر ہے سلسبیل و کوثر  
ورد زبان گل ہے وہ خاتم الرسل ہی  
انجم کے انجن میں یہ ذکر ہو رہا ہے  
باد صبا یہ کیا ہے نافہ کوئی پھٹا ہی  
دل ہے سوئے مدینہ جاں کرلا پہ نائل  
کس شان سے چلے ہیں امت کو بخشولنے  
وعدہ وفا کرینگے کوثر یہ وہ میں گے

پرویں ہمارے دلیں درد کی آگ میں  
جز عشق رئے احمد فکر دگر نہیں ہے

میں بھی ہوں آل نبی میرا ٹھکانا ہی  
غیر کا ذکر تو دل میں سما نا ہے یہی  
یہی حسرت یہی ارمان تمنا ہے یہی  
نفس امارہ کا ہاتھوں سے مٹا نا ہے یہی  
عے الفت کے پیاسوں کا ٹھکانا ہے یہی  
آپ کا فیض بھی اک عام بھروسا ہے یہی

سگے رینگے رہوں آج سے ٹھکانا ہی  
آپ کا نام جنہوں ہاتھ میں لیکر سمرن  
جلوہ خاص سے آنکھیں مری روشن کھجے  
چھوڑ کر عشرت عالم سے روضہ پر ہوں  
چشمہ فیض سے ہو جائے اشارہ ساقی  
گرچہ ناقابل نسبت ہوں گر لے شاہا

اپنے دیدار سے پرویں کو مشرف کیجے  
اصل مقصد ہے ہی اصل تمنا ہے یہی

<p>موسز ہے کہ نالہ بے اثر ہے زمین پر تم دماغ افلاک پر ہے مری دونوں طرف یکساں نظر ہے لگاؤ تیرے گاں شوق سے تم وہ تنکڑ چلتے ہیں کس ناز کے ساتھ ادھر ہے خال ادھر ابروئے خمدار بڑی مشکل ہے یوں دل چھین لینا جہاں سجدہ میں ہے قبلہ کی جانب غم جانناں سے کتنا ہے مراد دل دلو نہیں بھی یونہی ہے آتش عشق</p>	<p>مرے دل یا ترے دل کو خبر ہے یہ کیا انداز لے رشتک قمر ہے زمین پر تم قمر افلاک پر ہے یہ پہلو ہے یہ دل ہے یہ جگر ہے یہی مخمل جوانی کا مشر ہے حسینوں کے لئے تیغ و سپر ہے تری باتوں میں جادو کا اثر ہے مری خواہش در جاناں کدھر ہے رہا کر شوق سے تیرا ہی گھر ہے نہاں جس طرح پتھر میں شر ہے</p>
---	--

خدا را شام سے روونہ پرویں

ابھی سر پھوڑنے کو رات بھر ہے

<p>پلی ہے خوشی سے خوب دوا کا بمانہ ہی تم جانتے ہو نوع میں ہوں درد بھر ہے لیتے ہو وصل میں بھی کلیجہ میں چٹکیاں تم دونوں ہاتھ اٹھاکے مجھے خوب کوس لے مندی لگا کے لیٹ رہی ہو شیفہ صال</p>	<p>ظالم ہے مست لغزش پا کا بمانہ ہے بے موت مائے تہوشفا کا بمانہ ہے دیتے ہو جھکوز ہر دوا کا بمانہ ہے میں خوب جانتا ہوں دعا کا بمانہ ہے واللہ غضب کا جیلہ بلا کا بمانہ ہے</p>
--	--

مطلوب ہے شکار کرے وہ جہان کو	میں جانتا ہوں ناز واداکا بہانہ ہے
عادت ہی ہے خدا کی بنا نا بگاڑنا	پرویں فقط بفت و فنا کا بہانہ ہے
<p>جان آمادہ ہے دم بھر میں نکلنے کے لئے</p> <p>تری انگشت خنائی سے مقابل نہوئی</p> <p>دُہری دُہری ہو محبت میں مصیبت دل پر</p> <p>ہو شب وصل مے دل میں تلاطم بر پا</p> <p>خود ہی پڑمردہ ہو دل اس کو نہ کیجے پامال</p> <p>واعظ شہر بھی اک فقرہ میں لغزش کہا جائے</p> <p>زرموز یور ہو مکانات ہوں یا اہل وعیال</p> <p>چڑھ گئے غیر کے ہتے وہ لگا کر ہندی</p> <p>ہم کو ہے سینہ بسینہ یہ پرانی تعلیم</p>	<p>اجل آتی ہے کہیں ہجر میں نکلنے کے لئے</p> <p>شمع آئی تھی فقط بزم میں جلنے کے لئے</p> <p>یہ ہی بجھنے کے لئے ہو می جلنے کے لئے</p> <p>کشکش کتے ہیں ارمان نکلنے کے لئے</p> <p>پاؤں چلنے کے لئے ہیں کہ کچلنے کے لئے</p> <p>پاؤں آمادہ ہیں ہر وقت پھسلنے کے لئے</p> <p>کچھ کھلونے ہیں یہ بچوں کے بھلنے کے لئے</p> <p>عمر بھر اب کف افسوس ہیں مٹنے کے لئے</p> <p>جام بھرنے کے لئے خم ہیں اُنٹنے کے لئے</p>
آگئی بزم میں پرویں بھی تو کیا ہی الزام	پاؤں نچتے ہیں خدا نے اُسے چلنے کے لئے
<p>شب وصل ساری بسر ہو گئی ہے</p> <p>محبت خدا جانے کیا رنگ لائے</p> <p>قیامت سے بدتر ہے اُن کا بگڑنا</p> <p>نہیں مدتوں ہجر میں آنکھ جھپکی</p> <p>اگر آج شب کو نہ آؤ تو جہانیں</p>	<p>کہا مان جاؤ سحر ہو گئی ہے</p> <p>سنہبے اُنہیں بھی خبر ہو گئی ہے</p> <p>خدائی ادھر سے ادھر ہو گئی ہے</p> <p>یونہی روتے روتے سحر ہو گئی ہے</p> <p>ہماری دجا کا رگر ہو گئی ہے</p>

<p>نظر ہے کہ بجلی نگہ ہے کہ خنجر فلک اپنی فتنہ گری پر نہ پہولے مقدور پر اپنے نہ ہونا زکیوں کہ نصو رہی آٹھوں پر گیسوؤں کا مرا منیت کرنا اور ان کا کہنا</p>	<p>پڑی ہے جد ہر کار گر ہو گئی ہے تری آنکھ بھی فتنہ گر ہو گئی ہے تری ٹھوکروں میں بسر ہو گئی ہے یہ کالی بلا میرے سر ہو گئی ہے نہ رو کو نہ رو کو سہ ہو گئی ہے</p>
<p>نہیں حوصلہ اس میں پہلا ساروں مرے دل کو تیری نظر ہو گئی ہے</p>	
<p>جز ترے بیک دری کا سا چلن کس کا ہے دہر گزار ہے لیکن یہ چین کس کا ہے جو سراپا ہے ترا رشک چین کس کا ہے لب پہ گویائی کا قبضہ ہے کہ خاموشی کا جس طرح آئے اسی طرح چلے جائیں گے جنگو خط لکھا ہی ہم بھی ہیں خیر داران سے امرا اُسکے ہیں شاکی غرا اس سے تنگ رخ سمن غنچہ دہن لا بدن قد شمشاد مچکو الزام بہت دیتے ہیں ناصح لیکن</p>	<p>دلو جو چین لے بیانتہ پن کس کا ہے اگل سارخ کس کا غنچہ سادہ پن کس کا ہے اگل سارخ کس کا غنچہ سادہ پن کس کا ہے کچھ تو فرمائیے یہ لعل مین کس کا ہے بیوٹن کون ہے یاں اور وطن کس کا ہے جز رقیبا و لقب مشفق من کس کا ہے پہلے کس کا تھا اور اب چرخ کن کس کا ہے غیر کا ہے کہ مرا کہ یہ چین کس کا ہے یہ بھی فرمائیے کہ بے داغ چلن کس کا ہے</p>
<p>مچکو شکوہ نہیں لیکن یہ تباہیوں کو تیر سینہ میں مرے تیر فلک کس کا ہے</p>	
<p>زندگی میں کیا نہ تھا لطف فکر میسے لئے</p>	<p>روئے ہو کیوں بعد مردن لے صنم میسے لئے</p>

<p>لے منجم اپنے گھر جا پیش آئے گا وہی  واہ کیا الطاف ہو نہ درگم غیر و کا حق  گر نہیں ہے چرخِ بیاں پہنے کو بیہ بھڑ میں  فتح کر دنیا کو تو اور میں لکھوں تیری ثنا  تو سراپا حسن ہے اور میں سراپا عیبوں  کو چہ الفت میں کیا آیا قیامت آنکئی  پادشاہوں کے کین بڑھ چڑھے ہو اسکا فقیر</p>	<p>ہو چکا ہوگا ازل میں جو رقم میرے لئے  واہ کیا انصاف ہو جو رستم میرے لئے  ہے ابھی خالی پڑا ملک عدم میرے لئے  ہے علم تیرے مناسب اور قلم میرے لئے  مج تیسرے واسطے ہو اور دم میرے لئے  سینکڑوں خطرے ہیں یہاں تیری قسم میرے لئے  کاسہ در یونگی ہے جامِ جم میرے لئے</p>
<p>خدا کی دی ہوئی نعمت ہو عقل کام تو لے  نہ کر معاویہ گرتے ہوئے کو تھام تو لے  شبِ فراق نہ کر اجتنابِ نشہ سے  مرے غبارِ بنے خاکِ جھوٹ کی آنکھوں نہیں  میں اور اپنی غیبت کروں معاذ اللہ  حلال کرنے سے پہلے گناہ ثابت کر  گر ایک شخص بھی ہو مخرف تو میں ضامن  نہ پیچھوئے گلگوں مجھے بلا تو سہی</p>	<p>سب ہیں اہلِ آئیں پروں میں ہوں وہ ہوں  آچکا ہے صرف کیا جفت اقلیم میرے لئے  نہ کر مضائقہ پینے میں اک دو جام تو لے  اگر کلام کی فرصت نہیں سلام تو لے  اگر تو بخچہ نہیں ہے شرابِ خام تو لے  کسی طرح ہو قیوں سے انتقام تو لے  رقیب آکے مئے منہ پہ میرا نام تو لے  ہمارے باب میں تو لے خاص عام تو لے  تو اپنے ہاتھ میں دنیا کا انتظام تو لے  خدا کے واسطے تو لے نبھال جام تو لے</p>
<p>ایسی ذہن میں پروں بھی قابلِ خدمت  امیدواری میں وچار روز کام تو لے</p>	

مرا گلو و سوسراپا اک چین ہے  
 مری خلوت بھی رشکِ چین ہے  
 مرادل اُس سہی قد کا چین ہے  
 مرا سینہ عجب رشکِ چین ہے  
 کمال عقل اک دیوانہ پن ہے  
 کہ شیریں کو کُن ہے نل دُن ہے  
 تو مطلع اُس کا چاک پیر ہن ہے  
 تو پھر کیوں یہ خیال ماوِمن ہے  
 مرا سینہ ہے یاد دارِ المُن ہے

نہ تما سروتِ غنچہ دہن ہے  
 ہجومِ حسرت و حرمان و غم ہے  
 نہ تیخانہ نہ کعبہ ہے نہ ہے عرش  
 ہزاروں داغ ہیں لالہ کھلا ہے  
 جنوں ہوتا ہی چھا جاتی ہی حیرت  
 یہ وحدتِ محبت کے اثر سے  
 ہی داغِ دل اگر خورشیدِ تاباں  
 اگر باقی نہیں ہے وہم ہستی  
 غمِ الفت غمِ فرقت غمِ دل

یہاں کچھ امتحاں دینا ہے دُن  
 فضا ئے قدسِ پروں کا وطن ہے

آنکھیاں اُنھیں زمانہ کی جدہ ہو گئے  
 روکتے کیوں ہوا اگر آنکھ سے آنسو نکلے  
 مرے جی اُٹھتے ہیں جس سمت جدہ ہو گئے  
 حضرت دل بھی غرض دشمن پہلو نکلے  
 جب مے دلیں گئے تیر تر ازونکے  
 آنکھ سے بھی ستم ایجاد نہ آنسو نکلے  
 بات چہ کرتے ہیں جس میں کوئی پہلو نکلے  
 آنکھ کیا آنکھ نہ جس میں بھی آنسو نکلے

ایسا اللہ کرے نامِ جفا جو نکلے  
 اپنی تقدیر کو روتا ہوں تمہارا کیا ہی  
 کس قیامت کی ہو رفتار تری شکمِ مسیح  
 پردہ پردہ میں کیا کام ہمارا پورا  
 بچے میزانِ محبت میں تجھے تول لیا  
 منہ سے ات کر نیکی تو تو نے قسم لی ہی  
 لطفِ آمیز ستم ہے کہ نہ گہر جاؤں  
 دل وہ کیا دل ہی کہ جس میں غم عشق ترا

<p>گیسوتکتے ہی ہے زلفوں نے کام اپنا کیا          جو تو ایسا کہ جو اٹھ نہ سکے ہائے ستم          وہ ستم دوست ہوں کہتا ہوں شب وصل میں بھی          زندگی کا فزا آجائے گا اللہ کرے          بچ تو یہ ہے کہ جو میزان نظر میں تولیں</p>	<p>سانپ تو تھے ہی غضب قہر یہ کچھو نکلے          اور یہ تاکید خبر دار نہ آسوں نکلے          میرے گھر سے نہ الٹی وہ جھا جو نکلے          جان عاشق کی تمہارے تہ زانو نکلے          حسن یوسف ترا یا سنگ ترا زانو نکلے</p>
<p>دل نہ دے بیٹھنا بھولیے تم اسکو پروں          کیا خبر کیا دل آزار وہ گلرو نکلے</p>	
<p>طریق عشق بھی ایدل عجیب سنان ستا ہی          نہ آئیں وہ نہ نہیں پراصل ہی سے کوئی کد          برائے دیکھے کس کی تمنا آج مقتل میں          دل دین جان ایمان یار گر مانگے تو کیا مانگے          ہماری آہ وزاری میں سد اسانوں کا جو ہے          نہ پوچھو کوئے قاتل کا کہ وقتناک قصہ ہے          مرثہ کی یاد میں زیر معیلاں اپنا مسکن ہے          مجھے ہم جب سے عاشق اقربا تک ہو گئے دشمن          براہو سخت جانی کا مرا سرنگ سے توڑو          کیا کرتا ہی دعا طر روز غیبت بادہ خوار نہیں          ہنسی بھاتی نہیں گرد و گونا گہ ہی میں ملتا ہے</p>	<p>سراسر شہر خاموشاں اسی رستہ میں بستا ہی          کہیں ایک ترا مشتاق مدد سے ترستا ہی          کہ وہ تیغ و سناں لیکر کرٹکے سے کستا ہی          خدا ناکردہ کیا بوسہ تمہارا ایسا بستا ہی          کہ اس برق گرتی ہی تو اس سے بیٹھ بستا ہی          کوئی مرتا تر بستا ہی کوئی سٹرا بستا ہی          جسے سفا کرتے ہیں میں بھولوں کا دستا ہی          کوئی بیوجہ لڑتا ہی کوئی ناحق کہنتا ہی          تمہاری تیغ ٹوٹی ہی مری خاطر شکستا ہی          پرانی آگ میں بجخت اپنا منہ جھلستا ہی          اگر زہر دگی سے بھی کوئی غنیہ بکستا ہی</p>



سہا جائے کی صورت چرخ پر پرویں کی منجی  
یراب ناقدر دانو نہیں ذلیل و خواستہ ہے

کیا پوچھتے ہو ہجر میں کس طرح ہم ہے  
ملنے کی راحتیں کبھی چھٹنے کے غم ہے  
جو روح جاسی کبھی لطف و کرم ہے  
لاکھوں برس اگر ترے کوچہ میں ہم ہے  
ساقی کا لطف پیر مغاں کا کرم ہے  
مطلب یہ ہے بھی یہ زمانہ ہے فدا  
آئی بیمار تو بہ شکن جام مے لے  
گھر کس کا شام کو کبھی مسجد میں پڑ ہے  
انساں ہنسے تو اتنا کہ آنسو نخل پڑیں  
دلیس ہو تو غیبے باتوں میں عیب ہے  
سو خوبوں کی خوبی ہو معشوق کے لئے  
تج کو جفا میں ہم کو وفا میں کمال ہے  
عشق تباہ میں چل نہیں سکتا کوئی بشر  
ناصح تری نصیحتوں کو دور سے سلام  
مرے لگے بتوں پہ تو مرنے کا خون کیا  
گستاخی ہو معاف جوانی میں آدمی  
زندہ نہ مردہ ناک میں دم ہم تو عمر بھر

صد با قلق ہزاروں اہل لاکھوں غم ہے  
دنیا میں جسے آئے دو علی میں ہم ہے  
ہم تو ہمیشہ تھنہ مشق ستم رہے  
عشرت کے دن گزرتیوں بھری گم ہے  
جام سفال ہاتھ میں یا جام جم رہے  
میری بلا سے دیر رہے یا حرم رہے  
بالائے طاق ہی مری قول قسم ہے  
عاشق کی مہوج ہے کبھی مندر میں م ہے  
روئے تو اسقدر کہ نہ آنکھوں میں نم ہے  
زلفوں میں کیا مضائقہ گریخ و خم ہے  
سید ہی نظر کے ساتھ گرا برو میں خم ہے  
تم ہے کم ہے ہونہ ہم تم سے کم رہے  
گر پاس نام و ننگ اُسے ہر قدم رہے  
میں باز آیا مجھ پہ ہمیشہ کرم رہے  
دم ملے عاشقی میں تو ثابت قدم ہے  
ثابت قدم رہے نہ ثابت قدم ہے  
برزخ میں درمیان وجود و عدم رہے

پاس خرد ہے نہ لحاظ دم رہے  
کیا خوب اور حضور ہی ہم کے ہم رہے  
پہلے سے تم ہے ہونہ پہلے سے ہم رہے

الفت میں اچھے اچھوٹے ہوتی ہیں لغزشیں  
الفت بڑی تو آپ نے تو کر دیا مجھے  
غیروں نے ٹکومت نے مجھے سخت کر دیا

اک سر ہزار سودا کا پتروں علاج کیا  
پہلا سادل رہا ہی نہ پہلے سے ہم ہے

شہر بھر میں ہی اسی ہر طرف چھائی ہوئی  
وہ تری ترچی نظروہ آنکھ شرمائی ہوئی  
کیا نہیں تو وہی اس گل کی ٹھکرائی ہوئی  
آرگئی کا فورین بن کر حیا آئی ہوئی  
شوخیوں میں دب گئی شرم و حیا آئی ہوئی  
اور چلتے وقت کی باتیں وہ گھبرائی ہوئی  
آگے آگے پھر رفیق راہ تنہائی ہوئی  
ہاں ہمیں پر ہے طبیعت ٹوٹ کر آئی ہوئی  
یہ قیامت ہے تمہاری چال کی ڈہائی ہوئی  
دل نہیں اک لاش ہی سینہ میں فنا آئی ہوئی  
دیکھتے ہی دیکھتے رخصت تو انا آئی ہوئی  
میرے دل پر ہی ابھی غم کی گٹھا چھائی ہوئی  
اسکی کم میری سو آواز بھرائی ہوئی  
اب تو نادانی ہوئی یا مجھ سے دانائی ہوئی

کچھ طبیعت آجکل پاتا ہوں گھبرائی ہوئی  
ہائے غارتگر صبر و شکیبائی ہوئی  
ای صبا چلتی ہی کیوں اس درجہ اترائی ہوئی  
وصل میں اچھی طرح جب بادہ پیمائی ہوئی  
شب کے جب ابرو و فرکانی صفا آئی ہوئی  
ہائے میری بےقراری اور آنکا اضطراب  
قبر تک پہنچا گئے سائے عزیز و اقربا  
ہاں تمہیں پر جان دیتا ہوں تمہیں پہنچتا ہوں  
ٹکڑے ٹکڑے ہیں جگر کے شیشہ دل جو چور  
جس میں طاقت ہے نہ حرکت ہے نہ خواہش ہے نہ جان  
بیٹھتے ہی بیٹھتے محفل میں بیخود ہو گیا  
خوب و نید و کہ یہ رٹے کی رٹ سکتا نہیں  
آبدیدہ ہو کے وہ آپس میں کتنا الوداع  
منٹیں کرتا ہوں درگزر و خدا را بخشد و

بیشکی رکھی تھی اک امید برائی ہوئی  
تو بہ تو بہ یہ بھی تیری طرح ہر جانی ہوئی  
جب کا شام ہوئے خلقت تا شائی ہوئی  
یا د آ جاتی ہی جب وہ بات سمجھائی ہوئی  
کیا رقم جاتی رہی ہی ہاتھ سے آئی ہوئی  
ریل بھی پھرتی ہی اسٹیشن کیا ترائی ہوئی  
تجھ کو آئے یا الٹی غیر کی آئی ہوئی  
اس سے کیا ہوتا ہی گر سہمی شناسائی ہوئی

شکوہ وعدہ خلافی کا ملا اچھا جواب  
حور پر میری طبیعت آئے کیا مقدور ہے  
خود ہی سوچ دیکھنے والو نکا ہمیں کیا قصور  
رستے رستے ٹھہر جاتا ہوں تیری سر کی قسم  
دیکے دل غصہ میں دایس اُنکو کھینتا پا پڑا  
خوش نصیبی اُس جگہ کی تو جہاں رستے قدم  
جب کہا اُس نے کہ مرنا ہوں تو کوسا اس طرح  
رابطہ بڑھنے پر کھلا کر تباہ کچھ اچھا بُرا

عشق بازی اور شے ہی فسق ہی کچھ اور خیر  
نیکنامی کو نہ کہہ پروں کہ رسوائی ہوئی

اگر دوسرے بھی دیکھے نہیں جو رستم ایسے  
ادشمن کو بھی اللہ نہ دے رنج و غم ایسے  
اگر پہلے بھی بتا تو نہیں ہوتے صنم ایسے  
آزاد نہیں پالتے دنیا میں غم ایسے  
پھرتے ہیں ہزاروں ہی خدا کی قسم ایسے  
بیاں پاک محبت ہے تم ایسے نہ ہم ایسے  
ہیں گیسوئے دلدار میں کچھ پیچ و خم ایسے  
ای و اعظا نا فہم دے اور و نکودم ایسے  
رستم نے بھی دیکھے نہیں ثابت قدم ایسے

تم جیسے کہ ہر جرم ہو ہوتے ہیں کم ایسے  
اب وہ بھی یہ کہتے ہیں کہ موتے ہیں کم ایسے  
ہوتی نہ شریعت میں پرستش کہی ممنوع  
جنت کی تمنا نہ جہنم سے میں خائف  
واعظا کے تقاضوں سے صنم جہت نہیں سکتے  
مخلوق تو سودائی ہی رسوائی کا کیا ڈر  
رکھتی ہی قدم بھول بھلیا نہیں پڑا دل  
مے پیئے دے معلوم ہی کوثر کی حقیقت  
سرکٹ گیا اور آپکے قدموں کو نہ چھوڑا

<p>افسوس کہ مشغول ہیں دنیا میں ہم ایسے تھے اگلے زمانہ میں کچھ اہل قلم ایسے</p>	<p>تا حشر بھی انساں کو مرنا نہیں گویا اچھا سا کوئی شعر نکل ہی نہیں سکتا</p>
<p>پرویں نہ کرے شکر الہی نہیں ممکن ماں باپ بھی کرتے نہیں لطف و کرم ایسے</p>	
<p>سب ہے آسان یہ سرکار بڑی مشکل ہے دین بالکل نہیں درکار بڑی مشکل ہے سید ہی ہوزلف گرہ دار بڑی مشکل ہے عز و انا ہو گرفتار بڑی مشکل ہے رفتے ہیں سب رو دیوار بڑی مشکل ہے بعد اصرار کے انکار بڑی مشکل ہے سرخ ہیں پھول سے رخسار بڑی مشکل ہے نہیں ٹہیا بھی خریدار بڑی مشکل ہے جان و دل میں بھی ہر تکرار بڑی مشکل ہے کبھی وعدہ کبھی انکار بڑی مشکل ہے رات دن لڑنے پہ تیار بڑی مشکل ہے جتنا کتا ہے وفادار بڑی مشکل ہے کون مرنے پہ ہوتا تیار بڑی مشکل ہے</p>	<p>متکبر نہ ہوزردار بڑی مشکل ہے کفر پر خلق ہے تیار بڑی مشکل ہے کیسے ٹیڑھا نہ چلے مار بڑی مشکل ہے اوجھ گئے وہ کوئی دام میں آنے والے دل ہے غمناک تو کونین ہے ماتم خانہ لوگ کہتے ہیں کہ دل اُسکو نہ دینا لیکن شعلہ حسن تباں بھونک نہ دے عالم کو ان دنوں حضرت یوسف کی ہا قدر کمی ہے ملکے رہنا ہی نہیں جانتا یا اب کوئی نہ تردد کا مزہ ہے نہ سکوں کی لذت طالب صلح ہوں نہیں اور نظر طالب جنگ ہائے دنیا میں کسی میں نہیں اتنی بھی وفا آج تم تیغ بکفت ہو تو صفی چٹ میداں</p>
	<p>جنس دل بیچنے کی ہر ضرورت پرویں اور معدوم خریدار بڑی مشکل ہے</p>

اے ظالم قفس میں بند مجھ کو تو نہ کر پہلے گیا یہ سوکھ شاید صد مہر وقت لے صاحب وصال یا میں کیا اذان کا شور اٹھا ہی سر میدان برائے امتحان گرتی تو کینچے	ذرا جی بھر کے دکھائے چمن کو اک نظر پہلے مرا نخل تمنا خوب لاتا تھا شہر پہلے چھاتے تھے نہ غل نہ شب کہی مرغ سحر پہلے کروں گردن جھکا کر میں تو وضع اپنا سر پہلے
---	--

مکبر عمر دور وزہ پر جگو بہت پرکریں  
محیط دہر میں رہتا ہے حق سے بشر پہلے

بشر جو جیل آجائے تو یہ مد نظر رکھے جہاں تک ہو طبیعت مائل اپنے صلح پر رکھے امید رحم ایسے پر جفا سے کیا بشر رکھے نہ فکر دل رکھے عاشق نہ پر لے جگر رکھے اگر ہے بہت عالی غلط ہے لفظ نامکن سبق لے لے کتاب الفت میں حیدر عشق ابرو کا نہیں پیا ہوا تم سا کوئی چالاک دنیا میں غریزہ زندگی میں موت سے ہرگز نہ ہوا غفل شراب ناب اس سیال سے کو لوگ کہتے ہیں مے صیاد نے جبراً کیسے کور کہ نہیں چھوڑا ہو میں زونے کد عشق میں آفت ہی آفت ہے نہ تو تدبیر کی محنت نہ تو تقدیر کی حاجت	کسی کا ہو ہے خود یا کسی کو اپنا کر رکھے بہت اچھا ہی وہ بندہ جو ضبط و درگزر رکھے اٹھائے خیر براں اگر تھک کر تیر رکھے قدم اس راہ میں رکھے تو بخون و خطر رکھے اُسی کو فتح ہوتی ہے جو امید ظفر رکھے کتاب عقل کو پہلے اٹھا کر طاق پر رکھے کہ سب سے بخیر ہو اور پھر سب کی خبر رکھے مسافر چاہئے تیار ابا پ سفر رکھے کہ جو امرت کی صورت سلیمہ کا سا اثر رکھے قفس کا در کھلا رکھا سلامت بال پر رکھے وہ الفت میں قدم رکھے جو دل رکھے جگر رکھے نقطہ فضل الہی پر جو دنیا میں نظر رکھے
--	--

زیارت کی ہواں چیزوں کی ہیں خوابیں پریوں  
جنہیں تعظیم دے خورشید آنکھوں پر فرمے

ظالم سوال وصل پہ اک دیر ہاں کی ہی اس کشمکش میں خانہ خرابی جہان کی ہے شاید خرام ناز نے محشر بپا کیا رہتے ہیں راگیر بھی سنکر مایاں قاصد کی گفتگو میں نہیں سحر کا اثر عاشق کو اور غیر کو یکساں تو کہ دیا اُس شوخ کا ہے ساری خدائی کو دلیں گھر سورخ کرتے رہتے ہیں اُنہیں خدنگ آہ سینہ سے لب تک نا بھی دشوار ہو گیا نقشبہ جہاں کا دیکھ لو تم اپنی آنکھ سے	رخصت جہانے ورنہ تمے نیجاں کی ہی اک فکر و زین کی تو اک آسماں کی ہی کیوں زلزلہ میں آج زمیں بوسنا کی ہی سائے جہانیں دھوم یہ آہ و فغان کی ہی نکلی ہوئی یہ بات تمہاری زبان کی ہی میری طرف سے شرط مگر امتحاں کی ہی ترکیب بات حیت کی نرمی زبان کی ہی شامت ہمارے دور میں ہفت آسماں کی ہی حاجت ہماری آہ کو اب زرد بان کی ہی تصویر یہ توصاف تمہارے مکان کی ہی
---	--

اعمال نیک بد سے ہی پریوں بھلا بُرا  
باقی ہر اک کے ساتھ خلش آسماں کی ہی

عمر بھر حیراں ہا ہوں اس دل ناکام سے زندگانی سب میں گزری دل ناکام سے وصل کی امید کیا ہو اُس بت گلہ نام سے بیٹھے پائے نہ محفل میں کبھی آرام سے ناک میں دم ہی ہمارا چرخ نیلی فام سے	قبر میں سونے دے شاید دو گھڑی آرام سے بعد مردن قبر میں محروم ہوں آرام سے بھاگتا ہوں منزلوں جو عاشقی کے نام سے ہم تمہارے نام سے اور تم ہمارے نام سے دو گھڑی تو بیٹھے دے ایک جا آرام سے
--	--

توبہ توبہ کر ستمگر اس خیال خام سے  
 قبر میں تو جھک سونے ذرا آرام سے  
 دو فرنگی سیر کو نکلے ہیں ملک شام سے  
 تیری بابت متفق ہوں میں بھی اٹھام سے  
 بادہ گل رنگ سے یا سادہ گلفام سے  
 جھپتی ہیں قاف میں ریاں تھامے نام سے  
 ہو گیا وہ شمع دل آزار دل آرام سے  
 ایک کو کیا واسطہ ہی دوسرے کام سے  
 کوئی نکلا ہی بھلا پھنک رہا تھا سے دام سے

نوجوانی میں تنفر بادہ گلفام سے  
 زندگی میں بے خیال یا حیراں ہی کھا  
 بال رخسار و نسے جب اُس نے تھکے تو کھلا  
 خارق اجماع کھلانے سے آخر فائدہ  
 عمر بھر بکھو رہا ہے میکدہ سے واسطہ  
 حسن بھی دنیا میں جاوے سراپا سحر ہو  
 نام الفت کس قدر منحوس ذکر کرتے ہی  
 ٹھیر جاؤ پوسے لینے دونے تو رول سلسلہ  
 میرے دلیر حال مت ڈالو خدا را گیسو

کیوں بھوؤں پر ڈالتے ہو بل خدا را بار بار  
 کام ہی ہر ویں کا کر ڈالو دم مصمام

شمع سے کدو نہ رو تو نور لانے آئے  
 باغ میں باد صبا خاک اُڑانے آئے  
 کہ میں اُٹھا تو وہ گھبرا کے منانے آئے  
 شمع کے نام سے بیاں بھی وہ جلانے آئے  
 کچھ نہ آیا تمہیں اور اشک بانے آئے  
 غیر گر آپکے گھر چھاؤنی چھانے آئے  
 کہ جو گزری تھی وہاں جھک سونے آئے  
 جو مرے یار کے گھر جھک جلائے آئے

شمع و کی نہ مجھے یاد دلانے آئے  
 لے گئی فصل خزاں لوٹنے سارا جو بن  
 عشق صادق نے بالآخر یہ دکھائی تاثیر  
 قبر میں بھی مجھے آرام سے سونے نیرا  
 شکر ہے پوچھ کر انسو مرے اُس نے یہ کہا  
 بات ہی کیا ہی جو بندہ سے ہو جنگ و جدال  
 گھر سے باہر ہے کل شب کو اور اسپر یہ ستم  
 جلد ہو جائے الٰہی وہ زمیں کا بیہوند

<p>چھوڑ کر تم کو میری روح کرے استقبال ملک الموت اگر غم سے چھوڑانے آئے</p>	
<p>انگو یہ ہٹ ہی کہ حاضر ہو بیاں خود پیروں جھکو یہ ضد ہی کوئی وہاں سے بلانے آئے</p>	
<p>ایسے کہاں نصیب مجھے فتنہ گر ملے کیوں دیکھے میری سمت اُسے مجھے کیا غرض جام شراب اُس نے جو منہ سے لگایا کوچ سے آگئی نہ مجھے نام سے خبر جو شخص باز لکے مجھے راہ عشق سے تن تن کے تم کو چلنا مبارک ہو لے تو ہر جانی پن کی ہو گئی واللہ انتہا میں جانتا ہوں شرم و حیا کا بمانہ ہے</p>	<p>دنیا کی بادشاہی ملے وہ اگر ملے اگر دل سے دل ملے تو نظر سے نظر ملے قلقل نے دی صدا کہ وہ شمس و قمر ملے کیا جھکو فائدہ ہے اگر راہبر ملے ایسا خدا کرے نہ مجھے راہبر ملے نخل شباب کے ہیں یہ تم کو غم ملے تم عید کے سوانہ بھی اپنے گھر ملے دل میں ہی اُنکے چور تو کیونکر نظر ملے</p>
<p>پرویں لیا زمانہ میں لاکھوں کا تاحال بے شر ہوں مجھ کو ایسے بہت کم بشر ملے</p>	
<p>رکھی ہے عشق میں خالق نے آبر و میری بڑا کرم ہو جو ٹھکرائے لاش تو میری کہی نہ لائے برائی یہ آرزو میری پلا دو جام نخل جائے آرزو میری نہ نخل کی بیخو ساقی تو ایک چلو سے پلا بجھے نئے گلوں مگر کاظ رہے</p>	<p>میں سکی کرتا ہوں خواہش و جستجو میری یہ آخری ہے محبت میں آرزو میری کہ ہو بھری ہوئی محفل میں گفتگو میری رہی اسی سے زمانہ میں آبر و میری کہ تیرے ہاتھ ہے نخل میں آبر و میری بھی بھی نہ پھرے آج آبر و میری</p>



فلک تو پہلے ہی دشمن تھا خیر شکل قریب میں ایک حرف غلط تھا جو مٹ گیا تو کیا خدا کے سامنے جاؤ گا حشر میں بیدار غ چمن کی سنتے ہی تعریف جلکے بول اٹھے	زمین بھی تیری طرح ہو گئی عدو میری کسے غرض جو کرے کوئی جستجو میری ہوئی ہے صابن توبہ سے شست نشو میری یہ سرخی لالہ میں میری ہی گل میں میری
---	--

وہ پاکباز حقیقت پرست ہوں پرویں  
نمازہ ہوتی ہے مقبول بے وضو میری

لیکر چلا ہے ایدل ناداں کہاں مجھے رکھتا ہے در بدرستم آسماں مجھے جبروز سے کہ میں تے قدموں سے دور ہوں اتنی سی عمر اور یہ تری چالبازیاں کتاہے رشک جھکو مقدر کی کیا خبر برسوں میں کج آئے میں آپ اتفاق سے اوروں ہی کے نصیب میں میں وصل کے مزے کچھ مجھ سے اپنے دل کی کمو اور کچھ سنو	لکھے گا اس زمین پہ کہیں آسماں مجھے لیجائے دیکھئے مری قسمت کہاں مجھے سمجھا ہے دوشس عمر نے بارگراں مجھے خود گالیاں دے اور کسے بد زباں مجھے لیجائے آب دانہ یہاں سے کہاں مجھے یارب سنائی دے نہ صدائے اداں مجھے وہ اور اس طرح سے کرے شادماں مجھے کیا خوب تم تو کر کے چلے نہ بجاں مجھے
--	---

راحت نصیب ہوتی ہی پرویں الم کے بعد  
آئینہ بہار ہے فضل خزاں مجھے

دور رہ جا مہ ریائی سے ناک میں دم ہے کج ادائی سے سابقہ رکھو کج ادائی سے	اس کو کیا بحث پار سائی سے مار ڈالا مجھے رکھائی سے تم کو کیا واسطہ بھلائی سے
--	---

<p> بڑہ گیا غم مری سہائی سے  بھگو نفرت ہے بیوفائی سے  باز آئے وہ بے وفائی سے  دل اڑایا ہے کس صفائی سے  میرا مطلب یہ ہے گدائی سے  روزِ محشر شپ جدائی سے  کام نکلے گا ہاتھ پائی سے  تم نرا لے نہیں خدائی سے  امن میں ہوں شکستہ پائی سے  ہل نہیں سکتا چار پائی سے  شکر موت کی چڑھائی سے </p>	<p> بیوفاؤں کی بے وفائی سے  باز آیا میں آشنائی سے  دور کیا اُس کی کبریائی سے  کوئی واقف ہوا نہ کانوں کان  شاید اُس کا مکان طجائی سے  میں تو سمجھا ملا ہوا ہو گا  منقوں سے اگر نہ مانو گے  دل لیا ہے تو دلبری بھی کرو  سختِ ذلت ہے در بدر پھر نا  تاک میں ہے مرے پلنگِ اجل  زندگی روزِ زک اٹھاتی ہے </p>
<p> قیدی بندِ زلف ہوں پر ویں  سختِ بیزار ہوں رہائی سے </p>	
<p> لو مبارک اس جن میں پھر بار آئی کوہی  آفتابِ حسن پر ابر بار آئی کوہی  روکتا ہوں دلو لیکن بار بار آئی کوہی  کون میرے گھر میں لے پروردگار آئی کوہی  صفحہ رخسار پر خطِ غبار آئی کوہی  ہم کو جانید و درخت سایہ دار آئی کوہی </p>	<p> بعدِ مدت میرے گھر وہ گلزار آئی کوہی  چہرہ پر اڑ کر موئے زلف یا آئی کوہی  موت کیا اب اسکی لے پروردگار آئی کوہی  غیر معمولی افاقہ ہے دل بیمار کو  پیش آیا عاشقِ تقدیر کا لکھا ہوا  جیتتی ہیں رات دن خنجر کی سوکھی لکڑیاں </p>

ہو چلی ہی رہے پُرانوار پر خط کی نمود  
کیا تعجب کشتہ وقت دوبارہ جی اٹھے  
دلی آنکھوں کو گویا ہوا چاہہ ذقن  
روز روشن پر شب تاریک تارا نیکی ہو

ذہن میں موجود رکھ اپنے گناہوں کا حساب  
دیکھ پروں ایک دن روز شمار آئینہ کو

یہ ظلم غیر کو بوسے دکھا دکھا کے مجھے  
گراؤ دل سے نہ ہو جہ سر چڑھ کے مجھے  
رہے گایا دہیشہ سوال بوسہ پر  
زمین کا پیٹ بھرا جب نکل لیا جھگو  
دور روزہ عمر میں دنیا کی سیر کر نہ سکا  
نہ کرد غارتی سفایوں سے واقف ہوں  
قیامت آگئی محفل میں میرے نالوں سے  
سحر سے پہلے شب وصل سے یہ مینے کہا  
اُسے بلائیں کہ جس کے لئے میں رہتا ہوں  
ویا سلامی جلی شمع کے سبب تو کہا  
وہ مجھ سا تختہ مشق ستم کہاں سے لائیں

بھیشہ خوش نہ رہے تو ستا کے مجھے  
توتاؤ نہ بس واسطے خدا کے مجھے  
جواب دینا تمہارا چاہا جاکے مجھے  
دہان گور ہوا بندہ ہائے کھاکے مجھے  
سلا یا قبر میں کیوں زیستے جھکے مجھے  
زمین پہ چپکے گا تو ای فلک اٹھا کے مجھے  
نہ بیٹھے چین سے اغیار بھی اٹھا کے مجھے  
نہ بھول جائیو للہ بیاں سے جا کے مجھے  
ہنسائیں دست نہ باجی گرد گد کے مجھے  
جلجلی تو بھی پونہی ات بھر جا کے مجھے  
وہ اپنے ظلم سے نادم ہیں اپنے پاکے مجھے

جو ظلم جس نے کیا اسے سنانے آیا  
انہ میٹھا چین سے پروں کوئی ستا کے مجھے

تم دو گھر بکھڑے تو کیا کئے کیا مجھے  
بے فائدہ ستائے ہوؤں کو ستا کے

<p>جان بیقرار کر گئے دل کو جلا گئے          فتنے جو سو گئے تھے انہیں بھی جگا گئے          صدے نخل گئے بجے آزار کھا گئے          ہنس کر کہا کہ تم تو مے کاں کھا گئے          مانند سرمہ چشم حد میں سما گئے          افسوس وقت پر وہی آنکھیں چرا گئے          فرد گناہ دیکھتے ہی سٹ پٹا گئے</p>	<p>بھولے سے بھی اگر وہ مرے پاس آ گئے          خورشید کی طرح رخ تاباں دکھا گئے          صورت سے آشکار ہے پوچھو نہ شمع غم          اُن سے کہا کہ ہجر سے اب ناک میں دم          باقی ہے رفتگاں عدم کا فقط غبار          آنکھیں بچائی جاتی تھیں جن حکم راہیں          شوخی چلی نہ داور محشر کے روبرو</p>
---	--

پرویس خدا کی شان بھلا طین و زگار  
 اس خاک ہی سے نکلے اسی میں سما گئے

<p>تو ل کے عرض کروں شرح آرزو کے لئے          اور اس کم ہی روانم سے خبرو کے لئے          سپاہی ڈٹے پھرتے ہیں جستجو کے لئے          اڑی بھڑی کو لگا رکھی ہو وضو کے لئے          جو آب خنجر براں ملے وضو کے لئے          ربان بختی گئی تھی جو گفتگو کے لئے          صدف کو چھوڑ دیا در نے آبرو کے لئے          گیا ہوا ہی تمہاری ہی جستجو کے لئے          کوئیں میں کو دپڑونگائیں آبرو کے لئے          سلام کر کے قدم میرے فتنہ جو کے لئے</p>	<p>ملے جو موقع ذرا سا بھی گفتگو کے لئے          نہ جام کے لئے کہتا نہ میں سبو کے لئے          یقین ہی مل گیا خنجر رگ گلو کے لئے          تو بدگماں نہو ساقی صراحی نے سے          میں اپنے آپ نماز جنازہ پڑھ ڈالوں          بتوں نے فضل خموشی لگا دیا اس پر          اگر ہے طالب عزت تو اپنے گھر سے نخل          ہماری آنکھوں میں بٹھو کہ دل نہیں حاضر          اگر وہ یوسف ثانی نہ آیا لے نالو          قیامت آئی جاں میں تو لے لے آتے ہی</p>
--	---

ہمارے اشک کی پروں بہت حفاظت ہے  
یہ موتیوں کی ہیں لڑتیاں تھے گلوں کے لئے

وگر نہ ہم بھی کہی حال دل بیاں کرتے  
پکڑ کے دامن گردوں کی نہجیاں کرتے  
مری طرف سے زمانہ کو بدگماں کرتے  
یہ کوئی آگ ہو جو راگھ میں نہاں کرتے  
دیئے آتا ہے دنیا کو نیکیاں کرتے  
تمام عمر کٹی بھر میں فناں کرتے  
اگر بجائے نہیں کے وہ مجھے ہاں کرتے  
تو باغباں گل و سنسریں کی دہجیاں کرتے  
وگر نہ ہم نہ ملائک سے بھی بیاں کرتے  
ہمیشہ دیکھا ہی تم کو برائیاں کرتے  
ابھی تو اور ذرا مشق میری جاں کرتے

نہ باہر آتے نہ وہ سیر بوستاں کرتے  
ہم اپنے جوش جنوں کا گرامتھاں کرتے  
وہ کہتے ہیں کہ جو تم راز دل بیاں کرتے  
ہمیں سے تم سے محبت نہ کیوں بیاں کرتے  
وہ مجھ سے کرتے ہیں انوس ہر لوک میں بخل  
غزل میں طرز و روش کیوں نہوفنائی کی  
مرا ہوا دل امید وارجی اٹھتا  
اگر برابری کرتے وہ تیرے عارض کی  
ہمتیں حال کہا ہی بڑے تقاضوں سے  
گناہ کیا ہو جو ہومیر بجان کے دے پے  
یہ کیا کہ جب کیا حملہ اچٹ گئی تلوار

وہ ساتھ ہی نہ گئے صحن باغ میں پروں  
کہ بلبلوں سے کبھی ہمنوا بیاں کرتے

حشر تک پھر نہ کریں گے وہ کبھی یاد مجھے  
عشرت آباد ہو ہے الم آباد مجھے  
مارتا ہے نہ جلاتا مرا صیبا د مجھے  
لیکن ای شیخ بتا دے مری میعاد مجھے

کر دیا قید غلامی سے گر آزاد مجھے  
تیری فرقت نے کیا شاد سے ناشاد مجھے  
پورا پابند نہ کرتا ہے نہ آزاد مجھے  
تیری مرضی نہو جب تک نہ کر آزاد مجھے

<p>کسی طرح تم سے نوشکوہ بیدار مجھے یوں تو ہر روز کی بھاتی نہیں بیدار مجھے رحم کر یا نگراں بات کا تو ہے مختار ماسوا سے جسے نفرت ہو خدا سے رغبت</p>	<p>ایسے بھولے کہ پلٹ کر نہ کیا یاد مجھے خنجر کر ڈال خدا را مرے جلا د مجھے میں وہ صابر ہوں کہ آتی نہیں فریاد مجھے ہر تعلق سے بنا کے کوئی آزاد مجھے</p>
<p>کام رکھتا نہیں پیروں کوئی حاشا للہ غیب سے آپ پہنچ جاتی ہے امداد مجھے</p>	
<p>کسی کی کسی کو محبت نہیں ہے اگر تم کو ملنے کی فرصت نہیں ہے بہت خوش نما ہے گلستان عالم بہت سے گھروں میں خزانے ہیں منوں کمان تک نہ بیہوش و بخود کرے گی خیالات میں اپنے ہوں غرق و اعط دکھاتے نہیں شرم سے روئے روشن تر زلزل میں کس واسطے ہے زمانہ کہاں لے پری تو کہاں حورِ جنت مری قمریوں کے سوا کون انسان وہ اٹھے تو لاکھوں ہی فتنے اٹھیں گے نہ کیوں دل لگے یہاں وہ ہے اور خلوت جفا میں نہ کیجے نہ کیجے نہ کیجے</p>	<p>ابھی اس کی دنیا کو لذت نہیں ہے مجھے بھی زیادہ ضرورت نہیں ہے مگر سیر کرنے کی فرصت نہیں ہے نہیں ہو تو گنج قناعت نہیں ہے مے وصل ہو کوئی شربت نہیں ہے مجھے کھنے سننے کی فرصت نہیں ہے کوئی کامیابی کی صورت نہیں ہے شب بھر ہے یہ قیامت نہیں ہے تری اُسکی آپس میں نسبت نہیں ہے یہ شمشاد ہے اُسکا قامت نہیں ہے وہ قامت بھی کم از قیامت نہیں ہے یہ حور انہیں ہے یہ جنت نہیں ہے محل کی اب جھکو طاقت نہیں ہے</p>

<p>تاظم میں مصروف ہے قطر قطرہ جہاننگ بنے تم سے بیدار کر لو لرزتا ہے کیوں ڈر سے لے جم لاغر حسینوں کی چاہت حسینوں کی الفت ہمتیں عاشق اور مجھ کو معشوق لاکھوں سنبھل کر ذرا ناز و اغماض کیجے</p>	<p>کوئی شے یہاں بے حقیقت نہیں ہے اگر آنے والی قیامت نہیں ہے یہ دھڑک رہے دل کا قیامت نہیں ہے مصیبت بھی ہے اور مصیبت نہیں ہے یہاں آدمیوں کی قلت نہیں ہے حسینوں کی دنیا میں قلت نہیں ہے</p>
<p>زمانہ میں ہونی کو سب کچھ ہے پرویں ہمیں کیا امید شفاعت نہیں ہے</p>	
<p>تو جو باندھے ہوئے ہتیا رہا کرتا ہے جسکو یہاں حرص کا آزار رہا کرتا ہے جو قناعت کا طلبگار رہا کرتا ہے میری آنکھوں میں چکا چونڈ سی ہو جاتی ہے وہ یہ کہتے ہیں عیادت کو میں کئی جاؤں تیری آنکھوں کی خطا ہے نہ مراد دل مجرم بد نصیبی سے بشر ہو جو بشر کے بس میں کبھی ملنے کی مسرت کبھی ہجران کا الم</p>	<p>کیا مرے قتل پہ تیار رہا کرتا ہے ساری دنیا کا طلبگار رہا کرتا ہے مال دولت سے وہ بیزار رہا کرتا ہے جب خیالِ بے دلدار رہا کرتا ہے وہ تو ہر وقت ہی بیمار رہا کرتا ہے خود بخود بھی کوئی بیمار رہا کرتا ہے وہ تو ہر وقت گنگا رہا کرتا ہے اک نہ اک جان کو آزار رہا کرتا ہے</p>
<p>دل کو جا رو بقتاعت سے صفار کر پرویں خواہشوں کا یونہی انبار رہا کرتا ہے</p>	
<p>اڑ گئی موت بھی کیا پٹٹی ہو قسمت میری</p>	<p>کہ شب وصلِ عدو کی شبِ فرقت میری</p>

آج یا وہ ہوئی اک عمر میں قنمت میری  
 وصل تمامول مرا یا کف پا کا بوسہ  
 یہ سمجھنا کہ محبت کا جنازہ اٹھا  
 حشر پر کون رکھے ایسے ستم کا انصاف  
 وہاں بھی سب ہو گئے اُس بت کے طرفدار قوس  
 جتنے اور اق تھے سب نامہ اعمال کے صاف  
 مجھ کو بیمار الم کر کے شکایت یہ ہے  
 جلد میرا نہوا انصاف ہی منش ہے  
 غلہ آرام ہیں و نزع تکلیف ہیں  
 فوج کرنے پہ بھی راضی نہیں تو نا ظالم  
 میں نے ہی انکو بگاڑا ہے ستم سہ سہ کر  
 شیشہ دل مرا کیوں سناں جفا سے ٹوٹا  
 حد سے گزری مری دیوانگی لازم ہے  
 اس طرح کرتے ہیں بدنام مجھے وہ گویا  
 اسے وحشت کی نہ لونگا یہ رکھیں اطمینان  
 حوصلہ ہار گیا جھڑکیاں کھاتے کھاتے

کہ میں روٹھا ہوں تو وہ کرتے ہیں منت میری  
 دن بدن آپ گھٹاتے گئے قنمت میری  
 ہو گئی ظلم سے گر مردہ طبیعت میری  
 داؤد حشر نہیں ہوگی قیامت میری  
 نہوئی داؤد سی روز قیامت میری  
 کام آئی دم تحقیق نہامت میری  
 نہ کرے کوئی زمانہ میں عیادت میری  
 آئی کس واسطے دشمن سے قیامت میری  
 اُس قیامت کے علاوہ ہی قیامت میری  
 کالے کلتی نہیں قرقت میں مصیبت میری  
 میں نے ہی ہاتھ سے کھویا ہی حماقت میری  
 ذمہ دار اسکی ہی پھوٹی ہوئی قنمت میری  
 سارے مجذوب کریں آکے زیارت میری  
 سرواف سے مرکب ہے شرافت میری  
 دیتے ہیں کو بکن وقین ضمانت میری  
 طالب وصل ہوں پڑتی نہیں ہمت میری

حضرت داغ کی تقلید کی کچھ کچھ پڑویں

ور نہ کیا چیز ہوں میں اور طبیعت میری

جو آپ ہو مردہ اُسے مارا نہیں کرتے

اسد رچہ ستم لے ستم آرا نہیں کرتے



<p>با حوصلہ مطلب کا اشارہ نہیں کرتے  اک تم ہو کہ ہر وقت مے دے دے ہو پے  جس میں اکبار ہو انسان کو نہ امت  جس طرح سے گرداب میں چھوڑا مجھ تنے  پہلے ہی سمجھ سوچ کے ملنا تھا مری جاں  نظر و نیہ چڑھاتے ہیں سمجھ سوچ کے عاقل  ہو سنبل دریاں کو مساوات کا دعویٰ  کیا میری عبادت کو بھی آیا نہیں جاتا  ہیں کو کن و قیس کی موجود مثالیں</p>	<p>احسان کسی کا ہو گوارا نہیں کرتے  اک ہم ہیں کہ مطلب کا اشارہ نہیں کرتے  بھولے سے بھی وہ امر دوبارہ نہیں کرتے  دشمن سے بھی اس طرح کنارہ نہیں کرتے  نظر و نیہ چڑھایا تو اتارا نہیں کرتے  بے غور تھے دل سے اتارا نہیں کرتے  کیوں گیسوئے بچاں کو سنوا نہیں کرتے  اتنی سی بھی تکلیف گوارا نہیں کرتے  ہم وہ ہیں جو ہمت کبھی ہارا نہیں کرتے</p>
---	--

گراہ میں مل جائیں مدارا تو کرس وہ  
پرویں سے محبت جو گوارا نہیں کرتے

<p>دلبر نہیں کہتے کبھی پیارا نہیں کہتے  کچھ تکو بھی پروا نہیں لے دیکھنے والو  ہر گھوہر نایاب نہیں اشک کے ہمسر  ہم نند فرا جی سے لرزتے ہیں مہایت تک  کرتے ہیں ملن وہ مروت کے سبب سے  تم اوپری دے نہ کرو لطف و عنایت  دل بیخ میں اور چار طرف غمزدانہ انداز  رکھ دیتے ہیں تقدیر پہ ہر بات کا الزام</p>	<p>جو بات نو تم کو گوارا نہیں کہتے  احوال کبھی اُن سے ہمارا نہیں کہتے  ہر کریمک شب تاب کو تارا نہیں کہتے  جو کہ چکے اکبار دوبارہ نہیں کہتے  ہم اتنے سہارے کو سہارا نہیں کہتے  دنیا میں بناوٹ کو مدارا نہیں کہتے  اس طرح جو ہارے اُسے ہارا نہیں کہتے  بیدار سے تم نے ہمیں ہارا نہیں کہتے</p>
---	---

یہ چارہ گری ہر اسے چارہ انیس کہتے	ہر دم مے مرنگی وہ کرتے ہیں عائیں
دل چھین کے دھلے گئے اچھا ہوا پروں	ہم اسکو خسارہ میں خسارہ انیس کہتے
<p>عادت ہر سچے عشق کی عادت نہیں جاتی</p> <p>سوٹھو کریں کھانے پہ بھی غفلت نہیں جاتی</p> <p>جو چیز کہ ہے داخل فطرت نہیں جاتی</p> <p>اور بچنے سے حرام ہر کہ غفلت نہیں جاتی</p> <p>ہم جاتے ہیں دنیا سے محبت نہیں جاتی</p> <p>کیوں مگئے تم جب بھی شرارت نہیں جاتی</p> <p>یہ چاٹ کہی تا بہ قیامت نہیں جاتی</p> <p>مگر طے بھی ہوں چنی کے توقیت نہیں جاتی</p> <p>دنیا کی گردل سے محبت نہیں جاتی</p> <p>پشتینی جو عزت ہو وہ عزت نہیں جاتی</p> <p>یہاں سے تو کوئی جان سلامت نہیں جاتی</p>	<p>تازیت یقیں ہر یہ مصیبت نہیں جاتی</p> <p>جو پڑ گئی انسان میں عادت نہیں جاتی</p> <p>رٹکے سے پرزاد و نکی الفت نہیں جاتی</p> <p>سب ہیں مرض الفت دنیا میں گرفتار</p> <p>تو زندہ رہی لاکھ ترے چاہنے والے</p> <p>آنکھیں جو کھلی رہ گئیں جھلا کے وہ بولا</p> <p>میخواری وہ آفت ہر جسے بڑ گیا چسکا</p> <p>ٹوٹے مچھے دلوں مری آنکھوں پہ رکھو تم</p> <p>یا ورنہ گرد و نوحہ جاتی ہر دنیا</p> <p>تم گالیاں دیتے ہو تو پروا نہیں جھکوں</p> <p>حیرت سے کہا خلق نے جب ہانپے میں گزرا</p>
پروں ہیں فقط علم و عمل جان کے ہمراہ	بر باد کسی طرح یہ دولت نہیں جاتی
<p>اور وہ رشتے بے نقاب بھی ہی</p> <p>اور پھر مستی شباب بھی ہی</p> <p>جاگنا بھی ہر وقت خواب بھی ہی</p>	<p>ماہ بھی ہے اور آفتاب بھی ہی</p> <p>یار کو نشہ شراب بھی ہے</p> <p>مترود بہت ہیں شب و صبح</p>

<p>ہوشیار اسکو انقلاب بھی ہے  کمنی بھی ہو کچھ شباب بھی ہے  میں نے پوچھا کس گلاب بھی ہے  کچھ مری بات کا جواب بھی ہے  چمن حسن میں گلاب بھی ہے  ڈہل گئی رات وقت خواب بھی ہے  دل کو تسکین بھی اضطراب بھی ہے</p>	<p>دور گردوں کا اعتبار نہیں  کشکش میں ہے عقل و نادانی  پر عرق دیکھ کر رخ - رنگیں  سنے جاتے ہو سر جھکائے ہوئے  برقع اُلٹو تو میں گواہی دوں  ہو چکا انتظار کچھ صد بھی  دیکھئے وعدہ پر وہ آئے نہ آئے</p>
<p>دل سے خورشید مات ہے پرویں  روشنی بھی ہے آب تاب بھی ہے</p>	
<p>اس پر بھی تکو صبر نہیں تو نہیں سہی  یہ تو رہیگا زلف رسا میں کیس سہی  اب وہ نہیں تو خیر تمہاری جہیں سہی  بیوا رہا ہے خیر تمہارا نہیں سہی  ملازم ہے کوئی تم نہیں جینے بریں سہی  میں نے کہا عقیق نہیں یہ نگیں سہی  جب تم نہیں رفیق تو قلب حزیں سہی  دامن نہ تو جیب سہی استیں سہی</p>	<p>بچنے سہی گئے وہ تری نازیں سہی  دل کی نہیں ہو قدر تو دلوائے ابھی  تھی آرزو کہ بوسہ ماہ تمام لوں  کہتے ہو بار بار نہیں دل سے واسطہ  جو رستم تو گزرتے ہیں عاشق پہ بیشمار  کنڈہ کرا لیا ہے ترانا مقلب پر  تمنائی میں کسی سے تو بدلئے دل بشر  دست جنوں کے واسطے لازم ہو شغلہ</p>
<p>مسجد ہو میکدہ ہو در دلربا کہ دیر  سر چھوڑنا ہے تکو تو پرویں کیس سہی</p>	

<p>             نہ آئے تھے جو شرمندہ کیس سے              اڑایا کچھ کیس سے کچھ کیس سے              صبا لائے پتہ اُسکا کیس سے              گئے کیوں الفت دنیا میں دیں سے              ہماری کیا خطا گھر نیلے بیشک              لکھو نگا گردش قسمت کی تشریح              خیال یار آنکھوں میں رہا کر              کیا ہوا سنے وعدہ طہتر کے ساتھ              ہمیں نے کر دیا بیدر دوسفاک              الٹی داغظوں کو کیا ہوا ہے              اگر اعجاز لب میں شک ہو تو کھو              خیال زلف دلیں ہو ابھی تک              وہ آئے گا مبارکبا دایدل              وہاں یار کو ذرہ سے نسبت           </p>	<p>             چھپایا کس لئے منہ آستیں سے              چمن پھر بھی نہ جیٹا اُس جیس سے              مرادل ٹوٹ جائے گا نہیں سے              مذاقت یہ رب العالمیں سے              شکایت کچھ صورت آفریں سے              مضامین آئینے چرخ بریں سے              مکاں کی زیب ہوتی ہو کیس سے              نہیں کم سہکی ہاں بھی نہیں سے              تمہارا دل بڑھا کر آفریں سے              جدا کرتے ہیں یہ دنیا کو دیں سے              بلا لوعسی گردوں نشیں سے              بچانا جھکو مار آستیں سے              ہزار اقرار ظاہر تھے نہیں سے              آگماں کو واسطہ کیا ہو یقیں سے           </p>
<p>             مرا ہوا خاتمہ باخیر رویں              تمنا ہے یہ رب العالمیں سے           </p>	
<p>             تونشہ شباب میں مے کا اثر مجھے              ذکر عدو سے باغ میں محزون کر مجھے              یکلخت نا امید نہ کر فتنہ گر مجھے           </p>	<p>             میری خبر تجھے ہے نہ تیری خبر مجھے              خلد بریں میں کیوں ہو عذاب ستم مجھے              بس ہے جواب صاف میں نیکا ڈر مجھے           </p>

اے ہیں خواب وصال صنم رات بھر مجھے  
میرا خیال غیر کے دل میں پکارا اٹھا  
اُسکے طلائی رنگ سے میں سیر چشم ہوں  
تم بزمِ غیر میں ہو تو دل اڑ رہا ہوں  
نظارہ جمال کا کچھ دن تو لطف یوں  
میں بہرہ ور ہوں وصال سے رویا کر دُریب  
بوسہ بھی مانگتا نہیں میں خوفِ قتل سے

یار بنے اے اسکے سوا کچھ نظر مجھے  
کا فر کی قبر سے بھی ہے یہ تنگ تیرے  
دیکھیں نگاہِ رشک سے اب ہاں زرجے  
دیتا ہے بات بات کی لا کر خبر مجھے  
دنیا کو قتل کیجھو ظالم مگر تجھے  
الفاظ اُسے خدانے دیئے ہیں اثر مجھے  
تن من کے کیوں دکھاتے ہو تیغ و سپر مجھے

پرویں جو میں نے چشمِ حقیقت سے غور کی  
اُس کے سوا کچھ اور نہ آیا نظر مجھے

دکی چوری میں جو چشمِ سرمہ سا پکڑی گئی  
صبح کوئے یار میں بادِ صبا پکڑی گئی  
دل چڑھا مشکل سے طاق ابروئے خمار  
جانکر آنکھیں چرائیں قہقہے بزم میں  
ہو اسی میں قلبِ محزون شریکِ تاناہو میں  
مست ہو کر اُسکی خوشبو سے گرا تھا بچ گیا  
بہر طرف صحنِ چین میں کتنی بھرتی ہوئی  
اپنے ہاتھوں پر لئے پھرتے ہیں ہر دمِ حلف  
رخ سے گل کو تھا تعلق زلف سے سنبل کو میل  
یار ہے خنجرِ کف اور جانِ نثار و نکاحِ حوم

وہ تھا چینِ زلف میں یہ بیخفا پکڑی گئی  
یعنی غیبت میں گلوں کی مبتلا پکڑی گئی  
سو جگہ رستہ میں جب نے لطفِ رسا پکڑی گئی  
تیری چوری دیکھ لی کیا بد نما پکڑی گئی  
کھول منٹھی تیری چوری مہِ تھا پکڑی گئی  
جب سنہلنے کو وہ زلفِ مشک سا پکڑی گئی  
گل سے سنہتی کھل کھلاتی موتیا پکڑی گئی  
اُس قسموں کی تو مجھ سے بارہا پکڑی گئی  
ایک جاگنا ٹھا اُسے یہ ایک جا پکڑی گئی  
ہائے یہ کس جرم میں خلقِ خدا پکڑی گئی

آپ ہی کا سر ہے آپ کیجے گا مدد  
حشر میں بروں اگر یا مصطفیٰ کی گئی

دل لے اڑے یہ لکے مجھے مستعارے  
ساتی شراب ناب ذے اور بار بارے  
بیچ تو یہ ہو وہ شخص مرے تپہ لے تو  
جاناں بھلے بڑے کا تجھے اختیار ہے  
لمتی ہو آج بوسوں پہ کل شب کے وصل پر  
واعظا مجھے شراب کی شر سے بچا لیا  
جتنا ہی لطف نصفت تو طاہر ہے خلق پر  
جھکوز کو حسن کی دیتے ہو اے تو

وہ بیوقوف ہے جو تمہیں بھڑا دے  
لیکن نہ اس قدر کہ مری عقل مارے  
بالکل ہی جس کی قبر خدا عقل مارے  
ہستی مری بگاڑے یا تو سنوارے  
نوفدے تو چاہے تو تیرہ ادا دے  
اسکی جزائے خیر تجھے کر دگا دے  
دس لکھ سے لے چھپا کے تو پانچ انکارے  
یا بد دعا تیرے دل سے ہٹا دے

پرویں غامیں اسکے سوا اور کیا کروں  
دینا جو ہو مجھے مرے پروردگارے

تری ابرو جہر تو لے ہوئی شمشیر پھرتی ہو  
دعا مغول ہو جاتی ہو جب تقدیر پھرتی ہو  
چھری چلتی ہو دلبر خلق پر شمشیر پھرتی ہو  
گلے پروں گوارائی سے شمشیر پھرتی ہو  
مقدرمیں جو کھا جا چکا ہر طرح ملتا ہے  
خدا کے واسطے اس کا مصور کھینچنے نقشہ  
بگر کر میری گستاخی ہو وہ محفل سے اٹھا  
تضاوتی ہوئی پڑھتی ہوئی تکبیر پھرتی ہو  
ہو این ماری ماری آہ بے تاثیر پھرتی ہو  
وہ جب پھر تارے اسکے ساتھ ہی تقدیر پھرتی ہو  
زباں پر جس طرح جلا کے تکبیر پھرتی ہو  
بغل میں تو بلی ماری ہوئے تقدیر پھرتی ہو  
مری آنکھوں میں جسکی رات دن تصویر پھرتی ہو  
اگر پھر آئے وہ کا فرا بھی تقدیر پھرتی ہو

بار جانفزا گلزار میں ہر وقت آتی ہی فلک گر خیر جای اُس کے رستہ میں حائل ہو کے اب پیمانہ منظور ہے زلفِ مسلسل	جوانی جاکے بھی کیا عاشق دگر بھرتی ہی مری آہ رسازہ میں لگے تیر بھرتی ہی کہ یہ کندہ یہ لڑکائے ہوئے زنجیر بھرتی ہی
--	---

زمین پر جو تجھے کرنا ہو کر و جلد ہی پرویں  
کہ دم بھر میں نگاہِ آسمان پر بھرتی ہی

نہ آیا اور کچھ بھوکا آئی وفا آئی شگفتہ ہوئے دینا کے دل گلزارِ ستی میں خدا کی شانِ ت بعد قاتل نے بلایا ہی عجیب کشتگانِ ہجر قبل از حشر اٹھ بیٹھے انہی خیر ہوئے ہوئے ہیں یا کے تیر چڑھائے آستیں تے ہوئے خیر جو وہ نکلا خدا فی فضل سے ہم بادہ خوار و بھگت و حصہ ارادہ جب کیا اُس شوخ نے ہندی لگایا شبِ عدہ سحر کے قت کاٹا کروٹیں لیکر بھی خواہو کو اپنے کو سننے سے فائدہ آخر	مگر ہاں تم کو ظلم آیا ستم آیا بجا آئی اوبے پیچھے پیچھے یار کے باد صبا آئی یہ ساری عمر میں آواز حسبِ عا آئی جونہی کا نہیں جھیم جھیم کر کے چلنے کی صدا آئی ستم آیا غضب کیا بلا آئی قضا آئی سر تسلیم خم کرتی ہوئی باد صبا آئی ہوئے عیدِ بھگت بھی کسی لے پار سا آئی تو دونوں ہاتھ باندھی اُسکی خدمتیں خا آئی نہ تم آئے نہ حشر آیا نہ عاشق کی قضا آئی دعا دینی نہ آئی تم کو اٹھی بد دعا آئی
---	---

وہ کہتے ہیں عبادتِ ذیبا کیا فائدہ پرویں  
نہ تم کو دستِ غیبِ یا تہ تم کو کیا آئی

ساری دنیا میں بنا کرتے ہیں گھر تھر کے لوگ جس طرح بنا لیتے ہیں گھر تھر کے	اور ان سنگدلوں کے ہیں جگر تھر کے ہیں اسی طور سے سینوں میں جگر تھر کے
---	---

<p>تم بنائے گئے اے رشک قمر پتھر کے  پہلے دنیا میں بنا کرتے تھے گھر پتھر کے  نہ تو آنکھیں ہیں نہ پاؤں ہیں نہ سر پتھر کے  دیکھئے غور سے خلقت کو ہی چشموں کا گلاں  کوئی انسان نہیں جسکے نو دل پہلو میں  سخت باتوں سے مرادیشہ دل چور نہ کر  توڑنا پھوڑنا جاندار کو زخمی کرنا  آہ وزاری کی بتو تکوینیں ہوتی پروا  مرغ پیراں کی طرح سنگ فلاخ جو خلا</p>	<p>یہ غلط ہے تو یقینی ہیں جگر پتھر کے  اب ہیں انسانوں کے سینہ میں جگر پتھر کے  ہیں اسی طرح سے سینوں میں جگر پتھر کے  اور دراصل ہیں یہ دیدہ تر پتھر کے  قلب سینہ میں تو نکلے ہیں جگر پتھر کے  آدمی ہو کے ذرا کام نہ کر پتھر کے  یہ ہی مشہور ہیں دھپار ہنر پتھر کے  ہائے ان سنگدلوں کے ہیں جگر پتھر کے  میں نہ جانا کہ کیس لگ گئے پر پتھر کے</p>
<p>کس سے دریافت کروں سبکی حقیقت پوچھوں  گر دیکوں پھرتے ہیں کعبہ میں بشر پتھر کے</p>	
<p>یہی تذکرہ جا بجا ہو رہا ہے  زمانہ میں ذکر حیف ہو رہا ہے  جو آتا ہے نذر حیف ہو رہا ہے  یہ کیسا ستم بر ملا ہو رہا ہے  ہے اس در پہ ساری خدائی کا جمع  مری خدمتوں پر وہ کہتے ہیں سختی  بر ہے گا جو بولی وہی مال لیک  گلابے سبب دل کا کیوں گھونٹتے ہو</p>	<p>کہ وہاں خونِ خلق خدا ہو رہا ہے  یرا کر رہے ہو یرا ہو رہا ہے  بتو کیا یہ قسم خدا ہو رہا ہے  اثر اُلتا آہ رسا ہو رہا ہے  کوئی صدقہ کوئی فدا ہو رہا ہے  کہ فرض غلامی ادا ہو رہا ہے  کہ نیلام ناز و ادا ہو رہا ہے  خفا کر رہے ہو خوف ہو رہا ہے</p>



<p>بھلا کر ہے ہو بھلا ہو رہا ہی مرا اور ترا سامنا ہو رہا ہی</p>	<p>جو ملے ہو زخمی سے ہوتی ہی شہرت وفا میں کروں تو جفا سے نہ باز آ</p>
<p>سمجھ میں نہیں آتا یہ بھید پیروں خدا جانے دنیا میں کیا ہو رہا ہی</p>	
<p>ہی ضرورت دن بدن سخت جگر تعلیم کی پشت پر جس شخص کے ہوگی سپر تعلیم کی دھوم ہی شکر خدایا اب گھر یہ گھر تعلیم کی تکو بھی حاجت ہونے رشک قمر تعلیم کی فکر کرنی چاہئے شام و سحر تعلیم کی ساری دنیا پر برابر ہے نظر تعلیم کی اور ہی کچھ بڑھ گئی ہے کرد و فہم کی جاتی ہی سید ہی وہیں کور ہنر تعلیم کی</p>	<p>چاہے دنیا میں ہو تدبیر ہر تعلیم کی وہ ہی آئندہ بچے کا خیر تحقیق سے دور دورہ ہی جہاں ہر طرف تہذیب کا گر ہوا ذی علم دولتا نکو سمجھے کا حقیر ہم نہیں سنئے مگر کہتے ہیں ہم سے آدن خود وہ بد قسمت ہی جو اس سے نہویں دور جسے سلطان جہاں بگم نے کی ہی التفات گر تہیں جانا ہو دولت گنج اور اقبال پور</p>
<p>طبقتہ نسواں میں بھی تعلیم ہی یروں ضرور تجھ سے جتنی ہو سکے تائید کر تعلیم کی</p>	
<p>نہیں حشر میں اتنی ہمت کسی کی مروت ہے کیا بے مروت کسی کی نہیں پڑتی لیکن یہ جرات کسی کی چلی آتی ہے یاد صورت کسی کی سنو تو خدار ا مصیبت کسی کی</p>	<p>کرے پہلے بڑا ہر شکایت کسی کی جو گستاخ ہو اس سے تو بڑلے ہر اک چاہتا ہی کہ دل نذر کرے کسی صورت آتا نہیں جہن دل کو نہ دینی ہو گر داد اچھا نہ دینا</p>

<p>             اسی کی طرف ہے نرمی و سختی              گھاٹا کیا جو اٹھو دیا اُس نے ہلکا              کوئی تنگ ہو دل لرزتا ہی میرا              جو قائل ہو لیجائے گنجِ سعادت              سمجھتا ہو نہیں نفع و نقصانِ الفت              ہر اک لے سکے ظلم و جفا کا ہوشاکی              نہ آئیں اگر اُن سے کدِ بھوکا قصد              ہیں فیصلہ آپ کر دیجئے میرا              لٹا بیٹھے ہم دولتِ دینِ دنیا              پڑی ہر ترے بزم میں نفسی نفسی              نہ کی ہر بانی جو تم نے کسی پر              اکیلا سمجھ کے ہمیں ہاتھ ڈالے              مروت میں سو فائدے ہیں یہاں              میں اُسکو سمجھ لوں وہ مجھ کو سمجھ لے              فقط نیک اعمال پوچھے گئے وہاں              خدا پر نہیں کچھ اثر کرنے والی           </p>	<p>             نہ عزت کیسی نہ ذلت کسی کی              نظر آگئی آدمیت کسی کی              نہیں دیکھی جاتی مصیبت کسی کی              نہیں کرتی تخصیصِ رحمت کسی کی              مگر گنہ گہتی ہے محبت کسی کی              مروت کیسی نہ الفت کسی کی              کیسے کو نہیں ایسی حاجت کسی کی              سنے کون روز قیامت کسی کی              نہ توڑی گئی جب مروت کسی کی              نہیں کرتا کوئی شفاعت کسی کی              بنے گی اسی گھر میں تربت کسی کی              زمانہ میں ہے اتنی جرات کسی کی              نہ لے بدعا بے مروت کسی کی              نہ دونوں میں کیجے حماقت کسی کی              نہ کام آئی عقبنی میں دولت کسی کی              سفارش کسی کی رعایت کسی کی           </p>
---	---

مجھے رات دن یاد آتی ہر پروں  
 ملاحت کسی کی صباحت کسی کی

نہیں یہ صبح صادق کا نشان ہے      صفائی رفعتِ روشن کی عیاں ہے

<p>یہی بس بے نشانوں کا نشان ہی          ذرا پوچھو محبت سے کہاں ہی          عبث صیاد مجہر بدگساں ہی          اجار افضل گل میں آئیاں ہی          کوئی بسمل ہی کوئی نیجاں ہی</p>	<p>محد پر آسماں کا سا بیاں ہے          غریب بے نشان کو اب تو دلبر          قفس میں بند کرتا ہے وہ ناحق          فلک ٹوٹے گالے صیاد تجہر          کھینچے ابرو جو تیرے دیکھے جسے</p>
<p>فلک نے کر دیا برباد ایسا          کہ چھوٹا تیرا لے پروں مکاں ہی</p>	
<p>اور مضمون اُجھٹا گیا سلجھانے سے          پھر گئی ساری خدائی تری پھر جانے سے          صاف اظہار تعلق ہے کھل جانے سے          سو گیا میرا مقدر تے سو جانے سے          لوگ لاشہ مرا ایجا ٹینگے مینا نے سے          کیوں اُکھتی ہی مجھے چھوڑ کے بیگانے سے          میں نہ سمجھوں تو کوئی فائدہ بھانے سے          یہی ببل سے کوئی گایا ہی پروانے سے          خم سے تجو بہاں شرمندہ ہوں پکانے سے          بدگمانی مجھ ہوتی ہی قسم کھانے سے          یہ بھی کوشش ہی دوپٹہ نہ ڈھکے شانے سے          وہ جو گلیوں میں پھر کر تے ہیں یولنے سے</p>	<p>نفرۂ زلف کا مضمون نہ کھلا شانے سے          جھکولنے سے شکایت ہے نہ بیگانے سے          کیوں نہ مشور کریں شمع کو پروانے سے          نیند آئی تجھے ظالم مے افسانے سے          مانا ہوں کہیں ناصح ترے سمجھانے سے          بل کی لیتی ہی تری زلف سیہ شانے سے          واعظا بہر خدا پند و نصیحت مت کریں          کیوں گل و شمع پہ عاشق ہوں تمہارے ہونے سے          مجھ سے کچھ ہونہ سکی پیر مغان کی خدمت          شب کو تم آؤ گے اصرار کی حاجت کیا ہی          یہ بھی خواہش ہی رخ و زلف نہ چھپنے پائیں          نام سنتے ہی مرا ہنسکے کہا جانتے ہیں</p>

یوں تو پروں سے کہی صبر نہ تو لیکن  
ضبط کرنا ہی پڑا آپ کے فرمان سے

<p>یوں مزے لوٹے لب گلفام کے مر گیا عاشق کلیجہ بہت مٹے شیخ صاحب یوں نہ مانیگے کہی خوب آدھی رات کو تشریف لائے زلزل میں پھنسے ہی دل نے صدی جال کے قربان صدقہ دام کے</p>	<p>میکشویا دن پھرے ہیں جام کے آپ عاشق ہیں مگر کس کام کے ان کو چھینٹے دوئے گلفام کے آپ تو نکلے ہوئے تھے شام کے جال کے قربان صدقہ دام کے</p>
--	--

وقت پر پروں نہیں ملتی درد  
دوست جو ہیں م کے کس کام کے

<p>روز کرتا ہوں دعا لطف محبت آئے جا کے اُس بزم میں کچھ بھی نہ ہاگھر خیال چھ سے پوچھو نہ مرے درد جگر کا احوال اپنے بیمار کو تم بہر خدا دیکھ تو لو بیخودی یا سب اہل نزع قیامت شب بھر باتوں باتوں میں جو کل اینٹھ گئے تھے کج ادائی کی شکایت یہ فرماتے ہیں ضبط کر نیکو جو کہتے ہو کئے جاؤ نگا صرف ہم تم ہیں راٹھ کے گلے لگجاؤ میرے دھوکے میں گداگر کی صدا پر یہ کہا</p>	<p>شرم آتی ہی جنہیں انکو مردوت آئے اپنے آپ میں بھی آئے تو بدقت آئے کتے ڈرتا ہوں مبادامری شامت آئے کیا عجب شربت دیدار سے طاقت آئے کیوں نہ گھبراؤں کہ ہمان بکثرت آئے لو مبارک رہی کرتے ہوئے منت آئے تو محبت کے ہو قابل تو محبت آئے خیرا سیں اگر آتی ہو قیامت آئے ہاتھ پائی کی خدا ناکرے نوبت آئے کل جنہیں ٹال دیا تھا وہی حضرت آئے</p>
---	--

<p>سائے معشوق پڑ ہیں میرے جواز کی نماز  دو نوں معنوں میں ہی مرنیکی مصیبت کیا  جب مزا آئے شہید و نکولیں سرخ کفن  جان پر کھیل گیا ہے جو گیا ہے قاصد  یا داتا ہے وہ جل جل کے تمہارا کہنا  ہم تو ایمان سے کہتے ہیں نہ دیکھی نہ سنی</p>	<p>اگر آئے تو جماعت کی جماعت آئے  آدمی کی اجل آئے کہ طبیعت آئے  حشر میں دہوم ہو پہننے ہوئے خلعت آئے  نشتیں مانی گئی ہیں کہ سلامت آئے  تجکو شرم آئے صدا فزون غیرت آئے  ایسی رفتار کہ حلیتوں کی طبیعت آئے</p>
<p>سربگفت کو چہ دلدار میں جا کر پروں  شکر صد شکر کہ پھر گھر میں سلامت آئے</p>	
<p>اسلام کو رونق ہوئی اسلام عمر سے  دنیا میں اشاعت ہوئی دین نبوی کی  یوں خلق کو تقسیم ہوئی بادۂ توحید  اس دہوم سے دنیا میں بجا دین کا ڈنگا  اشرار جو گردن زدنی تھے انہیں مارا  مرقد سے نکل آئیں تو بگڑی ہوئی بچائے  اس دور اور اس دور میں کیا فرق تباؤں  اللہ کے ترازو میں عالی کہ فرشتے  ہر چشم ہے پر نور تو ہر سینہ ہی معمور  جو ملک دبا تے مچے پھرتے ہیں سلاطین</p>	<p>کفار عرب کانپ اٹھے نام عمر سے  تدبیر ابو بکر سے صمصام عمر سے  سیراب ہوئی خلق خدا جام عمر سے  ایوانِ فلک گونج اٹھے نام عمر سے  بیکر نہ گیا صید کوئی دارم عمر سے  تکلیف ہے مخلوق کو آرام عمر سے  آقا بھی برابر نہیں حدم عمر سے  جھک جھک کے فلک دیکھتے ہیں بام عمر سے  تکریم ابو بکر سے اکرام عمر سے  دم بند تھے شمشیر دم آشام عمر سے</p>

حق یہ ہے عجب تیغ شر بار تھی پروں  
کفار کا دم بند تھا صمصام عمر سے

یہ دل بھی تیرے سینہ نگار نہیں ایک ہے ہر صبح ہر ہوتا ہے رخ پر ترے نثار گو سینکڑوں میں فرد ہے عاشق ترا مگر حور و قصور تیرے اشارہ کے منتظر بخشش بھی اک اداسے شفاعت بھی اک ادا خوبان روزگار میں اس طرح فرد اک میں مومن مجھ سے عاشق شیدا ہزار ہیں کیا دن لگے ہیں اسدل ناداں کو ابھل تیرا جمال ہر گل وغنچہ میں جلوہ گر	تیرنگہ کے شکر گزاروں میں ایک ہے ماہ منیر آئینہ داروں میں ایک ہے تو ایسا فرد ہے کہ ہزاروں نہیں ایک ہے رضواں بھی تیرے سینہ نگار نہیں ایک ہے محشر بھی اُنکے جلوہ شمار و نہیں ایک ہے جس طرح آفتاب ستار و نہیں ایک ہے اک ہ ہیں جنکا حسن ہزار و نہیں ایک ہے کتنے ہیں اُنکے آئینہ دار و نہیں ایک ہے تیرا کمال ساری بہار و نہیں ایک ہے
--	--

دیر و حرم میں ایک ہی آیا تجھے نظر  
پروں نری نگاہ ہزار و نہیں ایک ہے

لیکن نے شوخیوں کی بڑی روک تھام کی دل کیوں ہی فکر زلف و رخ سرخ فام کی امید وصل نے تو بیت وک تھام کی دیوانہ ہوں سحر کی خبر ہے نہ شام کی مکن نہیں کہ مفت میں شہرت ہو نام کی محشر میں پیشیاں ہوں کیوں ہوم ہام کی	تجویز ہو کے رہ گئی بالائے بام کی کبخت کیا پڑی ہے تجھے روم و شام کی لیکن ہجوم یاس نے تر کی تمام کی گراؤ تو زلف و عارض حور شید فام کی ہاں کام کر کہ قدر ہی دنیا میں کام کی بخشش چھریں گی خوب حلال و حرام کی
---	--

<p>خود زندہ معجزہ ہے بلاغت کلام کی مومن ہوں میری دل شکنی کا خیال کہ سکر مرافسانہ کہا سب کا سب فضول دیرو حرم میں بیٹ گئے ذرات بعد مرگ فرمان برائی عقل نہ ہرگز کر گیا عشق</p>	<p>عربی نے کل زبانوں کی ترکی تمام کی توہین کب حلال ہے بیت الحرام کی سو میں سے ایک وہ تو کہنی تھی کام کی مٹی تھی میری جسم میں کس کس مقام کی آقا سے ہو سکے گی نہ خدمت غلام کی</p>
<p>پرویں خلاف جام ہو داغ تو کیا کروں جنت میں بھی ہے نہرے لالہ فام کی</p>	
<p>صدا بلند ہے پازیب کی جو ٹھوکر سے تمہارے حسن کا چرچا سنا ہے دنیا نے جو خیر جان کی چاہے بچا ہے انسان ستم رسید و نکو ہے انقلاب کا کھٹکا طو حقیر سے یہ جان کر کہ ملتے ہیں تمہارے عشق میں دل بستی نہیں ہوتی نہ کیوں ہو آنکھ سے دیا کہ اپنے شیدا پر خدا کے واسطے ساقی ہماری ساین کجا وہی بشر ہے جو دنیا میں احراز کرے تمہارے ابرو و مژگاں ہیں زخم ریز سوا</p>	<p>سوا ہی صورت قیامت سے شور محشر سے فلک سے ماہ سے خورشید سے ہر اختر سے کنڈ زلف سے ماریہ سے ازور سے تیرے فرج سے آنکھوں سے پنجہ اخضر سے جہاں سے گئے گزے سے سب بدت سے چمن سے شہر سے جنگل سے بحر سے برت سے کبھی وہ کرٹکے کبھی گرے اور کبھی بے قدح سے جام سے کشتی سے بڑے غرے فساد و فتنہ سے جنگ و جدال سے شر سے سناں سے تیر سے تیغ و تبر سے خنجر سے</p>
<p>جو بد نصیب ہو پرویں سنبھل نہیں سکتا خدا سے وحی سے قبریل سے پیغمبر سے</p>	

یہ موت مجھے پیاری ہے عمرِ مودت سے  
اندازِ قیامت نے سیکھے ہیں تے سے قد سے  
جس روز گزر جائے یہ دردِ میرا حد سے  
پھر انکو منالو کما ممت سے خوشامد سے  
تم اچھے ہو حسنِ ظن رکھتے ہو جو ہر بد سے  
خشن میں قیامت ہو برپا تیری آمد سے  
کیا خاک ڈر لگا وہ اس چرخِ زہرِ بد سے

آنسو وہ بہاتے ہیں لپٹے ہوئے مرقد سے  
یہ گردِ شہِ درویش آنکھوں نے اڑائی ہی  
امید ہی بچائے پھر آپ دوئے دل  
میں پاؤں تو جو مونگا گوجر سے بگڑ جائیں  
میں بد ہوں کہ بد ظن ہوں ہر چہنے والے سے  
عشاق تجھے دیکھیں اک حشرِ نیا اٹھے  
جنے تیری آنکھوں کی ہر فتنہ گری دیکھی

سلطانۂ عالم ہے سلطانۂ عالم ہے  
نسبت ہی کنیری کی پروں کو محمد سے

نخل سکونہ رقییوں کے واسطے گھر سے  
نخل کے جائیں تو غیر نکلے وعدہ پر گھر سے  
دو اطلب نہ کر دنگا میں غیر کے در سے  
نیا مقابلہ رستم کا ہے یہ ار در سے  
علاجِ زخم وہ کرتے ہیں تیر و خنجر سے  
نصیب کا جو ہی مل جائے گا کسی در سے  
جو بت نہیں ہو تو خاموش کیوں ہو پھر سے  
لگی ہی آگ مانہ میں ایک خشک سے  
جو کل نہوتے تھے ظلم اس سپہرِ اختر سے  
نہ نکلیں گے کبھی ملکہ بھی یہ برا بر سے

نرا توجب ہے کہ اس درجہ چشمِ تربت سے  
قریب سر ہے بلند آبِ دیدہ تر سے  
مجھے جنون ہوا ہے فقط تھے گھر سے  
او دہر ہے زلفِ مسلسل او ہر دل بیاں  
اشارہ سے دل بسمل کا حال لوچھے ہیں  
اگر ہی طالبِ صادق صدا لگائے جا  
گر آدمی ہو تو ہم بھی ہیں آدمی بولو  
ہر اک دل میں ہی الفت تھکے چہرہ کی  
وہ آج ہوتے ہیں دنیا میں سبز رنگ سے  
جدِ جدا تو مہ و مہر کیا مقابل ہوں



کوئی تو آنکھوں میں ہو جسکی پردہ دار سی ہے	پچھائے بیٹھے ہیں منہ آنسوؤں کی چادر سے
خراج مانگتی ہے آتش فراق بیاں	شر سے برق سے نار سقر سے انگر سے

ڈرتے ہیں مجھے پرویں عبث قیامت سے  
 بیاں ہو سابقہ فرقت میں روز محشر سے

بسا کر عطر میں زلفیں سو نگھانا کس سے سیکھا ہے  
 مَرے پر اور سود رے لگنا کس سے سیکھا ہے  
 وہ اک موقع جدا تھا جو کلیم اللہ کو پیش آیا  
 بتوں نے لن ترانی کا ترانا کس سے سیکھا ہے  
 تراک خال عارض اور زمانہ شیفۃ اسپر  
 یہ دانا ڈال کر مرغی لڑانا کس سے سیکھا ہے  
 دکھاتی ہے کف رنگیں طلب ہے دل کی کیا کنا  
 ہتیلی پر کوسروں لگنا کس سے سیکھا ہے  
 ضرورت ہے مجھے بھی سیکھنے کی میں بھی سیکھونگا  
 سوال بوسہ پر یہ منہ چڑانا کس سے سیکھا ہے  
 اگر بالفرض میں نے رسم الفت غیر سے سیکھی  
 مگر فرمائیے سارا زمانا کس سے سیکھا ہے  
 دل عاشق چراؤ آرزو ہے گر چرانے کی  
 بھری محفل میں یہ آنکھیں چرانا کس سے سیکھا ہے

جودل بیٹھا تو درد اٹھا۔ کہو تو اس قیامت کا  
 بیٹھا ناکس سے سیکھا ہے اٹھا ناکس سے سیکھا ہے  
 بڑا ہی ناز ہے اُس شوخ کو اپنے کمرے پر  
 کمرے ہیں تو دل وایماں چرانا کس سے سیکھا ہے  
 ترے رونے پہ ہمائے بھی رونے لگتے ہیں پروں  
 ارے کبخت یہ رونار لانا کس سے سیکھا ہے

۴۴ بنے محض دم عالم جو ہو خدا ترنگا حمزہ کا  
 اگر بیمار ہوں چرخ چارم سے چلے آئیں  
 خدا جانے کمانک فیض بخشی کا احاطہ ہے  
 چل لے تاریکی بخت سیاہ تو راہ لگا پنی  
 خدا ہی دن کو نہرا و رات کو قربان تہاں  
 فرشتوں کا جہاں لے عارفو جمع نظر آئے  
 نہ مارا چاند نے بھی سائیں کبھی وقت کے گھائل کو  
 ہمیشہ اس جگہ سونا مبارک تھکولے فتو  
 اگر ہی صحت کامل کے خواہش در عصیاں  
 پلٹ کر بھی نہ دیکھیں وضع بخت کو اور حضرت

بڑا ہے قصیر و مغفور سے دربار حمزہ کا  
 مسیحا کو شفا دیتا ہے ہر بیمار حمزہ کا  
 فلک کا دائرہ ہے نقطہ پر کا حمزہ کا  
 منور تر قمر سے ہے مہ رخسار حمزہ کا  
 بھرا رہتا ہی ہر دم رات دن دربار حمزہ کا  
 وہی مجلس ہے حمزہ کی وہی دربار حمزہ کا  
 ہوا جسدن سے تابندہ مہ رخسار حمزہ کا  
 محافظ ہی خدائی کا دل بیدار حمزہ کا  
 جیسا کر نام دل سے لے دل بیمار حمزہ کا  
 اگر جو رو نکو آجائے نظر دربار حمزہ کا

مثال کشت زار خشک نشہ لبہاں ی پروں  
 برس جائے ادھر بھی اگر گوہر بار حمزہ کا

## سہرا

برخوردار سعادت آثار فرزند جگر بند میاں سید شقائق حسین زاد عمرہ

اسکے اوپر ہے دعاؤں کے اثر کا سہرا  
ایک بچو لوں کا ہوا گل و گہر کا سہرا  
دیکھ لے ہر مرے رشک قمر کا سہرا  
رخ نوشہ سے کسی وقت نہ سر کا سہرا  
لب و دندان سے بنا لعل و گہر کا سہرا  
اور مبارک ہوا نہیں علم و ہنر کا سہرا  
گل خنداں کی ہو بد ہی گل تر کا سہرا  
چاند سے چہرہ پہ ہو نور مہر کا سہرا

سرفروشہ پہ بندھا ہے گل تر کا سہرا  
دوہرا دوہرا ہو مے تخت جگر کا سہرا  
اسکی لڑیوں کو ذرا اپنی شعاؤں سے ملا  
کس قدر ہو گیا اللہ سے محو دیدار  
کھل گئی بچو لوں کی تقدیر جگت سے اسکے  
صد وہی سال سلامت رہیں شقائق میاں  
ہاتھ میں کنگنا ہے مقیش کا سر پر طہ  
آج وہ روز دل افروز ہوئے دور فلک

نظر بد کا نہیں خوف ذرا بھی پرویں  
کہ نگہبان ہے رخ رشک قمر کا سہرا

## سہرا

برخوردار سعید رشید سید میاں انوار الرحمن عالمہ نائب ظہم

ریاست سوانی جیو

کھیں سہروں سے روشن ہی میاں نوا کا سہرا  
اُبل لے بحر قزم لا در شہوار کا سہرا

مبارکباد برخوردار نیک اطوار کا سہرا  
برس لے ابر نیساں تو تونی چاہئے بدھی

<p>یہ پڑ رہی ہیں ہر طرف روتے انور          نے شوق عاجزی مٹانے سے ہٹے کیونکر          یہ بیوجہ لڑیاں جھومتیں چہرہ پہل ہلکے          مہینے کو جھکنا چاہتا ہے جھک نہیں سکتا          گپ حسن کی مسمیٰ کی جنبش ہی لڑیوں کو          مٹے چہرہ نوشاہ سے معلوم ہوتا ہی</p>	<p>شعاعین بن گئیں گویا مہ رخسار کا سہرا          کہ عاشق ہو گیا ہی روتے پر انوار کا سہرا          نظر آتا ہے طالب بوسہ رخسار کا سہرا          الہی کس قدر پابند ہے دستار کا سہرا          مگر نقشہ دکھاتا ہے کسی میخوار کا سہرا          بنا لایا ہے گردوں ثابت مہیاری کا سہرا</p>
--	--

نگاہ شوق آزادی سے پرویں جانیں سکتی  
 نگہیاں بن گیا ہے دولت دیدار کا سہرا

<p>ای زنی کو یا مرد خود پرورد          گوی میں صاف اسکی صراحت ہے          ت ہی وجوب علم اس حکم میں شارع کے          محض مسلمانوں کی ایک جہالت ہی          یہی جب اسکی فرمان رسالت میں          آنا سمجھ لینا بیجا نہیں عاقل کو          ت کو لڑائی کا فن آئے یہ مشکل ہی          ہیں مردوں کے مردوں ہی سے ہوتے ہیں          ت کی ضرورت کو پورا نہیں کر سکتا          ت کے لئے دیکھو کیا علم ضروری ہے          علم ہر وہ دیں کا حق جس سے کر رہی ہے</p>	<p>تعلیم فریضہ ہے ہر نفس مسلمان پر          تعلیم کی خوبی کب محتاج شہادت ہے          تعلیم میں مرد و زن پہلے تو برابر تھے          بے علمی عورت کو کہتے ہیں شرافت ہی          پھر اسکے مخالف کی کیا شک ہے جہالت میں          تعلیم وہ دی جائے جس علم کی حاجت ہو          وہ کام نہ کیوں سکھے جس کام کو قابل ہی          عورت سے جو لیتے ہیں وہ عقل کو کھوتے ہیں          گو مرد ہر اک فن میں بے مثل ہو اور کتنا          کس علم سے بالفطرت عورت کو دوری آتی          اک علم ہی دنیا کا جس طرح ریاضی ہے</p>
---	--

و تو کی ضرورت ہر انسان کو پوری ہے  
 پھر دلیں یہ خواہش ہو اس کھیت میں پانی دے  
 اُن بیو کی جوڑی سے جو پانی لگاتے  
 ہو رہے ہر شانس مرد اور اپنی سمجھ لے وہ  
 شوہر کی اطاعت سے باہر نہ قدم زن ہو  
 اس کے واقف ہو اخلاق پہ مائل ہو  
 اور کھکی ضرورت کے ہر فن میں وہ ماہر ہو  
 عورت ہے وہی اچھی جو علم کی سورت ہو  
 تعلیم نسا کا ہر چار طرف چسپا  
 تعلیم ضروری ہی تعلیم ہو بینک ہو  
 وہ دور کریں گے جو تعلیم میں حامی ہو  
 جو فقر سلاطین معنی شاہاں ہیں  
 جو اُن سے طلب کچے اس میں دیتے ہیں  
 مشہور سخا میں ہیں اور جو دیں نامی ہیں  
 عظمت کا مرتبہ ہیں بیکر میں مروت کے  
 دایستہ ہیں امیدیں عالم کی اسی دم سے

تعلیم تو دونوں کی دنیا میں ضروری ہے  
 انسان اگر گھر کو ایک کھیت سمجھ لے  
 تشبیہ ہر گھر میں ہر شوہر و ہرن کی  
 اتنا تو پڑے عورت ہو واقف نیک و بد  
 پردہ کی شنا خواں ہو آزادی کی دشمن ہو  
 کچھ علم عقائد ہو کچھ علم مسائل ہو  
 اور طب بھی ضروری ہو اس میں بھی قاصر ہو  
 اس طرح سے سب سیکھو جس جس کی ضرورت ہو  
 اب دیکھ رہی ہوں نہیں احساس ہو پیدا  
 عورت کو مرد و نکویہ فکر ہے دونوں کو  
 اور اُن کی حمایت پر ایک ات گراہی ہے  
 سلطان دکن شاہ عثمان علی خاں ہیں  
 تعلیم سے دلچسپی ہر طرح وہ لیتے ہیں  
 وہ فخر امانت میں تعلیم کے حامی ہیں  
 منیع ہیں مکارم کی معارف میں سخاوت ہے  
 پرویں کی دعا ہے ہر خلاق و عالم سے

تو قایم و دائم رکھ اُس ذات گرامی کو  
 اس مصلح دنیا کو اس دین کے حامی کو

# قصاید

<p>میں اور تری حمد خداوند تعالیٰ          ہونے ہی کو تھا عقل کا دریا مبتلاطم          یارب ترے افضال نے مرتے کو بچا یا          لیتا ہے کبھی نفس شفاعت کی ضمانت          کہ خوف نکیرین سے جان ہے ترود          گریبا و صبا ئے شفقت ہونہ موافق          تو چاہے تو اطلس کے مقابل ہو مرقع          کہ خلعت کا وس کسی جسم میں خرقہ</p>	<p>حیراں ہوں کہ یہ لفظ ہی کیوں منہ سے نکلا          ہونے ہی کو تھی کشتی دانش تہ وبالا          یارب ترے الطاف نے گرتے کو سنبھالا          دیتا ہے کبھی قلب کو غفراں کا حوالا          کہ دہشت محشر سے خرد ہے تہ وبالا          طوفان تامل میں رہے کشتی لالا          تو چاہے تو کبل کے برابر ہو دشا          کہ ساغر جمشید کسی کف میں پیالا</p>
<p>شوخی کی بھی کچھ حد ہے قلم روک لے پروں          کیا حمد خداوند بھی ہے منہ کا نوالا</p>	<p>ہو دور سا قیاسے خم عندر کا          تابخودی میں جھجکے لکھنا ہے لکھ سکوں          البتہ پاس خاطر اجاب ہے ضرور          اچھوں کو طعن طعنے سے لازم ہی جناب          ہاں فضیلت عداوت اصحاب باصفا          افسوس ہی کہ اب اُسے کہتے ہیں فضی          حتیٰ کہ بو طغیوں سے عالی جناب کو</p>
<p>اور زفر نہ ثنائے جناب امیر کا          خطر نہ پاس آئے امیر و فقیر کا          نوک قلم سے فرض ادا ہونہ تیر کا          شیوہ ہے یغیبت و ذلیل و حقیر کا          لیکن نہ عشق آل بشیر و نذیر کا          قائل جو ہو فضائل حضرت امیر کا          جودل سے شیفہ تھا شہ قلعہ گیر کا</p>	<p>ہو دور سا قیاسے خم عندر کا          تابخودی میں جھجکے لکھنا ہے لکھ سکوں          البتہ پاس خاطر اجاب ہے ضرور          اچھوں کو طعن طعنے سے لازم ہی جناب          ہاں فضیلت عداوت اصحاب باصفا          افسوس ہی کہ اب اُسے کہتے ہیں فضی          حتیٰ کہ بو طغیوں سے عالی جناب کو</p>

<p>شیعہ لکھا ہر طنز سے فن رجال میں حتیٰ کہ شافعی سے جلیل الصفات کو اک حب اہلیت سے کہتے تھے رافضی ابنکے امویوں کی حکومت کا یہ اثر مولا کے علی کو بیشک ہے رافضی</p>	<p>حب علی سبب ہے فقط دار و گیر کا حاصل تھا جس کو مرتبہ ہر منسیر کا یہ اڑ گیا تھا خوف خدا نے قدیر کا لب تک نہ آئے ذکر حدیث غدیر کا اللہ کے اعتقاد صغیر و کبیر کا</p>
<p>پرویں اسی طرح میں تو مطلع اک و کرم ہر دائرہ جواب ہو ہر منسیر کا</p>	
<p>ادنیٰ سا لشکر ہی بھی جناب امیر کا اکثر جگہ فضائل مولا پہ ہے گواہ ہے انما ولیکم اللہ سے عیاں کہتی ہے اور آیہ تطہیر صاف صاف رب جلیل کہتا ہے یتلوہ شاید خوشنودی خدا کے لئے وقف ہو گئے روز مباہلہ یہ ہوا اور آشکار استاد قدسیان فلک بارگاہ ہیں دیکھا ہوا ان نظاھر اسے تابعین فردوس میں نوید ہما الغایزون سے خیال البریہ ذات لایک صفات ہے رکن رکن آہ قربانی ہے مرضی</p>	<p>خامہ سے کام لیتا ہے پیکان تبر کا فرماں نبی کا حکم خدا نے قدیر کا مخدوم و مقتدا ہے امیر و فقیر کا دامن خطا سے پاک ہی حضرت امیر کا یہ وصف ہے وحی بشیر و نذیر کا من یشتری وثیقہ ہے فوز کبیر کا لفض نبی لقب ہے شدہ قلعہ گیر کا شاہد ہے اذن و اعیہ نور ضمیر کا بے انتہا ہے لطف سیمع و بصیر کا ٹھیکہ ہے نہر شہید کا اور جوئے شیر کا اللہ کے معاوضہ خیر کثیر کا بالکل ہے اتفاق صغیر و کبیر کا</p>

<p>ثابت ہو خوب لچک لچکی سے تاج مجھ سے علی ہے اور میں علی ولی سے ہوں ہو وصف احب خلق الی اللہ سے عیاں روح بتول والد حسین ابو تراب یار رب بروح پاک امام حسن کہ تھا یار رب بروح پاک شہ کربلا حسین یار رب بروح پاک شہید ان کربلا</p>	<p>مولا علی کا اور بشیر و نذیر کا روزِ احدیہ قول تھا حق کے وزیر کا کیا مرتبہ بلند تھا حضرت امیر کا کیا کیا ہو وصف بادشہ قلعہ گیر کا ہر دم اُنہیں خیال خدائے قدیر کا لاکھوں جو شکر رکھا شمشیر و تیر کا حملہ تھا جن پہ شام کے جم غفیر کا</p>
<p>پرویں کو جلد اُنکی زیارت نصیب ہو برائے مدعا یہ ذلیل و حقیر کا</p>	
<p>مرا سینہ ہے مطلع آفتاب نورِ عرفان کا پڑا ہی جنبہ نور ذات کا پر تو دکتے ہیں دل بے آرزو میں یہ تمنا اور باقی ہے ادھر صحرا ادھر طوبی ادھر دنیا ادھر عجب کمان کی برق کیسا صاعقہ کیا چیز ہی بجلی بتائیں تو ہمیں لدا گان گلشن ہستی کھلونے دیکے دنیا نا سمجھ کو نکو بیلے تجلی سے تشفی حضرت موسیٰ کی ہو شاید اسی تو ہی تو ہو سامنے اسباب بھی اسباب بھی ہزاروں کھائیاں سے میں لاکھوں خند قیل</p>	<p>چراغِ طور ہے ہر ذرہ ذرہ اس بیاں کا یہ بیضا تھا اک ادنیٰ کرشمہ حسنِ جاں کا کہ پروانہ بنے اک شہ چہراغِ بزمِ عرفان کا یہ طعمہ نفس سرکش کا وہ دانہ طائرِ جاں کا کوئی دیکھے تڑپنا عاشق دیدارِ جاں کا کوئی پتہ بھی ہی یمن خزاں سے اس گلستان کا نہیں دیکھ چکا قل کے لئے بازیمِ طفلان کا یہاں مد نظر جلوہ ہی اسکے روئے تاباں کا مبارک ز اہروں کو ہو تماشا حور و غلمان کا مگر اڑتا چلا جاتا ہی گھوڑا شوقِ واران کا</p>



وہی پھنسے ہیں جا لیں جو کبھی بدتر ہیں  
 الگ ہٹ سائنے سے زال دنیا راہ لگتی  
 میں مرغابی کی صورت خشک پہ ہوں مہرستی  
 یہ جو کچھ دیکھتے ہو پردہ در کی جھما جھم  
 مے اوپری اوپری اور پرواز دینے فانی کا  
 مگر بایں ہمہ غافل نہیں انسان پھر انسان  
 مگر کیا خوف مجھ کو نفس و رشتہ کا جب تک  
 بیاض صبح اک سادہ ورق انکو مضامین کا  
 صفائے جاں نمونہ اُنکے رخسار منور کا  
 علوے چرخ اک ادنا سادہ جہانکے مسکن کا  
 ہر اک شاگرد اُنکا حامل سر شریعت ہے  
 جلع میں عمر بھر سوز محبت میں نہیں بجا  
 جہان جو رشتہ ریزہ انکی نگاہ لطف کا بادل  
 مگر کیا چیز دریا اور کیا نا چیز ہے بادل  
 چراگاہِ صلاّت میں چمکا لانعام بھرتے تھے  
 وہ قطرہ جا ملا دریا میں اور اب انکی وقت ہے

نہیں کڑی سے ممکن ہو کنا شہباز پران کا  
 مجھے تجھ پر کبھی دھوکا نہو کا ماہ کنگاں کا  
 نہ اُنٹے میں کوئی مانع نہ خطرہ موج و طوفان کا  
 اس اکائش سے دور نہ پاک دل میرا نوا کا  
 مے اندر نہیں تنگ محبت اس پرستان کا  
 ہمیشہ دند غار تھا ہر دل میں نفس و شیطاں کا  
 کہ دلیں داغ ہی عشق شہ عبدالصمد خاں کا  
 ریاض خلداک گلدستہ انکے باغ عرفاں کا  
 ضیائے قلب پر تو نے شمع رے تاباں کا  
 شعاع مہراک مردہ چراغ انکے شبستان کا  
 حقیقت آشنا ہر طفل ہی اُنکے دبستان کا  
 اگر اسپر کریں اطلاق ابراہیم دوراں کا  
 تو پھر دریا نہو محتاج ہر گز ابر نیساں کا  
 دلوں پر اُنکے صدقہ سے پرائینہ نور عرفاں کا  
 انہیں دم بھر میں گلزار ہدایت کی طرف اُنکا  
 ہمارے آہ و نالہ میں ہے عالم برق و باران کا

ادب مہر دہاں ہے بس قصیدہ ختم کر روئیں

ادراپنے واسطے تو واسطہ ہے شاہ مردان کا

ہر گل عیش میں ہیں سیکڑوں طراکم

دورہ چرخ میں شوار ہے دلو اکرام

خوب آفت ہوں تری تفرقہ پردازی سے  
 بزم آرا ہوا اگر غمش و قمر ہیں ساغر  
 نہ ستمگر تجھے اک شکل پر اک لمحہ قرار  
 واہ سے تیرا طریقہ کبھی دشمن کبھی دوست  
 سننے آئے ہیں سلف سے تجھے خود میں خود  
 خستہ حالوں سے یہ چالیں یہ غایہ ایذا  
 میں نے کیا تیرا گڑا جو سنا یا مجرم  
 خود زمانہ سے گزیر جاؤں اگر ہوا یا  
 کبھی ناقص تیرے حرکات سے خورشید منیر  
 تو موافق ہو تو شبہا سے افضل عصفور  
 عالم آشوب جہاں سوز تے دو القاب  
 تیری تدویر سے ہیں شست و جل بست و بند  
 ہاں معاضد ہو مرناتاکہ وہ لالہ رخسار  
 آفت دیدہ و دل نور چراغ محفل  
 بوسہ بازی سے دل زار کو دے اطمینان  
 عطربیزی سے معطر ہو دماغ افکار  
 مشک باری سے مسود ہو بیاض قراط  
 سلک تقریر میں پائے خرد دور اندیش  
 مدح شاہنشہ ذیجاہ و ثریا درگاہ

کہیں ناہید و سنوں گر ہے کہیں تو ہیرام  
 رزم پیرا ہوا اگر اس مذبذب ہیں مصاص  
 نہ جفا جو تجھے اک طرح پر اک خطہ قیام  
 واہ سے تیرا سلیقہ کبھی تو سن کبھی رام  
 کہتے آئے ہیں حلف سے تجھے خود سر خود کام  
 بستہ بالوں کو یہ تکلیف یہ غم یہ ابرام  
 میں نے کیا تیرا دایا جو لگایا الزام  
 خود گلا کاٹے مر جاؤں اگر دے مصاص  
 کبھی کمال تری برکات سے ہواہ تمام  
 تو مخالف ہو تو رو باہ سے ازل ضرغام  
 محشر انگیز و جفا خیز ترے دوسرا نام  
 تری تاثیر سے ہیں شمس و قمر ناقص و تام  
 ہاں معاون ہو مرناتاکہ وہ نسری اندام  
 رشک خمباں چگل نور و دش و حور خرام  
 نغمہ پردازی سے بیمار کو بخشنے آرام  
 بادہ ریزی سے منور ہو ایاغ افہام  
 نورکاری سے منور ہو سواد ارقام  
 ضبط تحریر میں لائے قلم عنبر فام  
 میر عثمان علی خاں بہادر کسمسام

خسرو ملک دکن جامع اوصاف حسن  
 آسمان رخس و جہاں بخش و شجاعت پیشہ  
 تاج اعزاز و سراج حشم و نور جلال  
 حشمت و شوکت و رفعت تری ادنیٰ کی گنتی  
 تو جہانگیر و جہاندار و زمانہ چاکر  
 ترے اخلاق کی خوشبو سے معطر ہو دماغ  
 بزم اشعار میں گر صرف گہر ریزی ہو  
 ناسخ نسخہ اعجاز مسیحا ہو سخن  
 تری دانش کے سبب علم فلاطین معدوم  
 تری شبیر صبا خیز سے پیچھے رہ جائے  
 ادہم و ہم کی تازا ور سے مرکب کا قواف  
 افج میں چیخ نہم موج میں بحر قلزم  
 اس قصید سے غرض صرف دعا گوئی ہی  
 تاجن لالہ و گل سے ہو ریاض فردوس  
 تے قدموں سے رہی باغ جہاں تخت بہا  
 سر اجاب کو لازم ہو گلاہ اقبال

دانش آگاہ و ستم کاہ و فلک پہ وہام  
 چارہ پرداز و سرفراز و ہمایوں فرجام  
 اوج دیں مسیح یقین ہر سپہر اسلام  
 جاہ و اقبال و تجل ترے ادنیٰ سے غلام  
 تو جہاں بخش و جہاں کاں و خلائی قدام  
 ترے اشفاق کی نگہ سے مغیر ہے منام  
 اے تے فکر فسون اے تری اے المام  
 پاسخ گفتگوئے حضرت موسیٰ ہو کلام  
 تری بنش کے سبب فہم ارسطو گننام  
 گر چلے برق تپاں رزم میں بنکر مصہم  
 تو سن فکر کی دوڑا ور سے اشمک قیام  
 فوج میں اُسکے طلاطم سے جہاں آرام  
 نہ کہ در یوزہ گری سے طلب درہم دہم  
 تاز میں کے لئے ہے مرکز عالم میں قیام  
 تری برکت سے ملے سکے جہان کو آرام  
 فرق اعدا کو مبارک رہے تاج سر سام

ہو چکا مختصر اظہار عقیدت پرویں

نایاب سندیدہ ہے اطباء کو ختم کلام

العطش العطش لعل تعال

مرحما سانی مجتہ مقال

تیرے دوری میں ہو گیا پامال  
 تو نہیں ہے تو زندگی ہی محال  
 تو نہیں ہے تو سچ و غم ہی حلال  
 تو نہیں ہے تو زور کو ہی زوال  
 طیشِ فرقت بجائے عیشِصال  
 سمِ قاتل بجائے آبِ زلال  
 جامِ لبسِ زورِ طلِ مالِمال  
 ذکرِ ماضی و فکرِ استقبال  
 وصفِ فرماندہِ حجتہِ خصال  
 قبلہ گاہِ امانی و آمال  
 حوضہ بوسِ تاجِ جاہ و جلال  
 جس کے تابعِ طفلیِ مطیعِ اقبال  
 پائے رستم کو شکلِ پیرِ زلال  
 اور کرے جہاں کو مالِمال  
 کہ حلا کا نہیں وجودِ محال  
 ہر قدم پر نمود ہو بھونچال  
 اک لمحہ میں ہر شجر ہو نہال  
 کہ نہ جھکو ہو ط ہے نہ زوال  
 نہ جسے اصراق ہے نہ وبال

تیری فرقت نے کر دیا بسمل  
 تو نہیں ہی تو زیست ہے مشکل  
 تو نہیں ہی تو خوابِ خور ہے حرام  
 تو نہیں ہی تو ضعف کو ہے عروج  
 جھکو تقدیر نے دکھایا ہے  
 جھکو افلاک نے چکھایا ہے  
 لیکن اب تو پلائے جا ہیہم  
 تاملے دل سے محو ہو جائے  
 تاملے کے ساتھ لکھا جائے  
 یعنی تختہ جہاں نظامِ الملک  
 روضہ گلستانِ حشمت و فر  
 جس کا طالعِ فلک غلامِ ملک  
 رزم میں ہو اگر وہ تیغِ افکن  
 گوہ و کال بر اگر وہ ڈالے ہاتھ  
 فلسفے دیکھ کر گئے مجبور  
 جلوہ گستر اگر ہو تو سن پر  
 نظر افکن اگر ہو گلشن پر  
 اُس کی تقدیر ہے وہ ہر نظر  
 اُس کی تدبیر ہے وہ بدرِ منیر

<p>اے بے رحمت میں وہ لکھوں اشعار اے بے چرہ جاؤں چرخ ہفتم پر</p>	<p>اے بے رحمی میں وہ لکھوں اشعار اے بے چرہ جاؤں چرخ ہفتم پر</p>
<p>اے بے نقط لکھوں یہاں سے پروں شعر اور دکھا دوں کہ یہ ہے سحر حلال</p>	<p>اے بے نقط لکھوں یہاں سے پروں شعر اور دکھا دوں کہ یہ ہے سحر حلال</p>
<p>ہمدود دور کرد و در و دلال اور کھلا واہ واہ لالہ آل ماہر کا رگاہ حال و مال کا سہر گداہو مال مال اور اسطو کا سارا علم و کمال گرہ کار دہر کا حلال اُس کا سر مصدر علوم و کمال ماہ کا مل ہو دایما کو ہلال سلسلہ وار ہر سرور و ملال عمر و اولاد ہو سوا ہر سال گوہر و لعل اور نمائک مال</p>	<p>لاؤ دو کا سہارا مال مال کوہ و صحرا ہر اہو اسارا لکھ دلائح سرور و والا گر ہو گرم عطا وہ اک لمحہ درک کا مل عطا ہوا اُس کو مرا مہر و سرور عادل اُس کا دل محرم عطا و عداد گر مددگار ہو کر م اُس کا دورہ ہر ماہ ہو ماہ دام دائما اُس کا دورہ ہو مالک الملک کر عطا اُس کو</p>
<p>کلک و صمصام اور گوہر کام طول عمر و وصول علم و کمال</p>	<p>کلک و صمصام اور گوہر کام طول عمر و وصول علم و کمال</p>
<p>بوستان آرزو ہے جلوہ گاہ نو بہار پھر مے عشرت گدہ میں وہ فردوسی نگار</p>	<p>مژدہ باد لے اختر مسعود و بخت ساز پھر مے خلوت گدہ میں وہ طاووسی خرام</p>

<p>حور مشکیں حور آئیں حور و ش حور اقبال          مہ لقاد مہ بہاؤ مہ ضیاء مہ شاد          اللہ اللہ اسکا قد محمود سر جو بہار          رے رنگیں لفت مشکیں گنج باد آورد و ماہ          قد بالا خد والا گلبن خلد و ہزار          الغرض وہ اور میں تنہائی و بوس و کنار          ذکر تدویر زمانہ کچھ نہ فکر روزگار          دل سے وہ خواہاں مرا جانے میں اسکا خواہ          نعمہ ریزہ مدت فرماندہ والا تبار          راجپوتانہ کی رونق ہند کا غر و وقار          داوڑ خورشید منظر افتخار روزگار          صاحبِ فلک حاجب اکب گردوں سوار          آفتاب خاندان نجد و مجد و اعتبار          ساحل امید سے ہو ایک عالم ہمکنار</p>	<p>حور صورت حور سیرت حور طلعت حور خور          ماہ آب ماہ تاب ماہ رود و ماہ خور          اللہ اللہ اسکا قامت شک شمشاد حین          زلف مشکیں رے رنگیں ہالہ و ماہ تمام          خد والا قد بالا لالہ و سر و لب لب          الغرض وہ اور میں نظارہ و ناز و نیا          خوف تغلیب کو اکب کچھ نہ بیم آسمان          واہ سے بخت سعادت انتہا بل بے نصیب          او اس بزم طرب انگیز میں میری بیاں          شہر جیو پر کا تفاخر اور ریاست کا فروغ          یعنی فیاض علی خاں بہادر باشکوه          عمدہ اہل زمانہ زہدہ اہل زمن          ماہ تاب آسمان رزم و نرم و احتشام          قلزم داد و دہش اسکا اگر مومو خزن</p>
--	---

مدحت غائب میں پرویں نعمہ سنجی تاکجا	مدحت حاضر میں تقہوں مطلع گوہر نگار
-------------------------------------	------------------------------------



## مطلع

لشکر اعدا کو لا کر دیں مثال ذوالفقار  
برق ریز و برق نیر و برق تاز و برق پاک  
برق ہنگ برق ہنگ برق ہنگ برق پاک  
تیغ کی نکتی عروس فتح و نصرت کا نگار  
تیرا تون کا وہ عالم کر آئے لاکھ بار  
اختر برج شرافت تیرا نام نور بار  
نچے سے آدم تک مسلم جاہ مندان کبار  
اور ہو دنیا و دیوان مسرت پائدار  
روز افزوں اعتقاد و روز افزوں اقتدار  
تانا نہ ہو قیول بیجا خطر اقدس پہ بار

گر تیری ہانگیں بھی ہوں علم ہنگام کا  
وسعت مادر دگر میں تیری شمشیر تیاں  
فصحت آورد دگر میں تیرا خیر زروں  
ہمت مردانہ تیری جنگ میدان کا بناؤ  
جتنے عرصہ میں تھے ابلق چرخ ایک گام  
گو ہر دسج جلال تیری ذات نور پاش  
تجہ سے تو تک مسلسل راست گاران کریم  
ہوں سدا تجھ کو مبارک یہ خطابات بند  
تو رہی ممتاز دولت تو رہے نعتی ملک  
تنہیت نامہ لکھا ہے مدح کرنے مختصر

جو تمنا ہو تیری بر آئے وہ قبل از دعا  
بہر ختم المرسلین و بہر صحاب کبار

## رباعیات

یا ہم کو جہاں میں خوف باری نہ رہا  
تو بہ کا اثر دلوں پہ طاری نہ رہا

یاد دفعہ گت ہگاری نہ رہا  
تو بہ تو رہی زبانہ جاری پروں

## رباعی

فیش میں ترقی کے ہوئے ہم جو یا  
معراج شرافت تھی اس میں گویا  
کچھ اور تو پرویں نہ کمایا اس سے  
جو اپنی گرہ میں تھا اُسے بھی کھویا

## رباعی

اے تازہ نالو نہ اُجاڑ دیں کو  
دنیا کے لے یوں نہ بگاڑ دیں کو  
پالیسی ہے سمجھ ہو جسے تم اخلاق  
اخلاق کی جھاڑ سے نہ جھاڑ دیں کو

## رباعی

ہمیا یہ دل و دانش و ایمان میں نہیں  
جو وصف ہیں مرد و نہیں ہنسواتیں نہیں  
کیا آیہ۔ الرجال قوامون  
لے دو تجدید تیرے قرآن میں نہیں

## رباعی

منصور کا یہ قول تھا ہر انسان سے  
دو جسم سنبھل سکتے نہیں اک جاں سے  
یا حق کا طلبگار ہو یا ناحق کا،  
یا جاں سے ہاتھ دھو لے یا جاں سے

## رباعی

جب شوق ہوں موجود کسانا باقی  
رہتا نہیں اس ٹھنک سے پیسہ باقی  
بے آمدنی خرچ کریں گہ پرویں  
دریا میں رہے نہ کوئی قطرہ باقی

## رباعی

بتجائے میں کچھ پردہ نہیں ہے ہم سے  
مسرور رہا کرتے ہیں جام جم سے  
شیخ لے تو اٹھ جاتے ہیں ساغر پرویں  
چھپ جاتی ہے دخت رزنا محرم سے



	رباعی	
چھینی ہے رزائل نے فضائل کی جگہ سمجھاتے ہیں لٹھیا سے دلائل کی جگہ		تعلیق ہے تحقیق مسائل کی جگہ کیا منہ ہوئی عقل کہ پرویں علم
	رباعی	
ہم ذرہ ہیں خورشید منور ہیں آپ ہم آپ کی امت ہیں سمیر ہیں آپ		ہم خار ہیں یا شاہ گل تر ہیں آپ ہر حال میں پرویں ہے غرض نسبت خاص
	رباعی	
اور گوہر غلطاں کو عدن میں دیکھو بقدری ہر اک شے کی وطن میں دیکھو		تم لعل درخشاں کو یمن میں دیکھو پرویں گل خنداں کو چمن میں دیکھو
	رباعی	
اور دو ور جدید کی ہے قومی آواز دونوں سے ملا جلا ہے میرا انداز		تھا عہد یم صرف غمزدہ و ناز میں وسط میں واقع ہوں لہذا پرویں
	رباعی	
اور رخ سے جدا نقاب ہو جاتا ہے وہ غیرت آفتاب ہو جاتا ہے		حبوت وہ بے حجاب ہو جاتا ہے جس ذرہ پہ پڑ جاتا ہے پر تو پرویں
	رباعی	
عادات میں انقلاب ہو جاتا ہے خاک رہے تو تراب ہو جاتا ہے		جو خلق میں کامیاب ہو جاتا ہے ہو جاتا ہے جبکہ خاکساری میں کمال

	رباعی	
یہ ہم کو جلاتی ہیں جلانے کی انہیں جس طرح بناتے ہیں ہیں یہ احمق	ایسے ہی خیال میں نہ لائے گی انہیں کس انکی بھی اولاد بنائے گی انہیں	
	رباعی	
دل پردہ میں رہتا ہے جگر پردہ میں وہ جسم میں گھر میں یہ ریاست کا نشان	اور سر میں دماغ سر پر پردہ میں محفوظ ہوں عورت اگر پردہ میں	
	رباعی	
یا خلق خدا شاد رہے ایسا ہو ایسا ہو کہ ویسا ہو غرض جیسا ہو	یا خلق سے آزاد رہے ایسا ہو یہ شرط ہے مٹھی میں مگر بیسا ہو	
	رباعی	
بچوں کو دل و جان سے بہتر سمجھو اور جب ہوتی توش میں وہ تم کیساں	بالغ ہوں تو پھر اُن کو برا در سمجھو اولاد کو دشمن کے برابر سمجھو	
	رباعی	
خورشید کو نور سحری سے پوچھو صرف ہیں ہم نقد سخن کے پیروں	اور بدرجہاں کو انوری سے پوچھو جوہر کی شناخت جوہری سے پوچھو	
	رباعی	
افت بھی عجب آفت جاں ہوتی ہے یاد آتا ہے پھر شہر مدینہ پروں	آتش کی طرح دل میں نہیں ہوتی ہے جب غط میں تعریف جہاں ہوتی ہے	

## رباعی

مضطرب و سفر میں نہ کبھی گھر کے لئے  
پر ویں وطن ہے اہل جوہر کے لئے  
اگر چاہتا ہوتا ج میں رہنا پروں  
لازم ہے فراق بحر گوہر کے لئے

## رباعی

اللہ رے اقبال شہانہ میرا  
سراج فلک ہے آشیانہ میرا  
ہوں زمرہ سنج نعت احمد پروں  
ہے طائرِ سرور ہم ترانہ میرا

## رباعی

تحقیق کا طالب ہے انسان ہو ہی  
یکساں ہو دل و زبان مسلمان ہو ہی  
حق گوئی میں کیا وجہ خموشی پروں  
میدان میں چلے خنجر براں ہے ہی

## رباعی

حقا کہ خوشامد کا نہ کرنا بہتر  
سو مرتبہ دنیا سے گزنا بہتر  
بیباک ہوں یہ قول ہے میرا پروں  
انسان منافق ہو تو مرنا بہتر

## قطعہ

پہلے بیمار ہوئے ترے میں بیہوش ہوئے  
مر گئے غسل کیا بعد کفن پوش ہوئے  
الغرض اتنی پریشانیاں پیش آئیں جب  
بار احسان عناصر سے بکدوش ہوئے

## رباعی

انگور پڑے بادہ لے باغِ زر سے  
گر خلق کو محسوس نہ ایاغِ زر سے  
اندھیر ہے دنیا میں تولے روشندل  
غرت کو تلاش کر چراغِ زر سے

	رباعی	
چھپ جاتے ہیں سب عیجاب زر سے فولا دنگھل جاتا ہے آپ زر سے		دھل جاتے ہیں جو داغ ہوں آپ زر سے اللہ سے زرخ کی گرمی پروں
	رباعی	
کتاب ہے کوئی عقل و نظر بہتر ہے سب متفق اللفظ ہیں زیر بہتر ہے		کتاب ہے کوئی علم و ہنر بہتر ہے اور تجربہ کاروں سے جو پوچھا جا کر
	رباعی	
کچھ بیٹھے بٹھائے سوچی ادباشی کی تہید ہے تہذیب سے عیاشی کی		کچھ حسنِ فرنگ نے نمک باشی کی پردہ کی مخالفت کی تہ میں پروں
	رباعی	
اور بعد فنا جائینگے پردہ میں نہیں کے پردہ جو ہوا فاش ہو گے نہ کہیں کے		ہم پہلے تو مستور تھے پردہ میں نہیں کے پردہ میں ہمارے ہے فقط قوم کا پردہ
	رباعی	
دانا کو ہے عاقلانہ جرأت اچھی جیپور کی ہوتی نہ یہ صورت اچھی		ہر جانیں تقلید کی عادت اچھی پہلوں ہی کی تقلید جو کرتے نواب
	رباعی	
دو طرح کے پاؤں گے تم اس میں انساں اک وہ کہ انہیں سید نہ کل کوئی مکان		تم غور سے دیکھو گے اگر کار جہاں اک وہ کہ نہ اپنی نہ زمانہ کی خبر

رباعی	
ہر دشت میں ہو خاک شفا ممکن ہے	ہر بحر میں ہو آب بقا ممکن ہے
ہر شعلہ میں ہو نور الہی دشوار	ہر شعر ہو لاجواب ناممکن ہے
رباعی	
واجب ہے ہمیں مرشد کامل کی تلاش	لازم ہی مسافر کو ہو منزل کی تلاش
بے مغر جو ہو جائے وہ ہم مغر نہیں	جو صاحب دل ہو وہ کسے دلی تلاش
رباعی	
جس کو ہے یہاں آل عبا کی تقلید	اصحاب کبار با صفا کی تقلید
ادب پیش نظر رکھتا ہے قرآن حدیث	وہ کرتا ہے شاہ دوسر کی تقلید
رباعی	
جو شخص کہ ہو آل عبا کا دشمن	حضرت کا وہ دشمن ہے خدا کا دشمن
ہم دوست ہوں کس طور سی اسکی کہ وہ ہی	ہر مومن پاک با صفا کا دشمن
ترجیحات	
حل کرو مشکل کو میری یا علی مشکلا	
فلک بکیتہ پلنگ است یا علی مددے	مصاف شیشہ و سنگ است یا علی مددے
زمین چوکام ننگ است یا علی مددے	نفس بسینہ خدنگ است یا علی مددے

	زمانہ برسر جنگ است یا علی مدے ملک بغیر تو ننگ است یا علی مدے	
جو چپ رہوں میں ہمیشہ توجہ ہوں کیونکر ادب مانع اظہار میں کہوں کیونکر		اخیر سننے کی حد بھی ہی میں سہوں کیونکر جگر ہے رنگ نہیں مضطرب نہوں کیونکر
	زمانہ برسر جنگ است یا علی مدے ملک بغیر تو ننگ است یا علی مدے	
دعائیں لاکھوں گرا با اثر نہیں کوئی مرض تو سخت ہی پر چارہ گر نہیں کوئی		ہزار حیف کہ صاحب نظر نہیں کوئی مرا معالج درد جسگر نہیں کوئی
	زمانہ برسر جنگ است یا علی مدے ملک بغیر تو ننگ است یا علی مدے	
قریب موت ہوئے بدن شفا یہی تمام شکوہ شکایت کا مدعا یہ ہے		مرض ہے اور کوئی کہتا نہیں دوا یہی ڈبوئیگی مجھے قہر کہ نا خدا یہی
	زمانہ برسر جنگ است یا علی مدے ملک بغیر تو ننگ است یا علی مدے	
نصیب حج و زیارت ہوئی مقدر سے مگر موانع ہیں کیونکر نخل سکوں گھر سے		سحاب برکت و رحمت جو متصل برے یہ آرزو ہے کہ آؤں نجف کو میں برے
	زمانہ برسر جنگ است یا علی مدے ملک بغیر تو ننگ است یا علی مدے	

<p>اوس کیسے ہوں قایم بجا نہیں صحت گئی مزاروں پہ بھی اولیاء کے بدتمت</p>	<p>مرے معاہدے سے تنگ آ گئی حکمت بہت ہوا تو فقط یہ کہ ہو گئی خفت</p>
<p>زمانہ بر سر جنگ است یا علی مدے لکھ بغیر تو تنگ است یا علی مدے</p>	
<p>میں اپنی جان سے بیزار ہوں خدا کی قسم بہت ہی بکس لاچار ہوں خدا کی قسم</p>	<p>عجب بلا میں گرفتار ہوں خدا کی قسم تھکے ہوئے ہوئے خواہ ہوں خدا کی قسم</p>
<p>زمانہ بر سر جنگ است یا علی مدے لکھ بغیر تو تنگ است یا علی مدے</p>	
<p>حضور فرض بزرگی کو یوں ادیکھے مجھے شفا کی طلب ہے شفا عطا کیجے</p>	<p>کہ میرے واسطے اللہ سے دعا کیجے کوئی غریب کی سنتا نہیں ہے کیا کیجے</p>
<p>زمانہ بر سر جنگ است یا علی مدے لکھ بغیر تو تنگ است یا علی مدے</p>	
<p>یہ آرزو دل مبتلا میں لے شہ دیں بہا بہا کے سرشک اور رگڑ رگڑا کے جبین</p>	<p>کہ آ کے روضہ اقدس پہ بادل غمیں بلند نالہ و فریادیں کرے پرویں</p>
<p>زمانہ بر سر جنگ است یا علی مدے لکھ بغیر تو تنگ است یا علی مدے</p>	

# المدویا غوث اعظم دستگیر

فخر عالم مدے مقصد پاکوں مدے	شرف جاں مدے عزت ارکان مدے
دستگیر عرب روم و خراسان مدے	ہمہ دشوار بود پیش تو آساں مدے

غوث اعظم بمن بے سرو سامان مدے  
قبلہ دیں مدے کعبہ ایمان مدے

نفس سرکش نے مجھے مار لیا لے شہ دیں	اک مرتجان ہی اور سارے جہان کی نفیس
نہ رضا ہے نہ قناعت نہ صبر و تمکین	کسی پہلو کسی کروٹ نہیں دل کو شکیں

غوث اعظم بمن بے سرو سامان مدے  
قبلہ دیں مدے کعبہ ایمان مدے

آپ کے روضہ اقدس پہ سپہ گرداں	مہ و خورشید کے مانند ہی دل سے قرباں
میں بھی مشتاق زیارت ہوں شہ کوں مرگ	اسی امید میں ہی صبح و مساور دنیاں

غوث اعظم بمن بے سرو سامان مدے  
قبلہ دیں مدے کعبہ ایمان مدے

جب قدر شوق زیارت ہی مجھے روشن ہے	راہ کا وادی پر خار مجھے گلشن ہے
خلد بغداد کا ہر کوچہ و ہر ریزن ہے	سچ تو ہے کیوں نہ ہو جہاں پکا وہ ممکن ہے

غوث اعظم بمن بے سرو سامان مدے  
قبلہ دیں مدے کعبہ ایمان مدے



<p>بیشک و شبہ ہے گلگونہ رخارِ یس آسمان سے بھی ہی بالا در والا کی زیر</p>	<p>آپ کے روضہ اقدس کا غبارے شدہ دیں ایک ایک ذرہ ہی غیرتہ خوشید ہمیں</p>
<p>غوثِ اعظم بہن بے سرو ساماں مدے قبلہ دیں مدے کعبہ ایماں مدے</p>	
<p>ابر نیساں سے سوا آنکھ ہی گوہر کی قسم بد نصیبی سے ہے سب کچھ یہ قدر کی قسم</p>	<p>شیع کی طرح سے گریاں ہوں سمندر کی قسم سوز غم سے میں ہنکی شعلہ آذر کی قسم</p>
<p>غوثِ اعظم بہن بے سرو ساماں مدے قبلہ دیں مدے کعبہ ایماں مدے</p>	
<p>کوئی بگڑی ہوئی تقدیر بنائے کیونکر یہ جھکا رہے ظالم نہ ستائے کیونکر</p>	<p>دلیس جو کچھ ہے تمنا وہ برائے کیونکر چرخ کو طرز وفا کوئی سکھائے کیونکر</p>
<p>غوثِ اعظم بہن بے سرو ساماں مدے قبلہ دیں مدے کعبہ ایماں مدے</p>	
<p>بنکے دجلہ میں وانہ ہو جہاز ابر بہار ہو کے قربانِ رعالی پہ کسے عرض گزار</p>	<p>بہی سے ہوں کسی مرکبِ آبی پہ سوار تندرستی کی ہو پائے جو جان بیمار</p>
<p>غوثِ اعظم بہن بے سرو ساماں مدے قبلہ دیں مدے کعبہ ایماں مدے</p>	
<p>جلتے جلتے مرا تن خاک نہو جائے کہیں کیا فقط حاضری میسے ہی تقدیر میں نہیں</p>	<p>سیکڑوں فکریں ہیں اور ایک پریشانِ خویش جاتے ہیں اُس فکر سے سب لہلہ زبیں</p>

	غوثِ اعظمِ مبن بے سرو ساماں مدے قبلہ دیں مدے کعبہِ ایماں مدے	
اگر دکی طرح پر کاہ کی صورت پہنچی لے ز میں تو ہی ذرا جیسے کموں چکر کھا	اگر دکی طرح پر کاہ کی صورت پہنچی ایک کیا جائے کہ کوئی نہیں میری سستا	ہند سے لپٹا کر تو مجھے یاد صبا لے ز میں تو ہی ذرا جیسے کموں چکر کھا
	غوثِ اعظمِ مبن بے سرو ساماں مدے قبلہ دیں مدے کعبہِ ایماں مدے	
دل میں جو شوق ہے پرویس سے رقم ہو کیونکر وہاں حاضر ہو تو کم درد و اہم ہو کیونکر	کیفیتِ قلب کی تفویضِ قلم ہو کیونکر آپ چاہیں تو نہ معدوم یہ غم ہو کیونکر	دل میں جو شوق ہے پرویس سے رقم ہو کیونکر وہاں حاضر ہو تو کم درد و اہم ہو کیونکر
	غوثِ اعظمِ مبن بے سرو ساماں مدے قبلہ دیں مدے کعبہِ ایماں مدے	
یا معین الدین چشتی المدد		
بود در حکم تو خوبی و زشتی بر و مند آمدہ مخنے کہ کشتی	کہ یک شد دوزخی و گیر بشتی فنا گردید ہر کس را بشتی	بود در حکم تو خوبی و زشتی بر و مند آمدہ مخنے کہ کشتی
	بگرد اپ بلا افتادہ کشتی مدد کن یا معین الدین چشتی	
شب تاریک اور امواجِ بریا برا بر جوش میں ہر سمت دریا	تلاطمِ چار جانبِ محشر افزا خدا را اسے شہ دنیا و عقبے	شب تاریک اور امواجِ بریا برا بر جوش میں ہر سمت دریا

بگردابِ بلا افتادہ کشتی مدد کن یا معین الدینِ حشتی	
نہ اپنوں سے مجھے امید الفت ہوا نذر خستراں بارغِ محبت	نہ بیگانوں میں باقی ہو رفاقت زمانِ زندگی ہوا کہ مصیبت
بگردابِ بلا افتادہ کشتی مدد کن یا معین الدینِ حشتی	
نہ صحت ہے نہ راحت ہے نہ فرصت نہ اطمینانِ قلبی نے مسرت	نہ شادی ہے نہ عشرت ہے نہ جنت جدہر دیکھو اُدھر حسرت ہی حسرت
بگردابِ بلا افتادہ کشتی مدد کن یا معین الدینِ حشتی	
کہاں جاؤں فلک ہے دشمنِ جاں غرض ہر وقت رہتی ہوں پشیمانی	زہیں درپے مثالِ چرخِ گرداں ہزاروں کا ہشیں ادراک میں حیراں
بگردابِ بلا افتادہ کشتی مدد کن یا معین الدینِ حشتی	
کہے کیا حال دنیا کا یہ مضطر دروں تار یک اور بیرونِ منور	کہ باطن میں ہو خشک اور ظاہر اتر دلوں میں وہ نہیں جو کچھ ہے منہ پر
بگردابِ بلا افتادہ کشتی مدد کن یا معین الدینِ حشتی	
نہو پروں زیادہ اب تو دلگیر	خدا دیگا ترے نالوں کو تاثیر

کئے جاعض گر باور ہے تقدیر | اکہ مدت سے ہوں غرق بحر تشویر

بگر داب بلا افتادہ کشتی  
مدد کن یا معین الدین چشتی

## یا حسین ابن علی میری مدد فرمائیے

ہر ذرہ ذرہ تاب میں ہے ماہ کر بلا | طوبی پہ خندہ زن ہے پر کاہ کر بلا  
کس سے بیاں ہو مرتبہ و جاہ کر بلا | میں بھی ہوں جاں نثار و ہوا خواہ کر بلا

اب کر بلا بلائیے یا شاہ کر بلا  
بالوں سے اپنے صاف کروں راہ کر بلا

میں ہند سے روانہ ہوئی جانب حجاز | دو ہفتہ کے قریب ہا بحر میں جہاز  
آخڑ ہوئی زیارت جدہ سے سرفراز | پھر اُسکے بعد قصہ حج ہے بہت دراز

اب کر بلا بلائیے یا شاہ کر بلا  
بالوں سے اپنے صاف کروں راہ کر بلا

وہاں سے طواف کعبہ کی غرت ہوئی حصول | سعی صفا و مرو سے محنت ہوئی حصول  
رکن مقام میں بھی دعائیں ہوئیں قبول | حجرِ عظیم پر بھی ملا یک کا تھا نزول

اب کر بلا بلائیے یا شاہ کر بلا  
بالوں سے اپنے صاف کروں راہ کر بلا

باب السلام باب جناب کا نظیہ تھا | اور زفر زم آب و تاب میں ماہ منیر تھا  
مینا رجو حرم میں تھا گردوں میں سیر تھا | ہر اک مؤذن اُس پہ ملا یک صغیر تھا

	اب کر بلا بلائیے یا شاہ کر بلا بالوں سے اپنے صاف کروں راہ کر بلا	
دولت سر لے ناظم زہرا کا بھی شرف اور مولد علی ولی کشتہ نجف	حاصل ہوا کہ وہ ہی گھر اور جہاں صدف دیکھا جہاں ملا کہ حاضر تھے صف بصف	
	اب کر بلا بلائیے یا شاہ کر بلا بالوں سے اپنے صاف کروں راہ کر بلا	
پھر حبت معلیٰ میں میرا ہوا گزار اک گنبد بلند خدیجہ کا تھا فرار	اُس فرش پہ تھا عرش الہی کو افتخار اور دوسری میں آمنہ بی بی کی یادگار	
	اب کر بلا بلائیے یا شاہ کر بلا بالوں سے اپنے صاف کروں راہ کر بلا	
اسکے علاوہ اور زرگان ذی حشم ہر ایک اُن میں بحر عطا معدن کرم	اباے بادشاہ عرب سرور عجم ہر گنبد فرار سے چرخ بلند کرم	
	اب کر بلا بلائیے یا شاہ کر بلا بالوں سے اپنے صاف کروں راہ کر بلا	
وہاں سے زماں حج میں چلے جانب منا وہاں سے وقوف آتے ہیں دلفہ میں کیا	وہاں سے ہوارا نہ عرفات قافلا اور صبح پھر خیام منا میں ہوئے بپا	
	اب کر بلا بلائیے یا شاہ کر بلا بالوں سے اپنے صاف کروں راہ کر بلا	
پھر وہاں سے کہ کہ میں چنپے کیا قیام	شہر مدینہ جانے کا ہر گونہ انتظام	

کچھ فاصلہ پہ شہر سے اکدن کیا قیام	جس دن چلے ہیں مکہ سے اشد سردی ہو رہی تھی
اب کر بلا بلائیے یا شاہ کر بلا بالوں سے اپنے صاف کروں راہ کر بلا	
منزل پہ گاہ ٹھہر گئے کہ دو منزلہ تکلیف راہ کی نہ شکایت نہ کچھ گلہ	اک روز رکے چلنے لگا آگے قافلہ ننگی پہاڑیوں کا برابر بہت سلسلہ
اب کر بلا بلائیے یا شاہ کر بلا بالوں سے اپنے صاف کروں راہ کر بلا	
عشرہ کی وجہ سے وہاں اکدن کیا قیام ہر روز دور ہوتی گئی مسجد حرام	ماہِ عزاکے دسویں کو رانیخ ہوا مقام پھر گیا رہیں کو وہاں سے چلا آگے اُردھام
اب کر بلا بلائیے یا شاہ کر بلا بالوں سے اپنے صاف کروں راہ کر بلا	
کچھ تو فراخ دست تھے کچھ تنگ دست تھے نخور جام بادۂ روزا دست تھے	زارِ سببِ اشتیاق زیارت سے مست تھے از مد تھے انتظام بٹے بند و بست تھے
اب کر بلا بلائیے یا شاہ کر بلا بالوں سے اپنے صاف کروں راہ کر بلا	
یثرب پہ چند میل سے سبکی پڑی نظر باغوں میں چھپاتے تھے شاخ و پتہ بانور	القصہ بارہ روز ہوئے راہ میں بسر اکس شان سے سوادِ مدینہ تھا جلوہ گر
اب کر بلا بلائیے یا شاہ کر بلا بالوں سے اپنے صاف کروں راہ کر بلا	

<p>باہر حجاز ریلوے شاہانہ شان سے مصرف کار ترک بڑی آن بان سے</p>	<p>غفلت عیاں احاطہ سے رفعت مکان سے تفصیل اسکی کیجے تو باہر بیابان سے</p>
	<p>اب کر بلا بلائیے یا شاہ کر بلا بالوں سے اپنے صاف کروں راہ کر بلا</p>
<p>اطراف میں فصیل بہت چختہ و بلند دروائے خوبصورت و مضبوط و دہشت</p>	<p>مشکل سے پہونچے زور سے پھینکو اگر کند ہوتے ہیں سب ہر رات گئے قاعدے سے بند</p>
	<p>اب کر بلا بلائیے یا شاہ کر بلا بالوں سے اپنے صاف کروں راہ کر بلا</p>
<p>کنگر کی ٹرکین پیچیں اور اس کے دو طرف دارین کا جو فخر تو کونین کا شرف</p>	<p>پتھر کی پٹریوں پر رواں خلق صفت نصبت روضہ گھر ہے شہر نبی صورت صدف</p>
	<p>اب کر بلا بلائیے یا شاہ کر بلا بالوں سے اپنے صاف کروں راہ کر بلا</p>
<p>بلور کے وہ جھاڑ کہ عقل سلیم دنگ روشن ہوں ایک انیس سے بجلی سے بیدنگ</p>	<p>صناعی فرائض و استاد ی فرنگ میدان اگرچہ خوب مگر رہروں سے تنگ</p>
	<p>اس کر بلا بلائیے یا شاہ کر بلا بالوں سے اپنے صاف کروں راہ کر بلا</p>
<p>وہ مسجد نبی کہ ملایک کا ارشاد م وہ حجرہ پیمبر خورشید امت م</p>	<p>وہ منبر رسول کہ جس کا فک غلام لاتے تھے جبریل امین جس جگہ پیام</p>

اب کر بلا بلا سیئے یا شاہ کر بلا بالوں سے اپنے صاف کروں راہ کر بلا	ہر شمع پر یقین تھا خورشید طور کا موجود آدمی جہاں نزدیک دور کا	ہر ذرہ ذرہ وہاں کا شرارہ تھا نور کا تھا در و جزر بحر انات و ذکر کا
اب کر بلا بلا سیئے یا شاہ کر بلا بالوں سے اپنے صاف کروں راہ کر بلا	اگنید جہاں جہاں تھے بلندی میں منتخب کوزہ میں کوششوں سے سمندر کائے کب	پھر جنت بقیعہ گئے فتنہ کو سب تقصیل و از نام تباؤں میں کیونکر اب
اب کر بلا بلا سیئے یا شاہ کر بلا بالوں سے اپنے صاف کروں راہ کر بلا	اللہ کے شہر والوں کے اخلاق دلپند اللہ کے صورتیں کج نہ پہنچے انیس گزند	اللہ کے شہر خجیہ و مضبوط و سر بلند اللہ کے سبہ دنیا و عقبی سے بہرہ مند
اب کر بلا بلا سیئے یا شاہ کر بلا بالوں سے اپنے صاف کروں راہ کر بلا	اکوتا ہی کی نصیب نے پورا نہ ہو سکا اتک بھی قلب ماہی بے آب ہی مرا	تھا واپسی میں غم مصمم عراق کا تاجارواں سے ہند چلے آئے قبل کا
اب کر بلا بلا سیئے یا شاہ کر بلا بالوں سے اپنے صاف کروں راہ کر بلا	دن رات سوچتی ہوں یہ تدبیر کچھ نہیں	روتی ہوں در رفتن میں تاثیر کچھ نہیں



میری طرف سے آنے میں تاخیر کچھ نہیں	میں نے قصور ہوں میری تقصیر کچھ نہیں
اب کر بلا بلائیے یا شاہ کر بلا بالوں سے اپنے صاف کروں راہ کر بلا	
میرزا بک رکن و سنگے مطاف آپ کے مقام مزدلفہ و منافعات آپ کے غلام	آپ آبروئے کعبہ و زقزم ہیں یا امام مرد و اصفا حضور کے منبر ہیں لاکلام
اب کر بلا بلائیے یا شاہ کر بلا بالوں سے اپنے صاف کروں راہ کر بلا	
بجائی حسن کے اور جگر بند فاطمہ مقتول دشت غربت و مظلوم بیوا	آپ ابن بو تراب ہیں فرزند مصطفیٰ زین العبا کے والد ماجد شہدائی
اب کر بلا بلائیے یا شاہ کر بلا بالوں سے اپنے صاف کروں راہ کر بلا	
یا شاہ علم و قوت حیدر کا واسطہ یا شاہ اکبر و علی اصغر کا واسطہ	یا شاہ جسم و روح پیمبر کا واسطہ یا شہ بتول پاک و مہر کا واسطہ
اب کر بلا بلائیے یا شاہ کر بلا بالوں سے اپنے صاف کروں راہ کر بلا	
اعضا جواب دے چکے قوت نہیں ہی بس آپ کے سوا کوئی حسرت نہیں ہی	کہن تک میں وؤں و نیکی طاقت نہیں ہی فریاد کی بھی قلب میں حالت نہیں ہی
اب کر بلا بلائیے یا شاہ کر بلا بالوں سے اپنے صاف کروں راہ کر بلا	

کیجے دعا خدائے کہ صحت نصیب ہو	پرویں کو غم کے بے مسرت نصیب ہو
راہی سوئے عراق یہ حسرت نصیب ہو	نسب پالیا جو مجھ کو زیارت نصیب ہو

اب کر بلا بلائیے یا شاہ کر بلا
بالوں سے اپنے صاف کروں ساہ کر بلا

## تحمیسات

خمسہ بر غزل بر خوردار رشادت آثار مولوی سید انوار الرحمن سہیل  
نہاد قدرہ نائب ناظم نظامت شہر جے پور

میں بد نصیبی سے ہرگز نہ کامیاب ہوا	ہمیشہ بلکہ جفا میں ہوئیں عتاب ہوا
مگر مزاج میں اک طرفہ انقلاب ہوا	پیش کا اب تو یہ خوگر دل خراب ہوا

کہ ہو گئی مجھے تسکین جو اضطراب ہوا

ستم ہوا کہ مری جان پر عذاب ہوا	مرے ارادہ میں لیکن نہ انقلاب ہوا
خدا کا شکر ذرا بھی نہ اضطراب ہوا	میں امتحان محبت میں کامیاب ہوا

مرا نیاز ترے ناز کا جواب ہوا

بہار ہو کہ خزاں مجھ کو کچھ نہیں جاتی	کیسی یاد ہے دن رات دل کو گراتی
کسی خیال میں ہوں یہ غلش نہیں جاتی	سک ہے ہیں مگر موت بھی نہیں آتی

یہ زندگی نہ ہوئی جان کا عذاب ہوا

محبت اُسی بیانتک مری سرشت میں تھی	کہ عمر بھر بھی چھوٹی نہ مجھ سے اس کی گلی
-----------------------------------	--

وہ شہسوار جو گزرتا تو بعد مردن بھی	پھر اُس کے بعد تن زار جب ہوا مٹی
انبار راہ بتا اور ہر کام ہوا	
کہاں میں اور کہاں سیر گلشن و صحرا ٹپک پڑے وہیں انوکھی نے جب چھڑا	کہاں میں اور کہاں حش و نغمہ و صبا ٹپک پڑے وہیں انوکھی نے جب چھڑا
جواب ساغر مے دیدہ پر آب ہوا	
جو عند لیب ہے نغمہ سرا تو ایو اعظ کھلا ہوا ہے درمیکہ تولے واعظ	جو چل رہی ہیں نسیم و صبا تو ایو اعظ زمانہ کی ہے موافق ہو تو ایو اعظ
بلا سے اپنی جو توبہ کا سد باب ہوا	
اٹھائے عاشق بیتاب ظلم کس کس کا عدویہ جو رکھا تو سمجھ سمجھ کے کیا	ہزاروں دشمن جاں اور ایک میں تنہا اگر وہ مست شراب شباب سے تو کیا
ستم جو مجھ پہ ہوا اُن کا بیاب ہوا	
سنہالے ابرے خمداریوں حسام نہ تھا میں قتل عام کے دن شامل عوام نہ تھا	جوان و پیر کا اب کا سا زرد حام نہ تھا کسی کے واسطے اس درجہ اہتمام نہ تھا
مرے لئے ستم خاص انتخاب ہوا	
کسی کو سلطنت روس کا خراج ملا کسی کو تخت ازل میں کسی کو تاج ملا	کسی کو روشنی عقل کا سراج ملا کسی کو چین کا حاصل ختن کا باج ملا
ہماری واسطے اک درد انتخاب ہوا	
کہا ہی راست کسی نے جہاں ہے دارِ محن کسی کے پاؤں پہ سر رکھے سو گیا دشمن	ہوئے ہیند رختاں لاکھوں رخا ہشتون کو چین نہ کج ہم سے موافق نہ کل تھا چنچ کن

تو خندہ زن مری بیداریوں پہ خواب ہوا	
خدا کا شکر کہ پیروں فلک ہوا یا اور	آہلی سب کا ہو نخل مراد بار آور
ہزار مجھ سے ہوں قربان غمزدہ دلیر	مجھے بھی ناز ہے اس نسبت اضافی پر
تمہاری تیغ کا بسمل مر خطاب ہوا	
نمستہ بر غزل عزیزم افتخارم جناب میرزا محمد امیر الملک عرف مرزا بلاتی صاحب متخلص بہ احقر شاہزادہ گورگانی دام بقا	
ہے موافق چرخ اخضر آج تو	خوب جاگا ہے مقدر آج تو
ہاتھ کھلے اپنے دل پر آج تو	غیر بھی پھرتا ہے مضطر آج تو
ہو گئے ہم وہ برابر آج تو	
میں ہوں عاشق اور ہونگے بواہوس	لیکن اُس بت پر نہ اپنے دلپس
رحم فرما رحم اے فریاد رس	اگر نہ آئے کل کی طرح وہ تو بس
جان جائیں گے مفت راج تو	
آج جاگا ہے مرا بخت رسا	ظلم کی جا کرتے ہیں عذر جفا
یہ عنایت وہم بھی مجھ کو نہ تھا	اگیا شاید اُنہیں خوفِ خدا
تمہاراں ہیں کچھ وہ ہم پر آج تو	
آج کے دن سے ہر اک دور جدید	ورنہ وہ اور مجھ پہ یوں لطف مزید
خوش نصیبی ہوئی اک اور عید	فرودہ باد لے دل کہ برائی امید
حال سکتے ہیں مکر راج تو	

ہو موافق یا مخالف آسماں	ہو بیاں یا بند ہو جائے زباں
ناک میں دم آگیا ہونٹوں پہ جاں	ہاں مددے شوق پھر چل کر وہاں
آزمائیں گے مفت راج تو	
چارہ گر چارہ سے جب اکتا گئے	خیر اندیشوں کے دل مرجھا گئے
حسرت و حواں کے بادل چھا گئے	دم چلا ہی تھا کہ وہ خود آگئے
جی گئے قسمت سے مر کر آج تو	
یا اہلی ہاتھ ہوں قاصد کے شل	اکب گیا جب اسکے ابرو پر تھا بل
نامہ عاشق تھا یا کوئی غزل	لیکے خط میرا کہا دیکھیں گے کل
کچھ طبیعت ہے مگر آج تو	
یا تو قسمت سے خزانہ مل گیا	یا کوئی تسخیر و حب کا چٹکلا
بے سبب پرویں یہ تبدیلی بھلا	کچھ نہ کچھ تو ہے کہ جو نام خدا
پھرتے ہیں خوش خوش سے حق راج تو	
تمسہ بر غزل واقع لاہوری	
فیض بہار از شجرم رفتہ رفتہ رفت	تویر شمس از سحرم رفتہ رفتہ رفت
یعنی ریشخ خوابے خورم رفتہ رفتہ رفت	دل در قہائے اوزیرم رفتہ رفتہ رفت
خون جگر ز چشم ترم رفتہ رفتہ رفت	
روز ازل سے اہل محبت ہیں درد کش	بت اُن پہ ظلم کرتے ہیں اور یہ انہیں عیش
اکسہر بیوفا ہیں زمانہ کے ماموش	اَل طفلِ سیتن کہ نشاندہ بدیدہ اش

	ماندا شک از نظر م رفتہ رفتہ رفت	
راحت کبھی ملی نہ تہ کنبد کہن خاریکہ رفت از سر راہش بیائے من	میں پہلے ہی تھا کشتہ رنج و غم و محن اور اُسے یہ ستم ہوا اے رب دوانن	
	قسمت ہیں کہ تا جگر م رفتہ رفتہ رفت	
ہنستا ہے تخت یادشہی پر مرا حصیر از بسکہ موئے زلف تو ام ساخت بے نظیر	تقدیر میں نہیں تو نہ ہوتا ج اور سرور مشوہ ہیں جہان میں در عشق کے فقیر	
	از شام تا بچیں خبر م رفتہ رفتہ رفت	
فیض بے عشق سے پلٹی مگر ہوا واقف کشید کار بدیوانگی مرا	پروں مری سمجھ کا مقرر زمانہ تھا تیرا ادھر گزر ہو تو کہنا ذرا صبا	
	ہوش از ہوائے اور سر م رفتہ رفتہ رفت	
	خمسہ پر غزل حضرت امیر خسرو رحمۃ اللہ علیہ	
ہر آنچہ نیست بعالم ز روزگار مجوئے زمین کہ عاشق ستم صلاح کار مجوئے	زبید سایہ خواہ و سر و بار مجوئے فلک چو بحر محیط است زو کنار مجوئے	
	خزاں است در چین عاشقان بہار مجوئے	
میں صاف صاف کہے دیتا ہوں سن دیو ہر دل بالفت متان و شاہاں خوگرد	شراب ساقی و بادہ کے آگے سب ہیں گرد زمان اہل زمانہ سے ہو گیا دل سرد	
	نشان تقویٰ از میں زند بادہ خوار مجوئے	
اسی سے ہوتی ہو بہار اسکو ناکامی	بشر میں ہوتی ہو کم پختگی سوا خامی	

مے نصیب ہی میں جب نہیں خوش انجامی از روید از گل من بزرگیاہ بدنامی گل سلامت ازیں خاک خاکارنجے	
اگرچہ آنکھ پر لب پہ ہے مے دم ہر اگرچہ آنکھیں ہیں دنیے سے چہرہ زرد دلہ جو یہ جاں پیشکش خواہی کرد	اگرچہ آنکھ پر لب پہ ہے مے دم ہر اگرچہ آنکھیں ہیں دنیے سے چہرہ زرد دلہ جو یہ جاں پیشکش خواہی کرد
بر آستانہ سلطان عشق بار مجوئے	
یہ آرزو ہے کہ جاگے اگر مری ہمت کہوں میں اُس سے ہمت کہ اُمّی طلعت وہ راہ میں مجھے لمبائے اور ہنر و صفت سوار چابک من آدم بہ بہن گیت	یہ آرزو ہے کہ جاگے اگر مری ہمت کہوں میں اُس سے ہمت کہ اُمّی طلعت وہ راہ میں مجھے لمبائے اور ہنر و صفت سوار چابک من آدم بہ بہن گیت
قرار بند گیم وہ و لے فرار مجوئے	
چو بردل دگراں اختیار نتواں یافت چو بستگاری ازیں گیر و دار نتواں یافت چو حسب خواہش پرویں نگار نتواں یافت چو خسرو از تباں زینار نتواں یافت	چو بردل دگراں اختیار نتواں یافت چو بستگاری ازیں گیر و دار نتواں یافت چو حسب خواہش پرویں نگار نتواں یافت چو خسرو از تباں زینار نتواں یافت
مجو رہائی ازیں بند و زینار مجوئے	
خمسہ بر غزل حضرت خواجہ حافظ رحمۃ اللہ علیہ	
حامل ارض و سما قوت درویشانت گلشن صبر و رضا جنت درویشانت مایہ ہر و وفا دولت درویشانت مایہ محنتی خدمت درویشانت	حامل ارض و سما قوت درویشانت گلشن صبر و رضا جنت درویشانت مایہ ہر و وفا دولت درویشانت مایہ محنتی خدمت درویشانت
روضہ خلد بریں خلوت درویشانت	
جس سے در یوزہ گر خاک نشین ہوذبیحہ جس سے گمراہ ہو کھولتی ہی ہدایت کی راہ جس سے ہر ذرہ ناچیز بنے غیرت ماہ انچہ زرمیشود ازیر تو آں قلب سیاہ	جس سے در یوزہ گر خاک نشین ہوذبیحہ جس سے گمراہ ہو کھولتی ہی ہدایت کی راہ جس سے ہر ذرہ ناچیز بنے غیرت ماہ انچہ زرمیشود ازیر تو آں قلب سیاہ
کیا کیمیت کہ در صحبت درویشانت	

وہ خوشی جیکے لئے ہونے کبھی رنج و ملال	وہ قمر جو کہ نو بد سے گھٹ گھٹ کے ہلال
وہ خزانہ کہ رہے تابہ ابد مالا مال	دولتے را کہ نباشد غم از اسیدن وال
بے تکلف بشنود دولت درویشاںست	
ایک ن چاہتا ہوں دوسرا سچا فرزند	ایک کی یہ ہے منت کہ بنے دولت مند
کامیابی پر زمانہ میں ہر انسان کو پسند	رفے مقصود کہ شاہان جہاں می طلبند
منظرش آئینہ طلعت درویشاںست	
کوئی دنیا میں ہمیشہ نہ ہے گانہ رہا	چند روزہ ہے بہار چین غزو علا
دیکھ قارون کے خزانوں کا جو انجام ہوا	اے تونگر مغروش اس بہم نخوت کہ ترا
سروری در کلف ہمت درویشاںست	
عہد نواب فلک جاہ میں آئے آتش	اگر اسپر ہے یہ شیدا تو وہ ہی اسیرش
سائے دنیا کی زباں پر ہی شعر دلکش	بندہ آصف عہد کم کہ در سلطنتش
صورت خواجگی و سیرت درویشاںست	
ہر خدا والوں کے حصے میں یہ بیمار صومہا	آنکی مرضی نہو جب تک نہیں تنکا ہلتا
دیکھ پرویں یہ بقولہ بھی ہی کتنا اچھا	حافظ اینجا بادب باش کہ سلطان دگدا
ہمہ در بندگی حضرت درویشاںست	
خمہ بر غزل سلمان ساوچی	
رخ تو تو بہار تازہ دیدار مستی را	لب تو یاد گاسے در جہاں لبہای عسی را
تو گئے رنے غلمان تو نو سے چشم جو را را	اگر حسن تو بکشا ید نقاب از چہرہ دعوی را



بگل رضواں پر انداید در فروں اعلیٰ را	
کماں کوثر کماں لب کماں طوبی کماں قید	کماں حورا کماں یہ ماہوش سیک اور وہ
کماں لالہ کماں عارض کماں شہر کماں خید	اگر سر و سرافرازت ز جنت سایہ بردارد
دگر برگ سرافرازی نباشد شاخ طوبی را	
رخت در پر تو اندازی گلشن لالہ می کارد	لبست وقت گل افشانی گمراہی بار د
خطت بر عاضت گوئی دغاں شعلہ می آرد	بہار عالم حسنت دل و جان تازہ میدارد
برنگ ارباب صورت را بوی ارباب معنی را	
اگر خفاش ہو ہم مجلس خورشید کیا حاصل	کماں ہی کر یک شب تاب بزم ماہ کے قبل
جد ہی ذرہ کی اور مر عالم تاب کی منزل	فروع حسن ویت کے تواند دید ہر پیل
ولے چوں کوہ می باید کہ بر تابد بجلی را	
سمجھ سکتے نہیں لغت کے نکتے پیٹ کو بندے	مشاغل حقیقت رائے میں اللہ کیے گنبدے
بہت باریک پیچیدہ میں حسن و عشق کے پھندے	اگر عکس رخ و بے سرفرازی ہو دندے
کجا در یافتی مجنوں کمال حسن لیلیٰ را	
نمونہ ہے تری عظمت کا یارب بچہ دریا	گواہ رعب داب شان شوکت دامن صحرا
ترے حلقے سے روشن ہے ہر اک قطرہ ہر اک ذرہ	اگر نقش رخت ظاہر ہو دے دیکھہ اشیا
مغاں ہرگز نکر دے پرستش لات وغری را	
اگر آزاد سن پائیں تری شفقت تری رحمت	اگر رند و نپہ کھل جائے تے الطاف کی دست
اگر واعظ کے ہاتھ آجائے خلد و ناس کی حکمت	اگر زاہد برد بواز نسیم رحمت لطف
چو گل در ہم در صد تو لباس نہ بد و تقویٰ را	

ہوئی مدت کہ پرویں غرق بچافت	نہ کشتی کی اسے پروانہ ساحل کی اس حجت
فرے کی بات تو یہ ہے کہ اسے بعد ہی صورت	جو ان عشق زرد سیمان ہوں اردو کہ بر باد
بہر دل کند روشن بہ صبح صدق دعویٰ	
خمسہ پر غزل قبلہ معظم کعبہ مکرم اخئی اعظم حضرت مولانا مولوی سید ظہیر حسن خان صاحب بنیاد ہلوی اڈیٹر جوہر سخن رس عربی و فارسی جامعہ	
کالیجیٹ اسکول جیو پور	
مستم ہر نور عشرت کی مستم ہو ظلمت غم کی	مستم ہر سرو قامت کی مستم ہو نخل ماتم کی
مستم ہر چشم ز گس کی مستم ہر اشک شبنم کی	بتا دیجیے نہ کیجیے آڑیوں واللہ اعلم کی
کہ الفت میں نے کم کی یا محبت آپنے کم کی	
نہ پروا ابر نیایاں کی نہ پروا چشم پر غم کی	نہ پروا جشن شادی کی نہ پروا شور ماتم کی
نہ پروا خندہ گل کی نہ پروا نالہ غم کی	ہنگاہ نازاں بجلی ہو اس خونریز عالم کی
اسے مارا اگر کوندی اسے مارا اگر چمکی	
اگر تھا خبر جو رستم سے مارنا جھکو	کیا کیوں تھا محبت میں میریاں مبتلا جھکو
نہوئی ہو شفا جھکو نہ آتی ہے قضا جھکو	نہ زند و نہیں کھا جھکو نہ مرد و نہیں کھا جھکو
جفا بھی کی تو رک رک کر و فاجی کی تو کم کم کی	
اگر صحت نہیں ہوتی نہ ہوا ایسا مصل اچھا	اگر دولت نہیں ہو غلشی میں نہیں ڈرنا
اگر عزت نہیں ہے تو نہ عزت سے میں گزرا	اگئی دنیا تو جائے بھاریں عاشق کو کیا پروا

غم آزادوں کو ہوتا ہی نہیں اچھی نہیں غم کی	
غمِ فرقت کی عادت پڑ گئی تھی مجھ کو بہتا تھا	خدا کا شکر کرتا تھا میں جس حالت میں رہتا تھا
مگر ملکہ جدا ہونے پر خون آنکھوں سے بہتا تھا	گزرتی تھی شب وصل و رول روکے کہتا تھا
کہ ہولی عید اب تیاریاں کیجے محرم کی	
گر کہیں ہی میں وہ نام خدا پہلے تھے نوحے	صبا کو بھی نہ تھی طاقت کہ اُس کا فرس چھوٹے
شباب انا قیامت ہو گیا اب دیکھئے جذبے	مزا دیتا ہوں تن تن کر یہ کہنا اُنکا گردوں سے
بتا ظالم بتا اب گردن تسلیم کیوں غم کی	
سکندر کا رہا دورہ نہ دارا کی رہی نوبت	فریدیوں کی رہی شوکت نہ کیا دوس کی عظمت
نہ کسریٰ کی رہی شرف خسرو کی رہی ننت	ذرا آہستہ حل لے شہسوار عرصہ دولت
کہ ملک عیش سے مٹی ہی سرحد کشور غم کی	
میں تنہا اس طرف ہوں اس طرف سرحدائی ہی	اکیس خیز ہیں اکیس کیس کیس دست خنائی ہی
خدا نے شادی و غم گوندہ کر دنیا بنائی ہی	تری قسمت میں لکھی ہی مے حصہ میں لی ہی
بھلائی سائے دنیا کی برائی سائے عالم کی	
مقدور ہو گیا عاشق کا الفت میں تو سوئید و	اُٹھل سے جگر ٹکڑے اگر ہوتا ہے ہونید و
فضائے سینہ سے گردالم جھکوند و سوئید و	رہیں گے زخم دل یونہی ہے اچھا نہ روئید و
میرجاں سبزہ گرد و نوکیا حاجت ہے شبنم کی	
تو آئینہ کو تکتا ہوا راک عالم تجھے تکتا	ادلے مسکرائے جگود دیکھا ہو گیا سکتا
تری بیباکیوں سے ہے مگر میرا جگر کیتا	یہ کیا حالت ہے سینہ پر دوپٹہ تھم نہیں سکتا
یہ کیا غفلت ہے نا محرم کی پروا ہی نہ محرم کی	

کمانک کے سب رویں ہمیں شخص نہا کو	کمانک کوئی پردہ میں چھائے زشت و زیا کو
ہمیشہ یاد رکھ اس مقطع بے مثل و کیلا کو	سچا جیسے ہو قیسے ہی نظر آو گے دنیا کو

عجب آئینہ ہے مجموعی رئے اہل عالم کی

## خمسہ برغزل مولوی سید اسماعیل حسین صاحب منیر مرحوم

پاس؟ فادہریاں تھا وہاں نہ تھا	جو پیش آئے پہلے سے وہم و گماں نہ تھا
ہم لاکھ روئے رحم کا نام و نشان نہ تھا	کوئی تہوں میں آنسوؤں کا قدر دان نہ تھا

کیا کیئے آپ و دانہ ہمارا وہاں نہ تھا

اسکی نظر میں فرق بار و خزان نہ تھا	نام اس طرح مٹائے کہ گویا نشان نہ تھا
مارا انہیں کہ موت کا جن کی گمان نہ تھا	جنس شباب کا یہ کمی قدر دان نہ تھا

گردوں کی سات پشت میں اک نوجوان نہ تھا

بدتر گناہ سے نہ ہو عذر اس گناہ کا	مجرم ہوں اور دلیں ہو کھٹکا لگا ہوا
یہ تجھ کو اختیار ہے اب مار یا جلا	تعظیم بخود کی بدولت نہ لے سکا

صاحب معاف کیجئے بندہ یہاں نہ تھا

کچھ تو خدا رسول سے شریکے ہوتے آپ	سردی کی انتہا بھی ہو گئے ہوتے آپ
تشریف وقت نزع مرے لائے ہوتے آپ	آواز آہ سن گئے چلے آئے ہوتے آپ

بھنڈے کڑے ہوئے تھے میں کچھ بے نشان تھا

میرے خیال میں تو ہے یہ واقعہ عجیب	میری نظر میں تو وہ نہ تھا ایسا خوش نصیب
لیکن بتائیے تو مجھے نصف کے قریب	مخفل میں شب کو یار سے کیونکر ملا قریب

	لیٹا جو چور شمع سے کیا یا سبھاں نہ تھا	
اکھا تار باغذا کی جگہ غم تمام عمر	کھا تار باغذا کی جگہ غم تمام عمر	اکھا تار باغذا کی جگہ غم تمام عمر
مانند شمع حلقہ ماتم تمام عمر	مانند شمع حلقہ ماتم تمام عمر	مانند شمع حلقہ ماتم تمام عمر
باز و نیس جو تیر کے دل اُنکے پاس جائے	باز و نیس جو تیر کے دل اُنکے پاس جائے	باز و نیس جو تیر کے دل اُنکے پاس جائے
لے بھرا شک تجھ کو خدا خاک میں ملائے	لے بھرا شک تجھ کو خدا خاک میں ملائے	لے بھرا شک تجھ کو خدا خاک میں ملائے
دریا ہائے اُن کے کبھی دریاں نہ تھا	دریا ہائے اُن کے کبھی دریاں نہ تھا	دریا ہائے اُن کے کبھی دریاں نہ تھا
جس جا کہ پشت چرخ ستم کا رنجی تھی حسم	جس جا کہ پشت چرخ ستم کا رنجی تھی حسم	جس جا کہ پشت چرخ ستم کا رنجی تھی حسم
جس جا تھا شب کو جشن چھلکتا تھا جامِ حم	جس جا تھا شب کو جشن چھلکتا تھا جامِ حم	جس جا تھا شب کو جشن چھلکتا تھا جامِ حم
جز خفہ اور کوئی وہاں نوحہ خواں نہ تھا	جز خفہ اور کوئی وہاں نوحہ خواں نہ تھا	جز خفہ اور کوئی وہاں نوحہ خواں نہ تھا
اور جا نگزا ہے دغدغہ روز دار دیگر	اور جا نگزا ہے دغدغہ روز دار دیگر	اور جا نگزا ہے دغدغہ روز دار دیگر
محفوظ اُسکے گوشہ رحمت میں ہے منیر	محفوظ اُسکے گوشہ رحمت میں ہے منیر	محفوظ اُسکے گوشہ رحمت میں ہے منیر
جس میں خدا میں فاصلہ دو کہاں نہ تھا	جس میں خدا میں فاصلہ دو کہاں نہ تھا	جس میں خدا میں فاصلہ دو کہاں نہ تھا
<p>خمسہ بر غزل حضور نواب محمد ابراہیم علی خاں صاحب بالقابہ الی ریاست ٹونک دام اقبالہ</p>		
ستم آبادستی ہے جہاں صیاد بستہ ہے	ستم آبادستی ہے جہاں صیاد بستہ ہے	ستم آبادستی ہے جہاں صیاد بستہ ہے
عبث جانیکو کوئے یار میں ایدل ترستہ ہے	عبث جانیکو کوئے یار میں ایدل ترستہ ہے	عبث جانیکو کوئے یار میں ایدل ترستہ ہے
بھولے اسکولے ناداں کہ یہ دشوار رستہ ہے	بھولے اسکولے ناداں کہ یہ دشوار رستہ ہے	بھولے اسکولے ناداں کہ یہ دشوار رستہ ہے

اگر خوش سے مے منظور ہے رنگینی داماں	تری شمشیر براں سے نہیں مجھ کو دریغ ایماں
مگر انصاف سے فرمانیوں ہو دشمن ایماں	وفادار محبت کب ملیگا مجھ سائیاں
کہ دل جاتا ہی یاں تو جب کمر جانیکو کتا ہے	
نصیحت مائے شیخ و صحبت زاہد سے نفرت ہے	فضائے دشت کینج باغ تبووع طبیعت ہے
فلک کی کج روی سے بن پوچھو کیسی کلفت ہے	تمہاری مانگ سیدھی شاہراہ عشق و الفت ہے
ای تو دل کے جانیکا ہمارے صاف رتل ہے	
اندھیری بھری راتیں پوچھو کیسی بھاری ہیں	یہ آنکھیں خنچکاں آزرده اختر شماری ہیں
الم کی ہر طرف سے تیر گرم زخم باری ہیں	خیال عارض تا بانہیں اشک لکھو سننے باری ہیں
ادھر بکلی حکمتی ہے ادھر بادل پرستا ہے	
دل پر ویں کو دیکھو کیسے کیسے صدمہ ہوتا ہے	قلق بڑھتا ہی جدم بچے کے خون لکھو سنے ہوتا ہے
اکیں پھر انقلاب دہر کو دیکھا تو کتا ہے	گر قمار محبت لے خلیل اس طرح دہتا ہے
کبھی فرقت میں گریاں ہی کبھی وصلت میں ہنستا ہے	
بہشت کو چہ دلدار کیا کچھ ایسا ستا ہے	گزر کر دوزخ، بھراں سے اُسکا شہر ہوتا ہے
قدم اس اہیں رکھتے ہی سرتاپا بھلتا ہے	عجبت جانیکو کوئے یار میں ایدل ترستا ہے
مجھ لے اسکو لے ناداں کہ یہ دشوار رہتا ہے	
بہت اچھا سد ہار و چھٹ گیا ہی ہاتھ سے داماں	میس گے مجھ سے لاکھوں رجبہ بتر سکر ڈول انساں
مگر انصاف سے اتنا تباہ ہے اگر ایماں	وفادار محبت کب ملیگا مجھ سائیاں
کہ دل جاتا ہے یاں تو جب کمر جانیکو کتا ہے	
تمہاری زلفت میں گردل نہ ڈھونڈ نہیں مانتا ہے	مکرتے ہو تو کیا یہ بھی تمہاری اک شرارت ہے

دلیلیں سیکڑوں پر سب پہ روشن بہ دلالت	تمہاری مانگ سید ہی شاہراہ عشق و الفت
یہی تو دل کے جانیکا ہمارے صاف رستا ہی	
کبھی یاد تبسم میں ہماری آہ وزاری ہی	کبھی فکر درد نہ انہیں دلیہ گریہ طاری ہی
اگر اک لحظہ اور اس طرح کی خوابہ باری ہی	خیال عارض تا با نہیں شک آنکھوں نے جاری ہی
اُدھر بجلی چمکتی ہے ادھر بادل برستا ہی	
جواہر دلدادہ گاہی ہجر کے صدمہ وہ ہستا ہی	کبھی بحر سرور وصل کے دل پہ بہتا ہی
سراپا سچ ہی پروں جو مر انواب کہتا ہی	گر قمار محبت لے خلیل اس طرح رہتا ہی
کبھی فرقت میں گریاں ہی کبھی وصلت میں ہستا ہی	

# قطعاتِ تاریخ

قطعہ تاریخ وفات والدی علانی حضرت مولانا مولوی محمد غضنفر علی  
خاں مرحوم دہلوی متخلص بغضنفر

ہو گئی اندھیرا نکھوئیں یہ ساری کائنات  
ریخ و غم ہے لکھ سن ہجری میں قات  
۱۳ م ۱۴

والد مرحوم جب فردوسِ اعلیٰ کو گئے  
غوطہ زن تھی فکریں پرویں کہ ہاتھ لگا

قطعہ تاریخ جنابِ والدہ ماجدہ راقمہ کہ فردوسِ بریں جالیش باد

اماں ہوئیں آنکھ سے نناں ہائے  
لکھو کہ غم گراں ہائے  
۱۳ م ۲۴

ہشتم صفر و شبِ دوشنبہ  
ہجری میں سن وفات پرویں

قطعہ تاریخ وفات حسرتِ آیاتِ اہلیہ بر خور وار سید عبدالرحمن  
زادِ قدرہ و طالعمرہ منتظم محکمہ سائرات ریاست جیپور

کیا خزانِ موت کے ویراں ہوا باغِ وفات  
تا قیامت یاد آئیں گے شریفانہ صفات  
گلشنِ جنت میں مرحومہ ہیں کہ سالِ وفات  
۱۳ م ۱۴

کیا جوانی میں گئیں سردارِ دلہنِ خلد کو  
تا قیامت جائیگا دل سے نہ آلامِ فراق  
اک طرف غم اک طرف یہ فکر کہ دل نے کہا



<p>قطعہ تاریخ بر خور داری نور چشمی لاڈلی سگیم جنت اشیاں</p>	
<p>لٹا مفت امید کا گنج ہے ہے کھو سال رحلت - غم دلچ ہے ہے ۱۱ ۱۳ ۱۱</p>	<p>جدا ہو گئی ہم سے بوقت لڑکی جگر تھام کر سن پجری میں پرویں</p>
<p>قطعہ تاریخ رحلت سراپا مصیبت نور چشم ایس الرحمن خلد اشیاں</p>	
<p>گشت تاریک خانہ عشرت شمع ایوان گلشن جنت ۳۱ ۱۳ ۱۱</p>	<p>رفت چوں نور چشم زین عالم گفت تاریخ ہجرش پرویں</p>
<p>قطعہ تاریخ وفات مصیبت آیات نور نظر تحت جگر یوسف حسن جنتین</p>	
<p>ہائے یہ کیا غم جانی لگا سال ہجری - داغ روحانی لگا ۳۱ ۱۳ ۱۱</p>	<p>گو وہ خالی کر گیا یوسف حسن میں نے پرویں اسکی جلت پر لکھا</p>
<p>قطعہ تاریخ شادی خانہ آبادی بر خور دار رشادت آثار سید انوار الرحمن نائب ناظم نظامت جیپور زاد عمرہ</p>	
<p>بر آورد و دخل امیدم ثمر مبارک بسم و بجد و پدر خدایش دہد با سعادت پسر برگفتہ - ملاقات شمس و قمر ۱۱ ۱۳ ۱۱</p>	<p>چو انوار رحمن شدہ کہ خدا مبارک بما و بکل استر با خدا ز وجہ و شوے را یار باد زدل خواست پرویں چو تاریخ عقد</p>

قطعہ تاریخ شادی نورنظرخت جگر بخورد ارسیدشتاق حسین ز ادھر

دعا نخلی مے دے میاں مچھوکی شادی پر	ارہیں سر سبز باغ دہریں رشک چین و زون
طلب کی اسکی جیتا رخ بھر میں تو پرویں نے	کہا۔ یہ عاشق و معشوق ہوں و لما دِلن و زون

قطعہ تاریخ کنجائی فرزند گرامی منش ستودہ کنش میاں عبدالرحمن  
منظ سائرات ریاست جے پور زاد قدرہ

دوسری شادی ہوئی فرزند نیک اطوار کی	دو نو کو راحت مبارک و زون کو فرحت نصیب
مینے بھی پرویں سن بھر میں اس تقریب کے	یہ کہی تاریخ۔ ہوں و لما دِلن عشرت نصیب

قطعہ تاریخ معاودت فدا لہ سلام از جنگ طرابلس و بلقان شہر دہلی

و فچوں آمد بدہلی خلق عالم یک زبان	ڈاکٹر مختار احمد باددایم شاد گفت
بود پرویں نیز ساعی از پے تاریخ خود	ہاتے۔ طبی ڈپوٹیشن سلامت باگفت

قطعہ تاریخ رحلت سراپا قیامت سر و سر تاج باعث معراج سباح  
بحر حقیقت سیاح دشت طریقت حقایق آگاہ معرفت دستگاہ  
شوہر والا گوہر من جناب مولوی میر قربان علی صاحب حمہ اللہ علیہ  
سابق ممبر کونسل ریاست جے پور

میر قربان علی ولی خدا	رفت و نامش نہ از نگین افتاد
-----------------------	-----------------------------

<p>لیک تاج غرور و عزت تاج چوں مردم پیش شوهر خویش اونیفتاد و درمغاک کحد بعد من در جهان و قبل از من نعره هائے پائے از غم و درد سال ترحیل گفتمش پرویس</p>	<p>از سرفسرق این خزین افتاد چوں نه با من فلک بکین افتاد من قتادم بنجاک ازین افتاد خواهد افتاد و بچنین افتاد بر لب هر کیس همیں افتاد فلک کشف بر زین افتاد</p>
--	--

۲۵۶

۱۳

## الضما

<p>شد سحری دار بقایه قربان نعل رفت آن تاج سرم مرکز اتوافیوض ضرب لاند چوپے نفی خیال هستی هرزه گوئی نه کنم خامشی من سخن هست گیر پرویس سر شعر و بگو سال وصال</p>	<p>واقف سرفخی شیخ حقایق آگاه ماهیم خسته و در مانده بصدا ناله و آه او نماد است و چه ماند است بخیر الا الله سر بسر حرف الم گشته ام از حال تباه ماهتاب فلک حمله ولی الله</p>
---	---

۲۵

۱۳

## قطعه تاریخ وفات حسرت سمات زوجه میر مصطفیٰ حسین صاب

<p>دینغ زوجه آن مصطفیٰ حسین نماد پنجیدگی ز بهار شباب صدافسوس قتاده است چنین وضع اینجان خراب چه گویمت که چه شد حال سید خسته سروش گفت به پروین تجخواست سال وفات</p>	<p>مه دو هفته عروسی و عالم آرائے که خفته است در آغوش خاک زیائے که نیست اهل لے بے هموم در جائے چو گم نمود ز پیلوئے سروبالائے نماند موش شبائے تار من لائے</p>
---	---

۲۶

۱۳

## ایضاً

گفت سید مصطفیٰ از من کج آں	نوعروس غمگرم من مناند
درفراقتش روز روشن شد بیاہ	کاینچنین زیبا نگار من مناند
آں انیس خلوت شبہائے غم	آں خلیس راز دار من مناند
آہ شد تاراج این باغ شباب	کاندریں گلشن بہار من مناند
گفت پرویں صبر کن بہر خدا	تا بکے گوئی کہ یار من مناند
وارش سال وفاتش گو کہ گئے	مونس شبہائے تار من مناند

قطعہ تاریخ انتقال پر ملا جناب نانا صاحب قبلہ حکیم میر احمد حسین  
خاں صاحب مہم دہلوی معروف بہ چھوٹے میرن صاحب

ہوئے نانا صاحب کرم جو راہی	ہمیں چھوڑ کر سوئے فردوسِ اعلیٰ
تو پھر میں نے تاریخ ہجرتیں پرویں	لکھی - داخل حنبلہ جاوید بادا

قطعہ تاریخ انتقال پر اختلال جناب نانی صاحبہ مرحومہ جنتِ مکمل

ہائے نانی صاحبہ نے راہ لی فردوس کی	دیدہ خونبار سے جاری ہو دیئے فوات
جب گھٹا کچھ رنج و غم تو سن ہجرتیں لکھی	خلد ممکن یافتہ - پرویں نے تاریخ وفات

قطعہ تاریخ وفات حسرت آیات علامہ زمان فہامہ دوراں حضرت  
جدی امجدی قبلہ مولانا مولوی محمد نجف علی خاں مرحوم مخاطب  
بہ خان بہادر و تاج العلماء قلزم علوم مصنف سحر الکلام شرح  
بے نقاط مقامات حریری و ناظم فتوح الشام فارسی و شاج

ژند او ستا و غیر و غیر

چوں نیائے من ہمیند در نشین ساز کرد  
گفت در ہجری بسال رطش پروین شش  
تیرہ شد گیہان بچشم مردم دانش سگال  
آہ نہاں شد ز ہستی یک بہ یک مہر کمال

قطعہ تاریخ کتبی ہمیشہ عزیزہ معروف بہ چھوٹی بیگم زادہ اشعرہ

ہوئیں جب چھوٹی بیگم کہ خدا فرست ہوئی بجد  
لب ل سے صد آئی سن ہجری میں پڑوین  
کہا سب سے رہیں خوشحال یہ دہما دہن دونوں  
رہیں بابرکت و اقبال یہ دہما دہن دونوں

قطعہ تاریخ عزیزم افتخارم حضرت شاہزادہ تیموری مرزا محمد

امیر الملک عرف مرزا بلاتی صاحب جوم مغفور

گفت دیوان چو آن امیر الملک  
یعنی پروین بجائے تاریخش  
بہر سال شیوع در سفتہم  
خوش کلام احقر کیا گفتم

قطعہ تاریخ تولد دختر نیک اختر برادر محترم و مکرم جناب حکیم مولانا  
مولوی سید امیر حسن خاں صاحب سہا محدث سپرنٹنڈ ہند  
بھارت ریاست جے پور مترجم تفسیر احمدی و تفسیر شیخ الاکبر  
وغیرہ وغیرہ دام مجید

تولد ہوئی جبکہ فرزانہ بیگم جدہ دیکھے اقربا شاد و خرم مجھے ساتھ ہو دلولہ یہ بھی پرویں تو بیاخت دل سے نکلا یہ مصرع	لی بھائی صاحب کو اک عمدہ نعمت اسے بھی مسرت اُسے بھی مسرت کہ ہجری میں لکھوں میں سال ولادت مبارک ہو بدر منیر سعادت
---	---

قطعہ تاریخ ولادت فرزند ارجمند حضرت انخی اعظم برادر مکرم جناب  
مولانا مولوی حکیم حاجی سید نظیر حسن خاں صاحب سخا مدرس عربی  
و فارسی کا بجٹ اسکول ریاست جیلپور شارح قصائد بدر چلچ  
و پنجر قلعہ و مترجم عبقات الانوار وغیرہ وغیرہ دام مجید

بھائی صاحب کو جب خدائے دیا نام رکھا گیا صغیر حسن ہوئی پرویں کو فرحت بید	نور چشم سید و نیک اختر نئے خدا مسکو عمر نوح و خضر جبکا شاہد ہے خالق اکبر
---	--

گوہر بحرِ رحمت دادور ۱۳۰۰ھ	سنِ ہجری میں پھر لکھی تاریخ
قطعہ تاریخ تولد دختر نیک اختر حضرت ممدوح الصدر	
کیا قرۃ العین سے سرفراز رہے زندہ تاحشر با کام و ناز محافظ ہے حقائق کا رساز کسی میں نے بھی - دختر دلنواز ۱۳۰۲ھ	بڑے بھائی صاحب کو اللہ نے یہ مولود فرخندہ و نیک بخت ہمیشہ زمانہ کے آفات سے ولادت کی تاریخ ہجری میں یوں
قطعہ تاریخ ولادت باسعادت برخوردار سید سعید ظمیر حسن سوداگر فرزند حضرت موصوف الصدر علیہ السلام	
سب کو بے انتہا مسرت ہے اکد و پرویں کہ خوبصورت ہے ۱۳۰۴ھ	بھائی صاحب کے نور چشم ہوا سال میلاد اس کا ہجری میں
قطعہ تاریخ ولادت باسعادت دختر خور و حضرت بھائی صاحب ممدوح الصدر اہلیہ برخوردار سید سعید شتاق حسین زاد عمر ہما	
چنانکہ گردالم از جہاں مسرت رفت بزداد دختر دل بند - کلک پرویں گفت ۱۳۰۵ھ	چوزاد دختر دل بند شد دم مسرور پے ترانہ تاریخ در سن ہجری

قطعہ تاریخ ولادت سراپا مسرت جگر گوشہ سعادت نور چشم رشادت  
فرزند دلبند لیاقت پیوند میاں سید شائق حسین زاد عمر

بجدا اللہ از فضل خود رب اکبر سرمن پر از سجدا ہائے مسرت دریں مجمع عشرت و کامیابی پے سال میلاد او گفت پرویں	بمن داد فرزند خورشید منظر دل من پر از نفس فرح آور دریں محفل دلکش و روح پرور تاریخ ہجری - زہے نیک اختر ۱۳۰۳
--	--

قطعات تاریخ وفات قبلہ و کعبہ حضرت شاہ محمد معصوم صاحب دہلوی  
مہاجر مدینہ نبوت مکان

با دی اہل جہاں شاہ محمد معصوم بغم وینج و الم خامہ پرویں بگاشت	چوں بہ شعبان شدہ از دہ سوئے جنت وارت خلد بہ ہجری پے سال حلت ۱۳۰۳
ایضا	

عارف بے نظیر و عالم فرد سال ہجری رحلتش پرویں	چوں بہ شعبان ریاض دہر بہشت قبلہ عاشقان برقت نوشت ۱۳۰۳
---	---

ایضا

عارف عصر و مرشد کامل گفت تاریخ ہجرتش پرویں	چوں بہ شعبان بہ باغ جنت رفت قبلہ واجب الاطاعت رفت ۱۳۰۳
---	--



ایضاً

رفت این دارقشاه محمد معصوم قلم غم رقم من نبوشته پروین	خالے از عارف کامل شدہ گیتی بہشت خلد بگرفتہ بہ ہمیری شدہ تایرخ وفات ۱۳۳
--	--

تایرخ انتقال جناب حکیم مولوی حاجی سید سجاد حسین صاحب عرف  
عبدالرحمن صاحب دہلوی وارد اجمیر شریف

عبدالرحمن عرف سجاد حسین اسم شریف بہر تایرخ وفاتش گفت از پروین سروتش	در طبابت بود او طبائے سکان زمین گویناہ ملک شد یار فردوس بریں ۳۵
--	---

قطعه تایرخ تعمیر مکان جناب صفرا بیگم صاحبہ مشہور اہل قلم اہلیہ عالیہ حضرت  
سید ہمایوں مرزا صاحب بیرسٹراٹکلا در حبس آباد دکن

بالونے حضرت ہمایوں میرزا ہاتف از بہر بنا پروین زہینچہ	اگر دیوں تعمیر قصر نادر گفت صفرا منزل گو بہر نگار ۱۹
--	--



قطعہ بچ حقیقت آگاہ معرفت دستگاہ حضرت حمزہ صبا رحمۃ اللہ  
فرار مبارک در قصبہ ہرسون اسٹیشن نارنول

ان حضرت حمزہ نے کئے تھے جو کام	یعنی کہ اُحد فتح بزورِ عصا
مغلوب شیاطین اجتہد کر کے	ان حضرت حمزہ نے بھی پائی نام

قطعہ تولد فرزند حضور نواب محمد ابراہیم علی خاں صبا بالقابو الی  
ریاست ٹونک ام اقبالہ

مژدہ کہ شاہزادہ فرماں والے ٹونک	پیدا شد است و بحر طرب آمد بھوج
درین بھری از بے سال دلدلش	پرویں طراز بست کہ خورشید بھج اوج

قطعات سادہ

تاجدار ملک اقبالی جہاں در آن تو	صد چو بھوپال است زیر سایہ دامن تو
درد ہا قوم تو دارد درد دل تو درد قوم	تو فدائے اہل دینی ما ہمہ قربان تو

سلطان بھوپال و فخر و شرف مریم	نوشاہہ عہد خود سلطان جہان بیگم
خواہد ز خدا پرویں با جاہ و جلالت بنا	بر فرق مسلماناں تا آدم و تا عالم

تازیں بر جائے ساکن تا فلک دوار باد	تاکو اکب منقسم در ثابت و سیار باد
------------------------------------	-----------------------------------

حافظ مختار احمد احمد مختار باد	زانکہ پرویں او بہ بیماراں مسیحا کی نمود
ایضاً	
صعود اختہ نحت رسا مبارکباد ترا دو قوم ترا سرور مبارکباد خنے زکار تو راضی خدا مبارکباد نوشہ پرویں بہ طرز دعا مبارکباد	عروج کو کب عز و علا مبارکباد مگر تو یاد و رقی ویا ورت ایزد زہی بذات تو فاخر وزارت بصیور پسہ منزلت از خلوص خاطر دل
ایضاً	
اک عرصہ درد ہجر کا کچھ ماجرا کہا کنے لگے کہ اتنے دنوں میں کیا کیا	اک عرصہ افسے حال دل مبتلا کہا اک عمر جب گزر گئی گفت و شنید میں
ایضاً	
کبھی افلاس میں سچ و الم میں ذرا فرمائیے کتنے ہیں ہم میں	کبھی ہیں عشرت و ناز و نعم میں خدا کی یاد بھی کتے ہوں دم بھر
ایضاً	
اور دوسرا جو پوچھے روز شمار ہی اور ترے جسکو کتنے ہیں وہ منجہ ہار ہی	روز و ولادت ایک کنارہ ہی سچ کا ایساں جہاز فضل خدا اسکا نا خدا
ایضاً	
نہ رہتا تھا روز و رور سلامت رہیں انگریز تا محشر سلامت	بہت مشکل تھا رکھنا سر سلامت مگر امن و اماں ہے اب جہاں میں
ایضاً	
اطاعت نہ تو شرافت نہیں ہی خدا سے ہی لڑنا بغاوت نہیں ہی	اطاعت بڑھ کر عبادت نہیں ہے خدا نے انہیں ملک بخشا ہی پرویں

# تاجاتِ نظم

اے شریار قسم پر نِ تحریر  
 بعد تسلیم افتقار سرشت  
 اس طرح التماس کرتا ہے  
 شوق زیارت کے دل میں طوفانِ خیر  
 نہیں ممکن کہ خط میں لکھا جائے  
 شفقت نامہ لطافتِ بار  
 جس کا ہر فقرہ ماہتابِ مثال  
 بندہ خاکسار کو پہونچا،  
 متمنی ہے ایک مدت سے  
 اگر افسوس ہو نہیں سکتی  
 تاکہ حسبِ اہراد یہ کم بخت  
 ہے مگر اتصالِ روحانی  
 ایک مدت سے نظم نور آگیاں  
 ایک عرصہ سے ترنثری ہیں  
 ہے دماغِ ایاغ میں معمور  
 الغرض کر لیا ہی دونوں نے

شہرہ تو چوہر عالمگیر  
 بعد تعظیمِ اعتذار خمیر  
 تختہ مشق اگر دشمنِ تقدیر  
 متردد ہوں کیا کروں تدبیر  
 مختصر بھی اگر کروں تحریر  
 بلکہ گلدستہ زہیر و نصیر  
 جس کا ہر فقرہ آفتابِ نظیر  
 نقد کا سد کو کر دیا اکسیر  
 زیارتِ بارگاہ کا یہ حصیر  
 آسمانِ بلند کی تخییر  
 جس طرح میں کہوں کرے تدبیر  
 بزمِ افروز شاہانِ ضمیر  
 حوریانِ خیال کی تصویر  
 نوریانِ کمال کی زنجیر  
 ہے جمالِ خیال میں جاگیر  
 بنے طوق و کنت و جمگو اسیر

<p>دل بسمل کو کر لیا نجیر آپ کی ملک آپ کی جاگیر نہیں اب تک چھپا خدا ہے بصیر پارسل کے ذریعہ بے تاخیر ازرہ لطف والتفات کثیر کہ نہ تشویش دل ہو دامگیر</p>	<p>اور اُس پر مزید شفقت سے دل کے ساتھ آج سے ہو میں بھی بندہ پرور حقیقہ کا دیوان ورنہ خدمت میں بھیجتا میں مترصد کہ حضرت والا گاہ گمہ یا دوشاد فرمائیں</p>
<p>کر کے تسلیم بند کر دیں نامہ اشتیاق بے تاخیر</p>	
<p>ایضاً</p>	
<p>جھکو تو ہے یا جھکو بھی الفت نہیں تم سے آئندہ کچھ امید مروت نہیں تم سے ایکاش ہی کہدو کہ نفرت نہیں تم سے کس طرح کہا جائے کہ بیعت نہیں تم سے لیکن مجھے یہ کہنے کی جرأت نہیں تم سے کچھ حجت و تقریر کی حاجت نہیں تم سے اس بارہ میں صد شکر نہ امت نہیں تم سے ناراض نہونا کوئی راحت نہیں تم سے ہو سکتی اگر اور مشقت نہیں تم سے</p>	<p>ہر بات پہ کہتے ہو محبت نہیں تم سے تم بھول گئے بھائی مجھے وائے مقدر رغبت کے تو لایق ہی نہیں طالبِ یدِ ا جو ڈھنگ تمہارے ہیں ہی پیر فلک کے اس طرح فراموش کیا کرتے ہیں افسوس خود واقف احوال دل در دطلب ہو خط لکھا ہی جب تم نے جواب اسکا دیا ہی خود دیکھ لو سینہ میں جراحت ہیں ہزاروں دو لفظ ہی لکھ بھیجا کر واپس قلم سے</p>

پروں میں تاشکر کبھی بھولنیوالی  
پھرنے کی کبھی چشم مروت نہیں تھکتے

ایضاً

<p>عرجات صد نسیم بہار لہذا محمد پھر ہوا سیدھا شکر صد شکر بندہ پرورنے نامہ دلنواز لکھ بھیجا یعنی ہے احتمال شادی مرگ وہ مسرت ہوئی مجھے گویا کاش ہوتا جہان بھر آزاد جانتا ہے خدا۔ عزیزوں کی ورنہ یوں بار بار کیوں کہتے جلد آپس میں مل نہیں سکتی میں وہ تعمیر ہوں کہ جسکی ہے بیقراری ہے عادت گردوں لکھنا یا بخودی میں کیا کیا کچھ اس لئے سامعہ حشر اشی کے بے تکلف بس اب نگارش ہے بھائی اک مدت مدید کے بعد</p>	<p>تیرے قدموں سے دشت ہی گلزار جاں نثاروں سے چرخ کچر قنار خود کیا حال زار استفسار زندگی یوں بھی ہو گئی دشوار تو ہی حافظ ہے لے مرے غفا تار منسرد ہو گئی گلزار کاش ہوتا زمانہ خود مختار تب فرقت بھی ہے بڑا آزار وَقَتًا سَرَبْنَا عَذَابَ الْتَار کتنی ہنسکی ہے دولت دیدار ابتدا سے شگستگی معمار اسکے سایہ میں کیوں ہوں دکو قرار ہو گیا رفت رفتہ اک طومار خوف سے لے عزیز نیک اطوار مدعاے ضروری الاظہار مل کے یوں ہو گئے جدا اکبار</p>
---	--

<p>             کہ نہ پھر آسکے اُدھر برسوں              دوسرے روز کوچ کرنا تھا              ہو گیا قلب مضطرب بیتاب              آپ شاید مبالغہ سمجھیں              نامہ مہرباں آپہنچا              کام ہی آرہی سیجائی              خلق کا خیر خواہ ہوں میں بھی              ایک مشہور شعر لکھتا ہوں              تم سلامت رہو ہزار برس              مجھ کو اللہ لکھتے رہے گا              ہر جینے میں ایک بار سہی              کیونکہ کچھ بڑے ہوؤں کی الفت کا              تاکہ کشور کشا ہوں عالمگیر              تم کو واصل ہو مخزن قاروں           </p>	<p>             آپ بھی پھر نہ آسکے زہن سار              چھوڑنا ہی پڑا وہ شہر و دیار              بن گئی آنکھ ابر دریا بار              کیا کروں حال زار کا اظہار              ہو گیا حسنا نہ مطلع انوار              جاں بلب ہو کے بیچ گیا بیمار              کیونکہ دلیوں دعا میں لیں دہنا              گر نہ سارق کیس اولیٰ الالبصا              ہر برس کے ہوں نیک پاس ہزار              نامائے لطیف و نجات بار              گر نہ ممکن ہو ہفتہ عشرہ وار              ہے اسی پرستام دار و مدار              تاکہ خدمت گرا ہوں با جگر آزار              مجھ کو حاصل ہو دولت دیدار           </p>
<p>             نامہ شوق ختم کر پڑیں              ہو چکا دعائے دل اظہار           </p>	
<p>ایضاً</p>	
<p>             درِ دریائے عزت و حرمت              آفتاب سپہرِ حلم و حیا           </p>	<p>             نیرِ برجِ عفت و عصمت              آسمانِ جہانِ منم و ذکا           </p>

چھوٹی بیگم فلک ہے تاگرداں  
 نہر جینک ہے یوں ضیا گستر  
 اختر بخت ہو ترا رخشاں  
 علم کی نئے خدا تمہیں توفیق  
 عمر بھی ہو دراز عقل بھی ہو  
 رہو بخوف دور گردوں سے  
 حادثات زمانہ سے تم پر  
 اصل مطلب پہ اب میں آتی ہوں  
 صبح کو نامہ سرور افشاں  
 چین آرزو میں آئی ہمار  
 رنج راحت سے ہو گیا تبدیل  
 لکھ چکی ہوں تمہیں میں حالت زار  
 میرے مرنے کا در نہ گل سا ہاں  
 زندگی خود و بال تھی جھکو  
 پر ہے قسمت سے ہر بشر ناچار  
 شکر ہے اُس خدا نے یکتا کا  
 جھکو صحت عطا ہوئی لیکن  
 خوب لکھا تھا مر جاتا تم کو  
 ہو گیا آج مجھ کو یہ تحقیق

تم رہو شاد و خرم و خداں  
 تا درخشاں رہے مہ انور  
 تیرا حامی ہو حافظہ و جہاں  
 بخت یا در رہے تمہارا رفیق  
 بخت یا در ہو علم و فضل بھی ہو  
 رہو محفوظ جو گردوں سے  
 ایک ذرہ نہ آنے پائے ضرر  
 صورت مدعا دکھاتی ہوں  
 فضل خلاق سے مجھے پہونچا  
 گل کھلے بوستان دلیں ہزار  
 نکو زندہ رکھے خدائے جلیل  
 اک سینے سے سخت تھی بیمار  
 ایک مدت سے تھا میساہاں  
 کیونکہ ایذا کمال تھی جھکو  
 ہے رضا کا مقام بے تکرار  
 عفو اب تو مرا قصور کیا  
 پھر نہیں سکتی اور میں کچھ دن  
 حلم دے عقل دے خدا تم کو  
 باتیں سیکھی ہو خوب تسلیق



کیوں نہ مولوی کی بیٹی ہو آٹھوں روز میری جان ضرور ہم کو انجا کرے خدا اے جہاں رہنا اماں کے حکم میں بیوی نانا نانی کا ماننا کتنا	یہی زیبا ہے مر جبا تم کو خط کے لکھنے کا تم رکھو دستور سب رہیں مل کے خرم و شاداں کرنا اُنکے خلاف تم نہ کبھی حکم میں سب بڑھنے کے تم رہنا
---	--

بس دعا پر تمام نامہ ہے  
آگے خاموش میرا خامہ ہے

ایضاً

سراپافت و عصمت ہمایوں بخت و نیک اختر قیامت تک اُنکے دل پہ تیرے کچھ غم و کلفت درازی عمر میں ہوا و فرزونی منتقل میں ہر دم خدا کے فضل سے ایک تو میں اچھی طرح سے ہوں خدا سے ہر دعا ہر دم رہو اچھی طرح تم سب اُنی دن گزری جب کیا تھا اک خط آج پھر آیا جو پہلے نظم نامہ تھو لکھا تھا ہوئی مدت اگر تم نظم سے خوش ہو تو بہتر ہی حلف کیا خدا سے ہی یہی ہر دم دعا میری کہیں جلدی بڑوں کی بندگی بند کی کرنا عرض چوٹو نکو	رہی ہر کام میں تیرا خداوند جہاں اور ترا حامی ترا حافظ راہو خالق اکبر رہے تو شاداں و خرم بزرگنبد اختر مگر تم سے جدا رہنا یہی غم سب سے بڑھ کر تمہارا دشمن بدخواہ دایم مضطرب و شدا بہت شاداں ہوا و اللہ میرا یاں دل مضطرب وہ اس خط میں میراں لکھ دیتی ہوں نہیں اب لکھ کر تمہیں میں نظم ہی لکھا کر دنگی خط نہیں کچھ ڈر کوئی باعث جواب ایسا کہ سب بجا رہیں مگر دعا کتنا سلامت تم کو رکھے خالق اکبر
--	--

رہو چپ اتہ پڑویں اور گرد و ختم نامہ کو  
سمجھ لینا کبھی پھر منحصر ہے کیا اسی خط پر

ایضاً

سعادۂ شعار و حجبۂ خصال بہیزداں دارندہ ہر و ماہ دعا یم کہ باشی بعیش و طرب پریر و ز ملکوت در یافتہم سپاسم بدرگاہ پروردگار اگر مصلحت باشد اینجا بیا بکوشش ہمہ کار نہ بر خدائے و گرنائے اینجا ہماں جا بجا اگر لطف یزداں کند یاوری معا می سہ سالہ یارت ہد در آید بکف دامن دعا خرد پیشکاران دانش گزین حیات دل و فو شد ارٹے جان	پسندیدہ اطوار و فرخندہ فال فہر زندہ برترین کار گاہ نہ بینی زاد و ارسنج و قعب ہمانا کہ گنج گہریافتہم کہ امروز مرفوع شد انتظار کہ بستی مرا تو و من مر ترا دگر قسمت غولشتن آزمائے بہ تحصیل علم و ہنر شادماں گہرہائے مقصد یکف آوری مراد تو پروردگار تہد کند کہ وہ نہ مرجبا مرجبا کہ بادایراناں بریں آفریں نداوندہ علم و دانش نشان
--	---

انہیں پیش پڑویں چھ باید نوشت  
بساط سخن را بیاید نوشت

# مناجات

اے درگفت خاتمہ صنع  
دانی کہ نہ ناثرم نہ ناظم  
در نشر نہ دستگاہ دارم  
فقیہ و عروض دانم  
دخل است نہ در علوم دیگر  
فے دست قوی نہ سخت پنجه  
سے خورد دست روزگارم  
نے نے چه نوشتم و چه گفتم  
افخ کہ بخود جفا نمودم  
اے بار خدا بمن نگیری  
اولاد و عیال مال دادی  
ایمان و امان عطا نمودی  
دادی تو ذریعہ معاشم  
گو خالد و زید بیش دارند  
علم و ہنرم بہ بیش ایشان  
اموال و عیال ہم ازیں دست

دنی و رقت ز نامہ صنع  
از کردہ و گفتہ سخت نادوم  
در تقسم نہ نادرہ نگارم  
حاصل نہ معانی و بیانم  
نہ ذہن رسانہ فکر برتر  
خود بلکہ فسادہ در شکنجہ  
سے است کشادہ چشم زارم  
انعام و عطا چرا نہ قسم  
تقصیر شد و خطا نمودم  
مامول کہ پوزشم پذیری  
علم و ہنر و کمال دادی  
نعمائے گراں بہا نمودی  
تا دست خوش کے نباشم  
مطلوب بکام خویش دارند  
موریت بدرگہ سلیمان  
چوں گاہ پیائے سرو بہ پست

تا ہم نتواں جہا رستے کرد  
 بستر زمین لے کفیل کارم  
 پس ہرچہ دہی و زناں زیادت  
 دادی تو ہر آنچہ دادنی بود  
 گفتن کہ ضعیف این ندارد  
 بے برگی خویش شرح کردن  
 زیرا کہ تو تادری حکیمی  
 بوئے اگر مگر ضرورت  
 چوں بخشی ضرورت ارندانی  
 یادست بداری و زنیان  
 یادانی تو قلت گفت فم  
 این ہر سہ بود ز کفر و طغیان  
 حق آنکہ کئی بدست قدرت  
 گر شاہ نمودہ یکے را  
 مارا نہ خبر کہ این چرا شد  
 بس چیز کہ بوئے گر بدستم  
 نابودن آن یکے ضرار است  
 افسوس نگہ بیک زیانست  
 زین است کہ من دوام شادم

انعام تراحت رستے کرد  
 خود مطلق ز کار و بارم  
 خواہم بود آریا جہالت  
 بر فعل تواعتراض بے سود  
 ناں پارہ جسز جویں ندارد  
 در حکمت تست جرح کردن  
 علانی و رازقی رحیمی  
 دامن کرم تو بے کدورت  
 وین نیست کہ خود نمی توانی  
 انعام نے کئی بہانہاں  
 وانکہ مذہبی زاعت افسم  
 این زشت و لغو ذہانت زداں  
 آنچہ کہ بود تیریں حکمت  
 ورداہ نمودہ یکے را  
 آں یک شدہ و آن دگر گداشد  
 در ساختہ رند و بے پرستم  
 صد فائدہ ضمنہ آشکار است  
 صد فائدہ از نظر نہاںست  
 گر کامورم کہ نامہ رادم

<p>             اَدْعُوْنِي وَلَا سَجِبْ لَكُمْ              و رگفت تو انحراف نه توان              لے ناطقہ ساز و لے سخن بخش              دہ علم مگر عمل کند ساز              پایتہ تادم قیامت              ہموار و سعید و نیک اطوار              الا کہ بیا د تو شود خرج              الا نہ کہ گردد آں و با لم              از بحر سخن چکد طہورم              شرمندہ چو اختلاف و زراں              لے ہر تو مترا مصحاب              شاکی نیم لے خدائے تعال              تصنیف مرا عزت گر د اں              برے نظر کرم گمارند              از ہر کس و نا کے پناہش              بیند و کنند شور و فریاد              در فارسی این محاورہ نیست              این کلمہ بود صریح مشکوک              سبے حجت و شاہد و دلیل است           </p>	<p>             لیک از کرم تو یاد دارم              در وعدہ تو اختلاف نتوان              لے روزی دہ و رواں بن بخش              دہ عقل مگر نہ فتنہ پرداز              ایماں دہ بگرہ استقامت              اولاد مگر خجستگی بار              کن خطا تو اں بہ صفحہ تن درج              دہ وسعت رزق و کج و مالم              دہ در فن شاعری شورم              خواہم ز تو باز لرز لرزاں              گویم کہ اگر بود مناسبت              دہ ورنہ مدہ کہ بہدین حال              خود زندہ بداریا بہ میسر اں              ارباب تمیز دوست دارند              محفوظ کنی ز بد نگاہش              ورنہ بہنفتہ بہ کہ حاد              گویند غش است این سرہ نیست              این لفظ بود کرہیہ و متروک              این غیر فصیح و این ثقیل است           </p>
---	---

بیہودہ نمودہ ہمد و تکلیف  
 این جائے تنافض تمام است  
 در بطن دماغ افساد است  
 کیں شعرزدیگران نوشتہ است  
 این شعرزدیگران گرفتہ است  
 گاہے ز تنافض و تغیر  
 کہ حرف زانہمال رانند  
 تھیں گے حشو گاہ تکرار  
 کہ حرف ز سلخ و مسخ گویاں  
 در تافہ کہ غلو میند  
 توجہ کنند شایگانست  
 اقوال و قادی و تغیر  
 گرزشت نہاست عیب جویند  
 القصہ خطا و ان سگ رو  
 یارب تو بدانی اں کدامند  
 نے رنگ خرد نہ بوئے انش  
 نے لطف سخن نہ فہم اشعار  
 بدسیرت و ترش رو و تیرہ  
 در نظم سلیف نہ دارند

مملوست ہمہ ز ضعف تالیف  
 تعقید جلی دریں مقام است  
 از اوج فصاحت افتاد است  
 سو گند خدا گراں نوشتہ است  
 این از غزل فلاں گرفتہ است  
 گویند کہ بہت این غزل پر  
 کہ حامل ابتذال دانند  
 تخلع گئے کنند اظہار  
 کہ راہ عدول و نسخ بویاں  
 بر بام سخن علو میند  
 ای طائے جلی است راہ گشت  
 اکفا و سناد اندرین پر  
 و ر خوب بود ز من نہ گویند  
 گیرند بہ مشک من صد آہو  
 مشتے ز نواقصاں خام اند  
 در یوزہ گراں کوئے دانش  
 و اللہ فسر دگان بے کار  
 کج فہمی و پاوہ گی و تیرہ  
 در نثر و شیعہ نہ دارند

نے لایق بزم و محفل کس  
 ترساں زخدا نہ از حلائیق  
 از نام ہنس و ران تنفر  
 شنوند چو مدحت ہنس و رور  
 نے ذہن رسانہ فکر عالی  
 سر کو چلے و بزرگ دستار  
 فہمیدہ کہ ہجو ما دگر نیست  
 با کبر و غرور رشتگانند  
 تعظیم طلب کنند گانند  
 در سبکی و خفت اند سختہ  
 در روی سخنوراں نہ لایند  
 از جام غرور و کاس نخوت  
 ایوان مبانی و معانی  
 در عمر نمودہ ام بلندش  
 گر شعر بود بہ باب شعری  
 بہمودہ کنند عیب گیری  
 خود مصرعہ ہم نئے توانند  
 دارند ہم خزان خیسرہ  
 شبیر نشان کور باطن

نے جائے گرفتہ در دل کس  
 در زعم خود از جمیع لایق  
 از بے ہنسری مگر ہمہ پر  
 دانند ز ہجو خویش بدتر  
 جہاں و سفیر و لایالی  
 بارش سفید بس سہ کار  
 با ہمکہ یکے سلیقت و زمیت  
 از رشک و حسد سرشتگانند  
 تعریف بکن کہ بند گانند  
 در خامی و خامکاری بختہ  
 در گوشہ خانہ زائر خایند  
 چوں مردہ دلاں بخواب غفلت  
 با کوشش و جہد و جانفشانی  
 در نیم لکہ بہین کنندش  
 ورنہ نثر بود بہ تاپ نثری  
 گو مصرعی باشد از نظیری  
 با ایں ہمہ فخر شاعرانند  
 چوں شمر و یزد عقل تیرہ  
 وانگاہ بہر و ماہ طاعن

یارب بعدم بیرخاں را گو عفت شاں زیباں ندارد از بهر رسول و آل اطهار از شر خود یا النسم	العلم حجاب اکبر اں را ایں بندہ دماغ اں ندارد از بهر صحابیان ابرار در دینی و آخرت پناہم
پرویں گھر مراد سستی بیش است ز بیش آنچہ گفتی	
<h2>حمد جناب باری</h2>	
حمد خدائے دو جہاں کرتا ہی غلام ادا تا کہوین سب قدویاں لے مجاں حیا	
اے خامہ ادائے حمید داور کیا میرا قلم یہ حوصلہ ہے یہ حمد جناب کبریا ہے ہو پہلے ادب سے گام فرسا وہ خالق دو جہاں ہے بیشک بیشک ہے وہی یگانہ داور اے ارض سے تابہر و افلاک ہر ذرہ عشق خدا میں	اے صفحہ پہ اپنا سر جھکا کر گر اُس کا کرم ہے تو بجاہے امید و ہراس کی یہ جاہے تحمید خدا کو پھر بجالا وہ مالک انس و جاں ہی بیشک تابع ہے جہاں اُسی کا نیکسر سب عشق میں ہیں اُسی کے غمناک بیتا بنی وصل کبریا میں



پھرتا ہے جہاں میں مارا مارا  
 قمری بھی محبت خدا میں  
 اے مونس عاشقاں کجائی  
 ہرزہ ز جلوہ تور و شن  
 ہر بل خوشنوا چمن میں  
 اے صانع برگ و گل کجائی  
 آخر تو مفت زما چوں  
 کوئل ہزار رنج و شہقت  
 اے مقصد و صداں کجائی  
 مخفی ز نگاہ ما چسپرائی  
 ساکت ہے جو سرو سنبل و گل  
 وہاں ابر کو ہے جو آہ و زاری  
 گردش میں وہاں فلک ہے پیہم  
 ملکوت وہاں جو سیم خواں ہیں  
 خاموش قلم ادب سے خاموش  
 یہ حمد ہے حمد کا ادب کر  
 اب لغت جناب مصطفیٰ لکھ

مثل مسہ و مرعالم آرا  
 صحرا میں یہ دیتی ہیں صدائیں  
 پوشیدہ ز چشم ما چسپائی  
 تار کے ستم و فراق باہن  
 بھرتی ہے یہ کہہ کے سڑ آئیں  
 اے خالق جزو کل کجائی  
 ظاہر شدہ تو بر ملا چوں  
 یہ کہہ کے اٹھاتی ہے قیامت  
 اے مطلب طالبان کجائی  
 روشن بر عارفاں چسپائی  
 گویاں ہے ہزار طرح بلبل  
 عشاق کو یاں ہو شکباری  
 سکتے ہیں یہاں زمیں کو ہر دم  
 یہاں حمد میں اس کے تر زبان ہیں  
 مت حسن بیان سے ہو مدہوش  
 خاموش ہو سرچکا ادب کر  
 پھر مدح صحا یہ بر ملا لکھ

اے ہمیشہ میرا قلم سر کو ادب کے کرم  
 اس طرح کرتا ہے رقم لغت جناب مصطفیٰ

<p>             کر فضل سے غیرت سخن گو              اخلاق کا اُس کے مع خواں ہو              خوشبوئے نبی سے ہمک اُٹھے              وہ زیدہ اصفیاء داور              بہتر زہمہ وجملہ فایق              وہ ہر سپہ راز دانی              مطلوب خدائے پاک اکبر              ہوں جبہ فدا ہزار ہا دل              محبوب خدا و فخر آدم              وہ موجب استخار زینت              وہ شافع یوم دیں ہمارا              بہتر ہے تمام اصفیاء              مقبول دعایہ کرا لئی              روضہ ہونہی کا میسر منتظر              اصحاب نبی کا مدح خواں ہے           </p>	<p>             یارب مرے طوطی قلم کو              اوصاف نبی کا کچھ بیاں ہو              بلب کی طرح سے چمک اُٹھے              وہ سرور انبیاء داور              سرگردہ خالق حقایق              وہ عالم ستر کن فکائی              وہ منظر شان رحم او              وہ عرش خرام چرخ منزل              دلدادہ خالق دو عالم              وہ زینت مسند کرامت              وہ ختم رسل خدا کا پیارا              برتر ہے تمام انبیاء سے              ہو اُسپہ درود کبریائی              پہونچا دے خدا سلام اُن پر              اب خامہ دوزباں بیاں سے           </p>
<p>             کہتا ہے ہاقت دم بدم سن قلم سن قلم              مع صحابہ کر رقم گرفت سے فارغ ہوا           </p>	
<p>             جو عاشق فخر انبیاء تھے              منظور عنایت الہی           </p>	<p>             جو طالب مرضی خدا تھے              تھے والہ رؤے مصطفائی           </p>

<p>تجید خدا سے تھے مجھ          کر عرض سلام عاصی بھی          اور سائے ائمہ باصفیہ          پہنچا بسزا فضل و رحمت          افسانے کا کرتے گرم بازار</p>	<p>تھے شیفۃ رخ محمد          اے یاد صبا جو ہو رسانی          یارب توجیب مصطفیٰ پر          صلوت و سلام بے نہایت          اے ادہم کلک تجربہ کار</p>
	<p>باد بہاری جھوم کر یاے معانی چوم کر          یوں کہہ رہی ہر دھوم کر آغا زقصد ہو گیا</p>
	<p>حمد و دیگر</p>
<p>ہو اجو عاشق صادق کا دماں          گرے ہی عاشقوں کے دل پہ بجلی          دل عاشق ہو مثل ہر روشن          الف بنجائے وہ خلد بریں کا          تو اُسکو جو رحمت دل میں جانے          جو اُسکا عاشق صادق ہو بجاں          سراپا سر کو سجدے میں جھکائے          بخشیم دل کریں اُسکی حفاظت          بنائیں سرمہ اُسکی خاک پا کا          بخشیم غرق الفت سب ہیں یکساں          مگر مطلوب وصل کب رہا ہے</p>	<p>بنام مولن عشاق جانتا ہوں          بشرط الفت و عشق آہنی          اگر ہو مہر حلق پر تو افکن          دھواں نکلے جو آہ آتشیں کا          نقش میں جو طفل اشک نکلے          سوئے کعبہ اگر ہوئے خزاں          تو کعبہ خود پہ تعظیم آئے          جو سوئے وہ تو بیدار ان جنت          یہ سب قدوسیوں کو ہو تمنا          جہیم و نار و نور و باغ رضواں          نہیں کچھ حسد انکا مدعا ہے</p>

<p>مراتب اُنکے باہر ہیں بیاں سے وہی ہے رونق دین پیہر انہیں کا ہر لفت رہنما ہے خطاب ظالم و جاہل ہے پایا نئے یہ عشق دکھلاتا ہی جلوے</p>	<p>رفیع الشان ہیں کون و مکان سے وہی ہے مورد الطاف داد انہیں کا دل گزر گاہ خدا ہے انہیں کا ذکر ہے قرآن میں آیا نیاز و ناز و دونوں سمجھتا ہے</p>
<p>بحر دیگر</p>	
<p>ہو گیا وحدت سے جو کثرت فزا ہر طرح وہم بشر سے پاک ہے فہم انساں سے میرا ہی وہی</p>	<p>ہی وہی کثرت میں بھی وحدت نما عاجز اُسکے فہم سے ادراک ہے عقل و دانش سے معلیٰ ہی وہی</p>
<p>علم منطق سے نہیں چلتا یہ کام ختم کر پروں ادب کا ہی مقام</p>	
<p>مناجات بقاضی الحاجات</p>	
<p>کروں تقریر خوش سے درفشانی فصاحت کا ہو جگہ پاؤں درگل لکھوں جس سے حکایات خوش آئیں نہ باک حرف گیران دل شکن ہو زباں سے یا قحط کی صدا ہو ہمہ تن والہ رفی علی ہوں</p>	<p>اُلتی دے مجھے شیریں زبانی قلم ہو رشک منتفا رعنا دل قلم میں میرے بھر جائیں مضامین نہ سداہ خوف طعنے زن ہو مرا دل مطلع نور خدا ہو سراپا عشق اللہ اور نبی ہوں</p>

رہوں مداح وصف پنجہ سن کا سراسر داغ الفت دل ہو میرا و فور داغ سے ہو رشک گلشن کوئی سمجھے اُسے طاؤس کا پر تیش سے اُسکے جل جائیں خدایا دعا اُسکی وصال کبریا ہو ہے طاری ہمیشہ بقراری مرے عصیاں کو کچھ عفو داور زیاں پہونچے نہ شیطان لعین سے	ہے دنیا میں تاجر یا سخن کا ہو ان کا عشق یاں تک بلوہ افزا مراد دل ہوئے مثل مر روشن کیکو ہو گماں لالہ کا اُسپر مہتابان و مہر عالم آرا غذا اُسکی خیال کبریا ہو رہے ہر وقت لب پر آہ و زاری طفیل نام احمد روز محشر خدایا مجھ کو وقت واپس کے
غرض پروں کی جو کچھ ہے تمنا تصدق میں نبی کے اُسکو بڑا	
سلام	
یقیناً ہم پناہ ساقی کوثر میں آجائیں بے جائیں جہاں بتے ہیں یا لشکر میں آجائیں بجنور بنجائیں امان قباچکر میں آجائیں تو بیعت آپ کر لیں شام کے لشکر میں آجائیں الہی خیریت میرے ابا گھر میں آجائیں خس و خاشاک جیسے موجب صرصر میں آجائیں	سلامی گرد و آلودگی غم سرور میں آجائیں فرات و دجلہ کہتے تھے ہیں کیا حکم ہو ملا اگر حضرت کا دریائے غضب اٹھے یعنی نو پیر شریروں نے کہا شہ سو اگر ہوں امن کے طالب ہمیشہ فاطمہ صغرا کا یہ گویا وظیف تھا کیا جب شاہ نے حملہ تو سر اڑنے لگے لاکھوں

<p>چلے اکبر تو حضرت ام لیلیٰ نے دعا مانگی کہا عباس نے عاجز نہیں جاہیں تو دریا پر کہا شبیر نے آگاہ ہو ہم اُنکے بیٹے ہیں عیاں، سنگ سود سنگ مر مر ہو نہیں سکتا تخل نے کیا آساں یہ مشکل مرحلہ ورنہ محبو کیا بساط اعدا کی جو شہ کے مقابل ہوں</p>	<p>کہ جیسے جاگتے پھر پھوٹے مادر میں آجائیں ابھی دم بھر میں جائیں اور ابھی دم بھر میں آجائیں دنیائے جویا ہر محنت ہی خیر میں آجائیں کہا نے خوبیاں پھر شرم بگوہر میں آجائیں زین گردش میں آجائیں فلک چکر میں آجائیں مقابل ہوں تو ہرہ کی طرح شہر میں آجائیں</p>
---	--

نہایت خوش نصیبی ہو اگر پرویں فلیت میں  
شمار خادماں فضہ و قنبر میں آجائیں

<p>جو ترے لطف و عنایت پہ نظر رکھتے ہیں جو تصویر میں تجھے پیش نظر رکھتے ہیں میں بھی اور غیر بھی آغوشِ مینا کھولے پھیل کر چہرہ تاباں پہ تہا رے گیسو بیخبر ہم کو زمانہ سے نہ سمجھیں اغیار خالی علت سے نہیں جو روشوں پر مہرنا ابتدا ہی سے سمجھ لیتے ہیں انجام کا حال گونہ دیتا ہو ہمیں بے ہنری کا الزام کبھی اٹھتا ہے تے نقش قدم سے جو غبار میں ہوں یا آپ جہاں میں نہیں کوئی معصوم</p>	<p>پاؤں ہر راہ میں بخوف و خطر رکھتے ہیں طاق نیاں پہ کیس شمس و قمر رکھتے ہیں دیکھئے بزم میں تشریف کہ ہر رکھتے ہیں ایک جاہر میں خورشید و قمر رکھتے ہیں بلکہ ہر وقت زمانہ کی خبر رکھتے ہیں آپ جنت کا مگر عزم سفر رکھتے ہیں گل کی بات آج سے ہم پیش نظر رکھتے ہیں قابل بے ہنری ہیں یہ ہنر رکھتے ہیں اپنی آنکھوں میں اُسے شمس و قمر رکھتے ہیں اُن میں بھی عیب ہے جو لاکھ ہنر رکھتے ہیں</p>
--	--

ہم کو آغاز کی پروا نہیں بالکل پرویں  
ہم تو انجام کی خوبی پہ نظر رکھتے ہیں

# غزلیات فارسی

بر ره سیل فت عاقل کند منزل چرا  
تشنه ماند از دم آب لب ساحل چرا  
این پدید نمائے بے معنی دل بس چرا  
ز آتش حرص و هوا سوزیم شمع دل چرا  
مرغ جانم آدمی در دام آب و گل چرا  
باز در اصلاح دنیا سعی لا حاصل چرا  
مضطرب گرد با تشویم چون بیدل چرا  
غیر گرد پس میاں ما و تو حائل چرا

در سرایے بے ثبات اینگونه بندی دل چرا  
فحشِ اقرب شان تو و انگاه اینگونه بعید  
صبر فرما بر قضا و رقت ماصورت نسبت  
ما بفا نوس تو کل از حوادث اینستیم  
بر دوش و دانه گندم بے بستی دل چرا  
گر همه نبوشت منشی قضا روز ازل  
در تب و تابست پروانه ازین در حیرتم  
ماز تو پیدا شدیم و تو ز مائی آشکار

ذره ذره در حرکت پر وین از حکم خداست  
باز آید تالاب تو شکوه باطل چرا

بشر عاشقان بینی خراب افتاده منزل ما  
شراب ناب تنگی ریختی در ساغر دما  
به ذکر حسن عالم سوز تو پر نور مخلصا  
بقاموس جہاں حل ناشده بینی مخلصا  
بگرد هرچمن بینم در ناله عناد ما

ز بس صبر و سکون بردی نیاز و غمزه ز دما  
الایا ساقی دوراں تویی حلال مشکما  
چو پروانه فدائی شمع رویت هر کس و کس  
مشو مغرور بر علم خود از عقل سادما  
بکویت عاشقان گویند اگر هر گو مشور نجی

برا نگن پرده از رخسار خود لے قاتل عالم ہمہ آہے بلب دنتے بدل خائے پیایر بہار عالم ایجا دطر فہ تازگی دارد	بیاشور قیامت کرد ہایا بے بسملہا بسو لے جمال توجہ عاقلہا چہ غافلہا ز جلوہ ریزی گلہا ز شور انگیزی د لہا
	چرا عامل نباشد واعظ و گوید بمن پیروں دَرِع الدنیا والہا دَرِع الدنیا والہا
ساقی صباح عید برافروز جام را اگر من بدست خویش بیایم ز جام را چون پر توے ز چہر تو چرخ وام کرد مرغ دلم بلالہ رویش چہاں رسد در باب خلد و نار ہمہ واعظان شہر بپراہمہ گر رویم زد یوا نگہ شمار در بزم شرع خارج از آہنگ نیتم اعجاز حقین کہ بر فے حسین او	تیغ ہلال قطع نمودہ صیام را گیرم حلال را و نگیرم حرام را رونق فروزہ عارض ماہ تمام را گسترہ اند در رہ گلزار دام را نشناختند خوب خیال عوام را بردہ جنون عشق زدستم زام را تعلیم کردہ اند معان ہر مقام را بینی دو نیمہ ساختہ ماہ تمام را
	اور شک ابن مریم و پیروں جمال او بیمار عشق ساختہ ہر خاص عام را
کہ بنید شان انفاس علی و تار میراں را خلف آموخت رسم عاشقی از جد الایش درش امید گاہ آنکہ یایوس از دو عالم شد میسحائی نماید مردہ صد سالہ را چشمش	کہ نفیش خطہ جنت نمودہ کا قوساں را کہ جاں بازو چو وزدنت شاہ شہیداں را شفا بخشد لب معجز نما جان مریض را حیات تازہ می بخشد دمش تنہا بیجاں را



<p>مضافات و نادره فیضیاب از جو بارت شد  سواک و وضعات از شک طوبی خوانم و نام  وز و باد بهاری از جو روضه پاکت  جلای هست پنهان در جمالت گم کنه منید  گر در خواب بنیم آن جمال بمثال تو  نگاهی کن که وقف یک نگاهت هست بخش دی  نثار شیشه تو ز به شب های دراز من</p>	<p>سحاب و دو لطف ساخته گلشن بیابان را  چو گویم حخته خلد برین فرش قیابان را  دماند مطرب چشمش سرود یادستان را  شد اولاد علی آل نبی آئینه جانان را  بیک نظاره رویت فدا سازم دل حلی را  سرت گردم سویم گردش آں چشم قنار را  بجام با ده ات قربان سازم دین و ایمان را</p>
<p>ز جارب فرار پاک پیرویس معنی دارد  که بود خاک پای یادگار شاه مردان را</p>	
<p>شعله زن خانه من از رخ یار است مشب  من و اد جمع به میخانه و زلفش بر هم  رخ او تازه و ترانچو گلستان امروز  من و پروانه به گرد سر او میگرددیم  در دلم جائے نناده ز بجوم و رحمت  عبر افشانی او کرد معطر زرم</p>	<p>برقع افکنده ز رومه به کنار هست مشب  سایه افکن به سرم ایر بهار است مشب  دل من نغمه سرانچو هزار است مشب  شمع در سینه ازین رنج شرا است مشب  غم و اندوه همه رو بفر است مشب  چین گیسوئے صنم ملک محار است مشب</p>
<p>گلرخ گلبدن من به کتارم پیرویس  بعد ازین تذکره غیر چو خار است مشب</p>	
<p>در برش جام و سیوا و بکنارم مشب</p>	<p>شکوه جو زرافلاک ندارم مشب</p>

<p>صاف از ما چون نیائی بکنارم اشب دل بد و محوشد دست بجام باده پا نهادی بسر تر تم لے رشک میخ پر تو عارض او خرمین ایامم سوخت او بمن وعده نمود و بر غیاب رفت</p>	<p>تامن از جور تو فریاد بر دارم اشب دل بیار است مرادست بکارم اشب گوئی بر چرخ رسید است بکارم اشب همه طورم همه فورم همه نارم اشب حیف صد حیف خزان گشت بهارم اشب</p>
<p>عهد بستم بدل غم زده خود پرویں تا سحر غیبت مرا نگذارم اشب</p>	
<p>م</p>	
<p>چون ز آغوش من آن فتنه دوران بخت چاره گر بر سر بالین بد او نشست فاش میگفت میساکه من استم جان بخش هر که همبزم تو شد دست تغابن برزد فتنه تازه برانگیخت سپهر دوار پاره پاره جگر و خون تن در دل</p>	<p>موج زد دیده خونبار که طوفاں بر خاست دید چوں حال من انگشت دندان بخت چال زارم چون نظر کردش پشیمان بخت شادمان آمد و باناله و حرمان بخت غیر بختست بجایش چون گنبیاں بخت هر که برخاست ز بزم تو بدینیاں بخت</p>
<p>بر سرم ابرسیه نیست به بخت پرویں دو دلبسته است که از سینه سوزان بخت</p>	
<p>جاں باد گشت باد چو برق تپان گزشت بگزشت هر سخن که ز نوک زباں گزشت مستانه وار گام زدم در ره حیون</p>	<p>تن خاک گشت خاک نهفت آسمان گزشت نتوان گر قفس جو خندگ از کمان گزشت گو بگذر و هر آنچه که بر دیگران گزشت</p>

پیدا شدی چو دورہ چنگیز خاں گزشت	در عالم است آہ ہماں ظلم آشکار
پرویں گے دوام ز قسم براہ او غم گزشت واہ ہمہ رائیگاں گزشت	
جرعہ دہ قسمتم گر ساغر سرشار نیست مسکن دلدادگان جز کوچہ دلدار نیست تا بود منصور غیر شش دار را مقدار نیست چشم بینائے تو کم از روزن دیوار نیست راست گویم صادقان را چشم دیوار نیست ہوشداری اینکہ گوشے در پس دیوار نیست چون حکیم اللہ تا کس طالب دیدار نیست خامکارانہ حاصل لذت دیدار نیست	ماغریباں را اگر کمتر بہ بخشی عازر نیست بافضائے گلشن فردوس مارا کار نیست تا منم درد دار فانی بارقیبت کار نیست اندروں باشد ہر آنچہ از بروں دید نظر قطرہ قطرہ میچکد در بہجت از خون جگر راست گفتہ ہر کہ گفتہ چوں سخن گوئی بران شکوہ پردہ نشینی زان گل رعنا غلط واعظان پاک باطن عشق را گویند فست
لالہ دگل بے خبر افتادہ از جام نشاط در حین پرویں بجز نرگس کسے بیدار نیست	
ما بخیار از عالم و او را خبر بے نیست بر حال من خستہ ترا ہم نظر بے نیست الاجہ تو اں کردہ کہ آں را اثر بے نیست لے تیرہ شب ہجر ترا اگر سحر بے نیست شمشیر قضا را بدو عالم سپر بے نیست معلوم تو باد کہ مثال دگر بے نیست	بس تجربہ گردیم دعا را اثر بے نیست گیرم کہ بہ فریاد و فغانم اثر بے نیست بہتر ز غم عشق بہ عالم شجر بے نیست من فارغم از زلزله شور قیامت از خجرا بروش دلم گشت دوبارہ پرسی کہ بکوئے تو چرا خلق شود جمع

<p>بے صوفی است جس را ہم ہمہ ور نہ اد دل نہ ستاند نہ ستاند نہ ستاند</p>	<p>عالم ہمہ خیر است نشانے ز شرے نیست نفع بہ محبت نبود اگر ضررے نیست</p>
<p>خواہند عزیزان کہ بہ بنید رخ دوست پرویں چه توان کرد کنوں اہرے نیست</p>	
<p>ش</p>	
<p>برمن اگر شود گزرت غوثنا اغث فریاد رس بغیر تو ام نیست در جہاں ہموارہ برا مید نگاہ تو میسر نہ من جان دل جو وقت خیال تو کردہ ام ہمت مکن دریغ کہ من کشتہ تو ام در یاد بوسے زلف تو دیوانہ ام ہنوز آں کس کہ ہست منتظر یک نگاہ تو آہو چہ شد کہ با من مسکین غور حسن</p>	<p>افتادہ ام بجا ک درت غوثنا اغث من بندہ تو ام بہرت غوثنا اغث برمن شو اگر نظرت غوثنا اغث دل بہرست جاں بہرت غوثنا اغث بر خاک من چو شد گزرت غوثنا اغث شاید رسد ز من خبرت غوثنا اغث محروم کے شود ز درت غوثنا اغث ہر روز گشت بیشترت غوثنا اغث</p>
<p>پرویں گہائے نست مکن ذرا لطف جانے کند تشار گرت غوثنا اغث</p>	
<p>ج</p>	
<p>اے صل علی برق سوار شب معراج اے مقصد لولاک لما در شب اسرعی</p>	<p>بارید بخلق ابرہہ رشب معراج بر ذات تو کل دار و مدار شب معراج</p>

<p>بیوج نہ باشد ہمہ شادابی طوبی خورشید بر آتش چو بود فعل در آتش از ملک عرب تا به عجم کرده منور چوں بادرواں روح امیں بود بمو کب</p>	<p>باریدہ بخلق ابرہہ رشب معراج تا چرخ مگر رفتہ شرار شب معراج آن بدر دجے پد بکنا رشب معراج چوں برق تپاں شاہسوار شب معراج</p>
<p>از فرط مسرت نہ کند چوں ہمہ عالم پرویں گمراشک نشا رشب معراج</p>	
<p>پنج</p>	
<p>انچہ داری جاہ و فضل و گم بہچیت پنج چوں نیابم گوہر مقصد ز غواصی چہ سود او نمی آید ز خلوت تنہا نہ خود یک قدم ما ہمیشہ بال بخل شکیم چشم ترا گر در کمین ما ہمیشہ ترکست زان اہل نالہ من چوں بہ طوفان آورد دریا شک</p>	<p>بہ خرو زہ زندگی لے بے خبر بہچیت پنج چوں ندارد آہ جاں بازان انچہچیت پنج روز و شب ایں گردش شمس و قمر بہچیت پنج پیش ماہر بحر و برہر خشک و تر بہچیت پنج نیزہ و تیر و تبر تیغ و سپر بہچیت پنج پیش موجش صفہ و دیوار و دھچیت پنج</p>
<p>گوہر عزت اگر پرویں نباشد زیب گوش بعد ازیں یابی اگر کاں گم بہچیت پنج</p>	
<p>ح</p>	
<p>لیلے شب بخ چو کشیدہ نقاب صبح</p>	<p>از رے قین لہر قنادہ حجاب صبح</p>

یل و نهار مان بود چون تو و اعظا واعظ بیا و اهل خسرابات را بس حالات دهر گشت به بیننده منکشف تیره غبار شام به عالم نشسته بود	زلفش جواب شام بود رخ جواب صبح هر یک بوجد و رقص بود از شراب صبح زان گشت انقلاب چو داشت کتاب صبح رفته چمن بشت بهار از گلاب صبح
شب کیسوی معن و سروس پس اندر صبح است رفته روشن رخ افتاب صبح	
نگار من بذات خود بهار بوستان دارد هزار من ز رنگنای مکان در لامکان دارد بغارت برد از دل پوش از من دل بهم کنول درین عمر دوروزه گزند از کس غم بحریش چو پروانه به شمع افتاد فریای بدرآمد هر گل قطره شبنم به طرز تازه می بینم چه گوید از جمال باغبان دهر نادیده بنا بپایان گویم گویم گویم از مضبوطی گردد	ز رخ لاله ز موسنیل ز قد سروان دارد چو مه شمع فرو زنده چو گرد و سائبان دارد ندارد هیچ شیشه دارد اگر آه و فغان دارد بشارت ده که در دوزخ بهشت جادان دارد بس جان باز در دوزخ بهشت جادان دارد که دریای جمال یار موج بیکران دارد چونو گیسو شش چشمه اگر سوسن زبان دارد ندیده که که شنود باز را ز من نهان دارد
شبنم و انم می خوانم به پیش وصف تو انم نه مثل اوزیس دارد نه پروین آسمان دارد	
گیر دعد و زهر و قافای تو التذاد من یا فتم ز جور و جفای تو التذاد	

<p>دیگر گرفتہ ام زاد اسے توالتذاذ گر عاشقی حرام پرے توالتذاذ اے درد عشق یاد دے توالتذاذ پہناں گرفتہ ام زوفا سے توالتذاذ چوں منحصر شدہ برضائے توالتذاذ</p>	<p>ہنگام قتل یافتہ ام لذتے زینغ اے دل امید لذت و راحت چہ میکنی بگذشتہ ام لذت دنیا و ذوق عیش با من اگر چہ جور و جفا کردہ عیساں لذت کشم زہر چہ کہ از تو من رسد</p>
<p>پرویں خوش است نالہ بشہاد باو ہو آن شاہ حسن یافت زہائے توالتذاذ</p>	
<p>دل مردہ گشت سینہ من شد فرار دل خائے بیاخلید و بر آوزد کار دل باید نوشت بر سر لوح فرار دل تجویز کردہ ایم پے اضطراب دل بائے اگر بگلشن من ہست بار دل نتواں نمود در خم زلفش شمار دل دردار دہر آہ کسے نیست یار دل ویں آفتاب حسن و جمالت مدار دل</p>	<p>تاراج گشت باغ امید و بہار دل میخواست خاطر م کہ نشینم بکوی او من قطع کردہ ام ز جہان و بہانیاں یک جرعہ ز شربت دیدار آن نگار بے برگ و بار ہر شجر باغ آرزوست از بسکہ ہر دل است اسیر کند او یاراں ہمہ بیاری او خو گرفتہ اند دلما بگردش اند چو سیارہائے چرخ</p>
<p>پرویں بنالہ از غلش خار ہائے تن خست گرہ شد است بخاطر چو خار دل</p>	

<p>گوئی در گزار عالم هست آن دلدار گل          روز و شب را انتظارش دیدہ بیدار گل          اشک حسرت دارد از شبنم سرخسار گل          در فضاے بوستان کشته بہ سبزہ زار گل          گرد و از فیض قدومت در چین ہزار گل          کس ندیدہ ہجور خسار تو آشبار گل          خلق زان دارد بحیث یرسردتار گل          دارد از خون برکت خود سائغر شارب گل</p>	<p>چہرہ گل لب گل جس گل عارض و خسار گل          ہر کسے مشتاق رویش زین سبت و باغ          ماندہ محروم از کف پائیت دم گلشت تو          نیست خط سبز عارض بلکہ صنایع ازل          گر پے گلشت بجرامی ز آغوش رقیب          برقع بر افگندی و شد خرمن جانم تباہ          بسکہ نمی ماند بحسبت بسکہ نمی ماند بہر دست          چون شدہ حال چین در اشتیاق تو نگر</p>
--	---

سج و راحت ہر دو پرویں ستہ از یک شاخ جان  
 چوں جدا گردد بگلزار جہان خار گل

<p>بگزشت کار من ز مداوا دعا کنم          کافر شوم اگر ہوس کیبیا کنم          لے چارہ گر بگو نہ کنم یاد واکم          گر سچے کوئے دوست سفر چوین صبا کنم          رہے حضور دینم و محشر بیا کنم          جان افدائی یار نازم چہا کنم          آں بہ کہ تکیہ بر کرم کبریا کنم</p>	<p>باید بارگاہ حنرا الحق کنم          لے کاش غارہ رخ ازاں خاکیا کنم          درد درون و داغ جگر باید کاروا کنم          مانند بے گل برم این جسم ناتواں          دارم امید گر چہ نیز زم بہ نیم جو          نے تاب ہجر دارم نے طاقت صاں          چوں نیست ہدوتقوی چوں نیست ادراں</p>
---	--



گویم در تلاطم و گودرطه موج خیز	دارم خدا چسرا طلب نا خدا کنم
حاجات در کشاکش و آداب نهرب	پیر وین بهیچ رتم نه کنم یادا کنم
<p>دل از داغ و درون گفت که گل پیرن ام  ناله میخواست که از سوز درون حرف زند  آتش عشق چو پروانه تن سوخت و  آبیاری چه کند برد آن باغ که من  خارخار است همه جسم ضعیفم از غم  یاس و حرمان و الم چو بدلم جا کردند</p>	<p>جستم فرمود که من آب رسان چمن ام  هستم گفت خبر دار که قفل دهن ام  شمع فانوس شده روشنی پیرن ام  از دو سیلاب سرشک آب ساں چمن ام  بلبل سوخته بر مرثیه خوان چمن ام  ناله ام گفت که من و فاق این سخن ام</p>
بر فلک و جد کند عقد ثریا پروین	بر کلام تو که من نیز از آن هم سخن ام
<b>ن</b>	
<p>چون گتم در کوچ او گام نتوان داشتن  عارضت بهم کعبه جانست و بهم آتش کده  عاشقان در دور رخسارش مبارک چرخ را  سینه صافان جهان از آسمان آموختند  بسکه محنت دوست دارم طبع خوش آید مرا  گویم از معجزات حسن هم نبود شکفت</p>	<p>بدگمانش کرد سر ریای دریاں داشتن  میتوانی پاس هر گیر و مسلماں داشتن  نخنه خورشید و مه بر طاق نیاں داشتن  با همه روشن دلی سر درگیریاں داشتن  ایشان در سایه دیوار زندان داشتن  از خط و سرخ کفر هم آغوش ایماں داشتن</p>

چوں زرد باد صباے گلشن جن جمال نرخش بیمار و بیمار چساں بخت شفا	شمع زہد خشک نتواں زیر دامن آشتن باشد از دیوانگی زو چشم در مان آشتن
شکوہ پرویں میکند از سر و سر ہلے تو آئے آئے بایدش رسوز بحر آشتن	
منم پاپاں ریخ و غم خزاں باشد بیمار چناں برگشتہ بختم در خزاں باشد بیمار بیا باریدن ابر باری راتماش کن تو باشی تا جہاں باشد قیامت امید نام نہ من دانستہ از یار دو یا خود جدا گشتم اگر خواہم بسوزم خرم گردوں باسانی بایں افتادگی و بسکسی قدر بلندم ہیں نباشد گر چرخ افروز قبر نیست پروا	دو جوئے بوتں من و چشم شکبار نہ بینی رستہ جز خار و خشک گرد فرار اگر گریاں ندیدی ہر دو چشم شکبار نکرد دحشر بر پائیا نیسائی بر فرار کند در اختیار تو دل بے اختیار کہ باشد از دل بقیاب برق من شرار ریخ افلاک را غازہ کند خاک فرار کہ باشد ماہ تاباں دایا شمع فرار
دل شوریدہ پرویں بد از زیر آتش تو کوئی برق بقیاب است غلطان رنگارنگ	
ہر جا کہ عشق کشتہ ناز و ادائے تو آہوئے دل ہلاک خدنگ جفا تو خون دلم کہ می چکد از چشم تر بگیہ پراں چو برک عرو و لرزاں چو تلخ بید	تو از برائے حسنی و حسن از برائے تو قتر اک دار بستہ بند قیائے تو تا نیز گرد و آتش رنگ خنائے تو تو در ہوائے غیر و دلم در ہوائے تو

<p>عشاق را با غرو مینا و می چه کار کارش بیشکوه سخی حسنت چنان رسد حلقم برید قاتل و فرمود وقت نزع از ماه و نهر عاشق مجبور راجه سود</p>	<p>دلہائے ماسک سیکہ گنجائے تو یک شیوہ داند آنکہ جفا و وفائے تو کافی بود نظارہ من خونہائے تو روشن شب فراق شود از ضیائے تو</p>
<p>تو پای چشم عاشق نالای نمی سنے پرویں مگر دو چشم گزار دہلے تو</p>	
<p>سر بسر جلوہ یارم تنہ ناہایا ہو بے خود و سیدہ نگارم تنہ ناہایا ہو بس کہ گل کرد صفائش بدن و جان خیر من ندانم کہ خزاں چیست بہار بہت کجا چاک چاک است دل غمزدہ و میگوید شعلہ زد عشق تو وین ہستی من پاک بسوخت دور از حد ملائک بسر پردہ ہو جرم کردم چو از اندازہ اعدا دفوں جلوہ کرد درخش بر من دین ماندن ہوں اوشب ہجر در آغوش خیالم افشرد</p>	<p>آئینہ دار نگارم تنہ ناہایا ہو جز خدا یارم ندارم تنہ ناہایا ہو سر بسر باغ و بہارم تنہ ناہایا ہو بیخود از رفتے نگارم تنہ ناہایا ہو شانہ نگیسوئے یارم تنہ ناہایا ہو ہمہ تن برق و شرارم تنہ ناہایا ہو نیت کس قرب جوارم تنہ ناہایا ہو فارغ از روز شمارم تنہ ناہایا ہو ہمہ تن محو عذارم تنہ ناہایا ہو فارغ از نیم فشارم تنہ ناہایا ہو</p>
<p>در کجاشک فشانست دو چشم پرویں اب از خاک برارم تنہ ناہایا ہو</p>	

# ی

<p>ز دستم برنجی سزد پیچ کاے          تغافل مشرب غفلت شمعے          ز سوز سینہ ام دوزخ شرکے          بے باید به گنج حسن ماے          بے فرہاد ہم کرد است کاے          کہ جز یادت ندارم هیچ کاے          اینے مہربانے غمگارے          لگائے ناز نیسے گلزارے          ز تن جاں بردواز جانم قرارے          خراباتی شدہ ہر ہوشیارے          بامید وصالش روزگارے</p>	<p>منم مست شراب عشق آے          بجانم آتے در زدنگارے          یم و عماں نے در پیش چشم          بلا لہ برنگن آن سنبل تر          تلخی در سپردہ جان شیریں          من و جاں افسرین لے پایہ ناز          جنوں صدمہ جہا غیر تو ام نیست          متاع صبر و ہوشم کرد تاراج          ز کف دل بردواز دل صبر و آرام          بد در نرگس مستانہ تو          بدور فرقتش عمرے بسر شد</p>
--	---

ز فریاد سحرگاہ تو پرویل  
 بہ طبعم در رسیدہ انتشارے

<p>رفت از حد بروں پریشانی          پیش رویت کشد بیشمانی          کشتی چرخ گشت طوفانی          در گرفتہ ہمیسر مامانی</p>	<p>جام پرکن ز راج ریحانی          مہربان صبر و تابانی          بحر آشکم چو کرد طغیانی          صدمہ جانگزاے فرقت را</p>
---	---

لو لے آسماں برقص آید	گر سرائی بدیں خوش الحانی
بر سر انغمائے جاں افزا	بادہ پیما بخندہ پیشانی
روفق ماہ آسماں بشکست	مہر حسنت چو کرد تا بانی
در بر آید چو آں پری پیکر	در گدائی کنسم سلیمانی
یا فتم از سر شک و لخت جگر	در غلطان و حل پیکانی
از غبار درت بجشم سزد	اگر کشم سر مر صف ہانی
شکر در ماندگاں بکن پرویں تا تو در کار خود نہ درستانی	
مدرس بر شعر مشہور و منقبت محبوب سبحانی حضرت عبد القادر جیلانی قدس سرہ	
مور راہ تو ام لے فخر سلیمان مدے	کشتہ ہجر تو ام عینی دوراں مدے
خستہ درد تو ام صاحب دریاں مدے	تشتہ شوق تو ام چشمہ حیواں مدے
غوث اعظم بمن بے سرو ساماں مدے قبلہ دیں مدے کعبہ ایماں مدے	
قطب عالم مدے مید و سلطان مدے	فخر عالم مدے عاشق سبحاں مدے
شیخ عرفاں مدے سرور جیلاں مدے	نوریز داں مدے شافع عصیاں مدے
غوث اعظم بمن بے سرو ساماں مدے قبلہ دیں مدے کعبہ ایماں مدے	
من بچش طلبت گرد جہاں گردیم	اگو بکودر کشش عشق نہاں گردیم

ہم جو خوش گشتم و اندر گناہ گزیدم	بلبل آسا بہ چین نالہ کنساں گزیدم
غوث اعظم بمن بے سرو ساماں مددے قبلہ دیں مددے کعبہ ایماں مددے	
خستہ درد و غم بر من مسکین بن کر سر گرانم ز غم و ہست دل خستہ بر	چشم بہ کشا و بہ فرما بمن خستہ نظر کن علاج دل مجروح گدشتیم ز سر
غوث اعظم بمن بے سرو ساماں مددے قبلہ دیں مددے کعبہ ایماں مددے	
چمنستان و فاسینہ ریشم گرداں عشق مردانِ خدا ملت و کشیم گرداں	محنت عشق و بلا لذت عیشم گرداں برہان ازد و جہاں بندہ خویشم گرداں
غوث اعظم بمن بے سرو ساماں مددے قبلہ دیں مددے کعبہ ایماں مددے	
المدد لخت دل بادشہ بدر دین المدد لے خلف سبط رسول ثقلین	المدد لے پسر نبوت بنی الحرمین المدد نور نظر راحت روح حسین
غوث اعظم بمن بے سرو ساماں مددے قبلہ دیں مددے کعبہ ایماں مددے	
آئندہ بر در پاک تو بجا بن عیسیٰ آئینہ بہتر بودش خود تو باندیش و بیس	گشتہ حسرت و حرمان و مصیبت پر ویل اونگوید کہ چنساں کن بجی او کہ خنیں
غوث اعظم بمن بے سرو ساماں مددے قبلہ دیں مددے کعبہ ایماں مددے	

# دکشا

قطعہ تاریخ عطا فرمودہ انجی مکرم برادر اعظم حضرت مولانا حکیم حاجی  
مولوی سید نظیر حسن خاں صاحب سخا مدرسی بی فارسی ہمارا راجہ کابلیٹ  
اسکول ریاست پور

کس درجہ دکشا ہے گلزار علم پرویں  
یار شک جان شیریں اثمار علم پرویں  
طوبیٰ سے تازہ تر ہیں اشجار علم پرویں  
افشا ہوئے سخن سے اسرار علم پرویں  
ہوتا نہ تا قیامت اظہار علم پرویں  
انکار آسمان ہے انکار علم پرویں  
ہے دیکھتے کے لائق ایشار علم پرویں  
ہے آسمان سے بالا پرکار علم پرویں  
کتنا وسیع تر ہے مضمنا ر علم پرویں  
کس درجہ خوشنما ہے فزار علم پرویں  
اظہار ہر سخن سے مفدا ر علم پرویں

کس درجہ خوشنما ہے کس درجہ پر فضا ہے  
کیا زبان شیریں کیا ہے بیان شیریں  
نکتوں کے برگ بریں مضمونوں کے قمر ہیں  
نیکے گہر عدن سے گلہائے ترجمین سے  
یہ ہی سخن کی برکت اللہ ورنہ حضرت  
کس پایہ کی زبان ہے کس پایہ کا بیان ہے  
اللہ کے دقایق اللہ کے حقایق  
میاں عقدہ ثریا وہاں مرواہ وہاں  
خاور اگر ادھر ہے تو باختر ادھر ہے  
بلبل کا چہما ہے قمری کا قہقہہ ہے  
پانی گہر سخن سے نادم شکر سخن سے

تایخ طبع و تدوین لکھو سنخا نو آئیں  
برہان علم پر دیں انوارِ علم پر دیں

قطعہ تایخ و تقریظ پر خوردار سعادت آثارِ راحت جاں اقبال نشان  
حاجی مولوی سید انوار الرحمن متخلص سہل نایب ناظم زید عمرہ ابن  
عزیز از جاں گرامی قدر والا شاں مولوی میاں سید عبدالرحمن ابن  
مولوی میر قربان علی صاحب موم سابق نمبر کونسل

اس زمانہ میں تعلیم سنواں پر بے توجہی ایشیائی قدیم رنگ کے خاتمہ اور  
قطعہ النساء پر افسوس کرتے وقت مجھے یہ فخر و ناز کرنے کا موقعہ ضرور ملتا ہے  
کہ کم از کم ہمارے اس گھر میں تو ایک مثال ایسی ہے جو یادگار سلف و فخر  
خلف کھلائے جانے کی مستحق ہے میں اور میرے اکثر افراد خانہ اس خیال  
میں متفق ہیں کہ پرانی روشنی کی خوبیوں کا (جو اس زمانہ میں عیوب کھلاتے  
ہیں) ایک بیش بہا خزانہ ہماری قوم کے ہاتھوں سے ضائع ہو گیا ایشیائی  
لٹریچر کا شوق طبیعتوں سے اٹھایا گیا دور جدید کے مذاق کی حلاوت پہلے  
زمانہ کے کام و دہاں کے لئے لذت بخش ہو رہی ہے نہ اس زمانہ میں  
خاندان رسالت اور دور صحابہ کی مغرور و محترم بیویاں حضرت خدیجہ فاطمہ  
عالیہ اور اسماء رضی اللہ عنہن ہیں جن کا انکی سادگی اور علم فضائل نفس  
ایشیائی رسوخات و عفت عصمت جرات ہمت جفا کشی اور محنت میں نظیر پیدا



کرنا پیر چرخ کو دشوار ہے اور نہ اب جرمہ کشاں جام توحید و معرفت میں  
 کوئی رابعہ بصری کی مثال نظر آتی ہے یہ ہی نہیں بلکہ ہندوستان کے  
 اسلامی دور کی خواتین نور جہاں اور زیب النساء کا علمی اور لٹریری رنگ  
 بھی اپنی یاد دلوں میں چھوڑ کر فنا ہو گیا اس زمانہ میں اول تو تعلیم نہیں اور  
 اگر ہے تو اس طرح کی جسکو ہم جیسے چند مردہ خیالات کے لوگ شرفا کے لئے  
 موجب رسوائی اور ذلت سمجھتے ہیں۔ اس زمانہ میں جبکہ پرانی روشنی کے  
 کنول فانوس مردنگ جھاڑ اور بانڈیاں سب شکستہ ہو گئیں اور بزم عالم میں  
 نئی روشنی کے پٹرول لمپ کا ربا ٹلمپ اور الیکٹرک لمپوں نے انجلی جگلیلی  
 ہی ہمارے گھر میں جہاں پرانی روشنی کے ختم ہونے اور نئی روشنی کی چار دیواری  
 کے اندر نہ پہنچنے سے بالکل تاریکی ہوتی خداوند عالم نے ذات گرامی حضرت  
 مخدومہ جدہ محترمہ دامت ظلہا کو ایک شمع پر نور بنا رکھا ہے جسکی صاف  
 ٹھنڈی اور منور روشنی میں گھر کی بوہٹیاں چل پھر رہی ہیں اللہ اس روشنی  
 کو تادیر قائم رکھے۔ حضرت مخدومہ کے حالات نسبی اور ذاتی منجملہ بھائی  
 سید مشتاق حسین صاحب نے اپنے دیباچہ میں مجملہ ذکر کئے ہیں اس لئے  
 ان کے اعادہ کی ضرورت نہیں ہے اس ذکر میں صرف اس قدر کہینا  
 کافی ہے کہ باعتبار اپنے میکہ کے مخدومہ ایک ایسے خاندان کی رکن ہیں  
 جو علاوہ شرافت و ریاست ذاتی کے ایشیائی علوم کا سرچشمہ رہا ہی  
 آپ حضرت قلم العلوم تاج العلماء مولانا نجف علی خاں صاحب خان بہادر  
 مرحوم قاضی قصبہ بھکر کی پوتی اور اس وقت تک اللہ کے فضل سے اس

خاندان کے ارکان علوم و فنون کی جان ہیں جناب مخدومہ باعتبار قابلیت علمی ایسا ہی ذاق کو لئے ہوئے صفت نسواں میں بلا مبالغہ اور بلا خوف تردید عیدیم النظیر کہی جاسکتی ہیں کچھ شاعری آپ کے لئے مائتہ ناز نہیں ہے بلکہ ادب کے ساتھ حکمت طب نجوم ورل میں بھی آپ کو کافی دستگاہ حاصل ہے اوایل سے طبع موزوں اور ذہن رسا کے مجبور کرنے سے شاعری کی طرف توجہ رہی لیکن کلام جملہ گو شہائے محرم میں پردہ نشین رہا اب جناب موصوفہ کا سن شریف اس حد کو پہنچا کہ اس خزانہ کو پوشیدہ رکھنا غیر ضروری ہی نہ سمجھا گیا بلکہ اخفا میں خوف تلف نظر آیا تو بھائی سید مشتاق حسین صاحب کا اور میرا خیال اسکو طبع کراٹینے کا ہوا گھر کے اور افراد اور بزرگوں کو اس خیال سے متفق کرنے میں دشواریاں تھیں مگر مخدومی جناب مولوی سید نظیر حسن صاحب قبلہ المتخلص بہ سخا برادر بزرگ جناب ممدوحہ کی مساعی جلیلہ نے اُن دشواریوں کو مٹا دیا جناب ممدوحہ بخلاف دیگر اراکین خاندان پرانے رنگ کی قابلیت کے ساتھ نئی روشنی والوں کی نظر میں بھی ایک روشن خیال بزرگ ہیں آپ اپنے خیالات میں ہمارے گھر میں منفرد ہیں اور بیچ تو یہ ہے کہ آپ ہی کی کوششوں نے اس ارادہ میں ہم لوگوں کو کامیاب کیا یہ مجموعہ چھپوایا گیا تو اس اہتمام سے کہ طبع خاص کام کرنے والے خاص اور مصحح خاص کی نگرانی سے اختتام کو پہنچا جتنے نسخے چھپے سب حاصل کر لئے گئے مطبع میں غیر ضروری ایک

کاپی بھی نہیں چھوڑی گئی اور اب یہ انہی ہاتھوں اور انہی آنکھوں تک  
 پہنچ گیا جو اس کے ہاتھ میں لیے اور دیکھنے کے اہل ہیں خداوند تو ہماری  
 پردہ پوشی فرما اور موجودہ آزادی اور اس کے برے نتائج سے محفوظ  
 رکھ اور ہماری خدمت و محترمہ کو اس گھر کی نو عمر لڑکیوں کے سر پر سلالت  
 رکھ اور انکو مدوحہ کے خوان تربیت کا زلہ رہا بنائے رکھ آمین۔

### قطعہ تارخ

جناب جدہ محمدم پرویں	کہ مستغنی کلامش از دنیا گشت
سخن چوں بوس غنچہ داشت مخفی	چو گل بہ شگفت ساری رہوا گشت
مشام اہل عالم شد معطر	بہ ہر جا این نسیم جانفزا گشت
رسید این مرزدہ از ہاتھ کہ بکل	بگو۔ دیوان پرویں بر ملا گشت

تقریظ دلپذیر بر خورداری والدہ نشی محمد انور نبیرہ قبلہ دو جہاں  
 کعبہ ایماں حضرت عبد الصمد خاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ اتر ولوی

آج میرا قلم زمانہ اور اسکی نیزنگیوں کی تصویر کھینچنے پر تلا ہے۔ بار بار  
 یہ جی چاہتا ہے کہ جتنی بڑی ضخامت اس دیوان کی ہے۔ کم از کم اتنی  
 ہی بڑی ایک ضخامت اس کی تعریف میں لکھوں۔ مگر نہ تو الفاظ پاتی ہوں  
 اور نہ وقت۔

رنگارنگ کے مضمون کلام کی باریکیاں۔ ردیف۔ اور قافیوں کا  
 سخت سخت مقامات میں گذر۔ روزمرہ کا خیال۔ محاوروں کا جابجا

کھپایا جانا۔ ایک خوبی ہو تو کموں۔ دریا کو کیونکر کوزہ میں بھروں۔ حمد و ثنا کا جام وحدت میں سرشار ہو جانا ولولہ انگیز تر قصیدے مرصع غزلیں۔ کیا نہیں ہیں اللہ کے فضل سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ دیوان نہیں ہے بلکہ تعلیم نسواں کے زر گرنے ایک بیش بہا جڑاؤ زیور طیار کیا ہے۔ کہ جسکے دیکھنے سے دل خوش ہی نہیں ہوتا۔ بلکہ روحانی غذا بھی حاصل کرتا ہے۔ ایک بار ہاتھ میں لیکر چھوڑنے کو دل نہیں چاہتا۔

اگرچہ عرب میں ایسی بے انتہا مثالیں پائی جاتی ہیں کہ ہماری نہیں فن شاعری میں کمال پیدا کرتی ہیں۔ اور قدر و منزلت میں صدر مقام حاصل کرتی ہیں۔ گرائیشیا میں اور خاص کر ہندوستان میں ایسی مثالیں بہت کم ہیں۔ ہزاروں گھر تو ابھی تک تعلیم نسواں کے بالکل حشرات ہیں چہ جائے کہ شاعری اور پھر اس میں کمال۔ میں اپنے اس چھوٹے سے مضمون کو اس دعا پر ختم کرتی ہوں کہ اے ارض و سما کے مالک ہمپر رحم کر اور اس اندھیر گھور سے ہلکونچال ہمیں توفیق عطا کر کہ ہم علم سے روشنی حاصل کریں اور اس روشنی میں محض دنیا ہی کو نہیں بلکہ تجھ کو پائے پالیں۔ اے اللہ یہ دیوان بجلی کا لیمپ بنے اور اس کی روشنی میں علم کی خوبیاں ہم پر نمودار ہوں۔ اور ہلکواپنا گردید بنالیں۔ آمین بلکہ غم آمین۔

والدہ سید محمد الوز محمودی طالب علم درجہ انٹرنس ہمارا جہ کالج  
راج سوانی جیپور مورخہ ۲۳ دسمبر ۱۹۱۳ء

## تقریظ و تاریخ مقررہ بر خورداری نور چشمی ام محمود و خست کرکلاں حضرت انجی مکرم حضرت مولانا سخا مظلہ

بولتی ہوں اور بے مانگی زباں روکتی ہے زباں کھولتی ہوں اور کم لیتی  
بٹکتی ہے مخدومہ مکرمہ جناب پھوپھی اماں مظلما کے زبان سے نکلے ہوئے  
الفاظ ہمارے افتخار کا باعث ہوتے ہیں نہ ہم سے کم سوادوں کے منہ  
سے نکلے ہوئے کلمات جناب موصوف کے لئے غرت تقریظ وہ لکھے جو  
اُس کلام کو جانچ سکے ہم اُس کے پورا سمجھنے سے بھی قاصر ہیں تاریخ وہ  
کے جو اس فن کا مشاق ہو ہم اس میں بھی عاجز ہیں بہر حال جس طرح  
تقریبات میں ہم سب آپ کے ساتھ جاتے ہیں کلام میں بھی ہم آوازی  
سے محروم رہنا نہیں چاہتے آپ کا کلام آپ کی قابلیت اہل علم مردوں  
کے نزدیک مسلم ہے مغضہ تاج العلما کی پیاری پوتی عالم کامل کی رشید  
بیٹی دو عالموں کی سعید بین آپ کی تعریف کے ثبوت میں یہ کلیات  
دلیل قاطع ہے اور بس اللہ تعالیٰ قدرت دانوں کے دل میں جسگہ اور  
سخن سخنوں کے آنکھوں میں دیبا اعلیٰ ہے۔

این عازمین و از حلقہ جہاں میں باد

قطعہ تاریخ

کہ جیسا نخل ویسے ہی شہر ہیں  
لکھو۔ اشعار پرویں پر گہر ہیں

یہی کافی ہے اک تعریف اسکی  
سن ہجری میں اب چھپنے کی تاریخ

تقریظ و تاریخ رقمزدہ عزیز از جان عفت نشان بر خورداری البیہ  
نور چشم سید شتاق حسین زاد اللہ عمر ہا

اللہ اللہ میں اور محذومہ بھوپنی صاحبہ کے کلام کے بارہ میں منہ  
کھولنا کہ بلند کو نرے میں تولنا ہے آپ کا کلام آپ کی یاقوت  
علی سے زیادہ مشہور اور آپ کا شہرہ علیت مسلم نزدیک و دور  
ہے آپ کا علی مذاق ہمیشہ علی امداد میں صد ہار روپے خرچ کرتا  
اور قونی درد ہزار ہا اٹھواتا رہتا ہے آپ کے علی چشمہ کا یہ  
کلیات ایک قطرہ اور آپ کے شاعرانہ مذاق کا یہ مجموعہ ایک شمشیر  
ہم سے کم استطاعت لڑکیوں کو اس پر کچھ لکھنا اپنے لئے سند  
افتخار حاصل کرنا ہے اللہ تعالیٰ اس کلام کو مقبول عام و مفید نام  
کرے۔ آمین

### قطعہ تاریخ

بلند اور روشن ہے کتنا کلام مے دل نے بھری میں یں سال طبع	صفا خیر ہے نور آگیاں ہے یہ کہا جلوہ نظم پرویں ہے یہ
--	--

تقریظ از جانب عزیزہ وسیعہ نادر جہاں طاہرہ بیگم دست عسکریہ  
بنت تحصیلدار صاحب

اس نظم و بخش ریختہ کلک جواہر سلک حضرت بڑی بیگم صاحبہ التخلص

بہ پرویں است کہ رنگ صحبت حضرت قبلہ دو جہاں حضرت میسر  
 قربان علی صاحب علیہ الرحمۃ از ہر مصرعہ او ہویدا است کلام شاعر  
 بارنگ صوفیانہ نقش کرده اند اگر مذاق شاعرانہ تک این کلام  
 است چاشنی نقوف کام و دہاں لطیف و شیریں می سازد۔  
 الحق کہ پرویں رتبہ خود را ازین کلام خویش براخلاک رسانیدہ است  
 مگر درین عالم ہر مصرعہ سوائے در چشم بنندگان و مذاق در قلب  
 طالبان و لطف در دل شاعران پیدامی کند۔ اگر جائے ہر مصرعہ  
 در سویدائے قلب سازم بجا است و اگر حرفش را سرمہ چشم خویش  
 کنم روا است ۛ

این کلامیست کہ بنید اگر شنیدہ حق  
 سرمہ چشم کند و در دل و جاں سازد

ہر کرا مطالعہ اش خوش نہ سازد دیدہ بے نور و وارد و ہر کہ ازین  
 کلام لطف نگیرد مذاقے ورفے سخن ندارد۔ منکہ از خوش چینائی  
 حضرت پرویں ام نسبت تلمذ خویش اگر بایشان سازم کلاہ گوشہ  
 تفاخر بر آسمان نہادن است۔ این نسبت ہم خالی از گستاخی و دور  
 از بے ادبی بنی باشد۔ چہ نسبت خاک را با عالم پاک گر این تحریر  
 را ذریعہ نجات و مایہ سعادت برائے خود می شمارم و این کلمہ چند را  
 در حیات ابدی حضرت پرویں مثل دعا می افزایم۔

# تقریظ و پذیر بر خوردار عزیزہ ہمیشہ دختر چھوپا قاضی برکت علی صاحب مرحوم وکیل سررشتہ سابق

بہار عالم حسن دل و جاں تازہ میدارد  
برنگ رباب صورت را بہوار بآب معنی

میرے اللہ میاں ہمیشہ صاحبہ مخدومہ نے دیوان لکھا ہے شاعری  
میں نیا عنوان قائم کیا ہے پرانے راستہ پر جہانگ چلی ہیں وہ تو  
بجائیکن نئے رنگ میں عروس شاعری کے لباس کو رنگا ہے  
یہ کیسا تماشہ کہیں قدیم سخنوری کا انداز ہے تو صفحہ کا صفحہ شاہد  
طناز ہے کہیں نئی دنیا کا پرداز ہے تو دیسی سارنگی میں ہارنوم  
کی آواز ہے قومی رنگ ہے تو نیرل شعر گوئی کا اعلا پایہ ہے  
ناول کوں تو مشہور نہیں ڈراما کوں تو سوال و جواب میں مصوری  
نصیحت نامہ کوں تو عاشقانہ شاعری رو کے۔ رنگیں بیانی  
سمجھوں تو مصلحانہ حصہ ڈکے ہر قسم کی شاعری کا مجموعہ اور ہر رنگ  
کے پھولوں کا گلدستہ ہے۔ اللہ تعالیٰ اہل سخن کا دماغ ہمیشہ  
اس سے معطر اور اہل مذاق کا دامن دائم اس سے منور رکھے آمین



تقریظ ریختہ قلم جواہر رقم فرزند می اعزی ارشدی چشم و چراغ  
 خانوادہ طریقت جرحہ پیش بادہ معرفت - گرامی منش سعادت  
 و اقبال نشان رونق و زینت دودماں میاں مولوی سید  
 عبدالرحمن اوصلہ اللہ الی شمتی مدارج الارقاء و العرفاں صدر  
 منظم محکمہ سائرات راج سوانی جلیپور

نقادان لالی بلاغت و جوہریان یو اقیبت فصاحت - نامداران خطہ  
 سخن - و شہسواران عرصہ ذکا و فطن - سالکان مسالک نظم و نثر و اماکن  
 ممالک شعر پر پوشیدہ نہیں ہے کہ گوہر سخن قیمتی اور با صفا ہے اور  
 کلام منظوم عظیم اور گراں بہا - کارخانہ امکاں میں کوئی متاع اس  
 سے گراں مایہ تر نہیں خریدی جاسکتی - اور بازار عالم میں کوئی شے  
 اس سے بلند تر نہیں دیکھی جاسکتی - احاطہ عقل میں کوئی شے اس سے  
 زیادہ با وقعت نہیں آتی اور خزانہ خیال میں کوئی صورت اس سے  
 زیادہ خوشنما نہیں معلوم ہوتی - وزن و مقدار اس درشا ہوار  
 کو سوائے خردمند کامل کے نہیں جان سکتا - اور قدر و قیمت اس  
 اصل بے بہا کی سوائے دانشور عیار کے اور کوئی نہیں معلوم کر سکتا  
 نظم و نثر کی مختلف اور بے شمار قسمیں ہیں - سخنوروں کے حالات  
 و مزاج مشابہ چار شنبہ عزیز از جان مولوی سید عبدالرحمن مرحوم مغفور کا انتقال ہو گیا -

کے تفاوت اور ہنرمندوں کے درجات کا اختلاف جو کہ اُن کے طبائع  
 رسوم و اوضاع کی تفسیح و تحسین تحریر و تقریر نفیس و آفریں دیگر مقتضیات  
 کی وجہ سے ہے۔ نظم کے قسم در قسم ہونے کا باعث ہوا ہے اس لئے  
 ہر شاعر کا کلام دیکھنے سے قبل اُس شاعر کے مذاق اور اس کے  
 اہل وطن کے خیالات کا اندازہ بھی رکھنا ضروری ہے اس سے  
 شاعر کے اصلی مطلب تک رسائی ہوتی ہے۔ اُسی شاعر کا کلام پسند  
 ہوتا ہے جو اپنے زمانہ کے لوگوں کے مذاق کا خیال بھی رکھتا ہے اور  
 اُسی شخص کا کلام عرصہ دراز تک باقی رہتا ہے جو فطری جذبات کو  
 جن میں راستی اور صداقت کے سوا کچھ نہ ہویت با اثر اور سادہ الفاظ  
 میں ظاہر کر لے اور جس سے خاص و عام اپنی لیاقت کے اور علم  
 کے مطابق نتیجہ اخذ کریں ورنہ ہر قافیہ پیمایا کا نام شاعرانہ بالکل  
 کی فرست میں نہیں داخل کیا جاسکتا شاعر کا اولین فرض ہے  
 کہ انسان کی فطرت کو غور سے دیکھے اور اپنی شاعری کی بنیاد  
 اُس عہد پر رکھے جو اُس نے روز ازل میں اپنے رب سے کیا  
 تھا یہی پاکیزہ شاعری ہے اور بیشک سولے کا طین کے کوئی  
 شخص اس شاعری کے میدان میں قدم نہیں رکھ سکتا جس  
 ذات قدسیہ کی خاطر میں یہ چند سطریں لکھتا ہوں وہ میری مخدومہ  
 مکرمہ والدہ ماجدہ ہیں جنہوں نے حال میں ایک دیوان طبع کرایا  
 ہے۔ میری کیا لیاقت ہے کہ آپ کے اور آپ کے کلام کے

بارہ میں کچھ بیان کروں خود ماہران سخن کلام کی قدر کو جان سکتے ہیں۔  
 یہ دیوان پرویں جس کو قلمِ عرش بریں کنا چاہئے مضامین  
 تصوف سے مالا مال ہے ہر مصرع اُس کا سرو گلستانِ خوبی اور ہر  
 بیت اُس کی شمشاد بوستانِ محبوبی اُس کلام کی تعریف میں زبان  
 فصاحت لال ہے اور اُس کی توصیفِ قوتِ ناطقہ سے محال ہے  
 اُس کے محاورات اور اُسکی چست بندشیں قابلِ تعریف و توصیف  
 ہیں ہر لفظ اُس کا گوہر شاہوار ہے اور ہر حرف اُس کا جوہر ابدی  
 مذاقِ تصوف جو اس دیوان کی جان ہے عجیب تسکین دہ اہل ایمان  
 ہے کہیں درد کشاں بادہ محبت کو ملازمت پیر مغاں کی ہدایت  
 ہے اور کہیں سرشارانِ بادہِ الست سے اُن کی لغزشِ پاکی  
 شکایت یہ دیوان بیشتر عشق و محبتِ حقیقی کے جذبات اور پاکیزہ  
 خیالات اور دلدادگانِ طریقت کے واردات سے مملو ہے اور  
 یہ سب فیضانِ ذاتِ قدسی صفاتِ معدنِ لطافتِ روحانیہ محض  
 معارفِ قرآنیہ حضرت والدی سیدی سیدی جناب حاجی میر  
 قربان علی صاحب نور اللہ مرقدہ نقشبندی مجددی کا ہے انہیں  
 کے فیضانِ صحبت سے یہ سب آتشِ بیانی ہے والدہ مخدومہ کو امراض  
 گوناگوں سے کب اتنی فرصت ہے کہ ترتیبِ دیوان کی ہمت ملتی  
 اور شعرو شاعری کی طرف توجہ ہوتی لیکن وہ جذبات اور ولولہ  
 عشقِ الہی وقتاً فوقتاً مجبور کرتا رہا اور اُن کو اپنے خیالاتِ جذبات

کا اظہار کرنا پڑا یہ مجموعہ کلام امید ہے کہ بادہ فو شاں است کے لئے فائدہ سے خالی نہ ہوگا اور سخنوران کا دل بھی فرقہ انات کی طرف سے اسکو ایک ترقی قوم کی علامت تصور کریں گے دیگر مضامین بھی کہیں کہیں ہیں تاکہ دیوان دنیاوی دیجیسی سے خالی نہ رہے اور اُس سے ایک لطف بھی پیدا ہو گیا ہے خدا سخن جیل سدا سے بچائے اور مقبول عام فرمائے۔ آمین

تقریظ صبیہ مرضیہ بنت بنت الراقمہ صاحبہ العابدۃ العالمہ  
بانوئے خانہ و تہۃ العین غریزہ ازجاں بر خور دار و تہنم  
سعادت تو امان حاجی سیدانوار الرحمن سلمہ المنان  
المخلص بسمل نائب ناظم ریاست جے پور

خدا کا شکر ہے کہ میری مخدومہ مکرمہ جناب نانی صاحبہ محترمہ  
دامت ظلہا کا دیوان چھپ کر تیار ہوا میری لیاقت اتنی نہیں ہے  
کہ میں اُس پر کوئی نفاذ نہ رائے دے سکوں اور اگر تعریف  
کروں تو اُس کے لئے بھی قابلیت اور سخن فہمی درکار ہے ورنہ  
ناشناس سے بے قدری شعر ہوتی ہے علاوہ بریں چونکہ مجھے  
مخدومہ موصوف سے علاوہ نسبت خوردی کے نسبت تلمذ بھی  
ہے ایسی صورت میں مجھے آپ کا ہر کلام دلکش و دل فریب اور

بہتر نظر آتا ہے لیکن جو کچھ میرے دل میں اُس کی منزلت ہے وہ اگر  
ظاہر کروں تو شاید غوام یہ سمجھیں کہ شاگرد کی رائے اُستاد کے  
حق میں نو اسی کی رائے نانی کے حق میں۔ اچھی ہونے سے واقعہ  
نفس الامر پر کوئی روشنی نہیں پڑ سکتی اس لئے میں اپنے اصلی  
خیالات کے اظہار سے احتراز کرتی ہوں حاسد کینہ پیشہ نگاہوں کی بہت

چشم بد اندیش کہ بر کندہ باد  
عیب نماید ہنزش در نظر

کد دنیا کافی ہے۔ منصف اہل نظر سخن فہم قدر شناس حضرات اس  
دیوان کو دیکھ کر بغیر کسی بیجا طرفداری کے یہ کہہ اُٹھیں گے ابتدا سے  
زبان اُردو کی بنا قلعہ معلیٰ کی بیگیت کی سادہ بول چال پر رکھی گئی  
ہے۔ انہیں کی زبان مستند ہے۔ پھر شہزادوں کی پھر اور دلی الو  
کی غلط تفاوت المراتب۔ اب ایک ایسا زمانہ آ گیا ہے کہ وہ مقام  
جو زبان کا سرچشمہ اور منبع تھا تباہ و ویران ہو چکا اور جو بچے کچے  
نفوس ایسے رہ گئے تھے جن کی زبان سے استناد ہو سکتا تھا وہ یا تو  
ختم ہو گئے یا ختم ہونے والے ہیں اور اب زبان یتیم اور لا وارث  
ہو چکی اب ہر شخص اُس پر اپنا حق اور دعوے کر رہا ہے نہایت افسوس  
کا موقع ہے کہ جن کی باتوں پر بنائے زبان اُردو رکھی گئی اُن کے  
کلام کا کوئی محفوظ خزانہ اس وقت قوم کے ہاتھ میں نہیں ہے  
اور نہ اس پر کسی زمانہ میں توجہ کی گئی مستورات کے جو چند

دوا دین موجود ہیں اُن میں کوئی ایسا نہیں ہے جس کی زبان مستند ہو سکے  
گزشتہ زمانہ میں تو ایسا موقع تھا کہ جب کسی محاورہ کی بابت تنقید  
کی ضرورت ہوئی اہل زبان حضرات سے تصحیح کرائی جاسکی اب وہ  
دورہ ختم ہو چکا اب ایسا وقت ہے کہ ہر شخص کو ادعا ہے زبان دانی  
ہے اور اہل کمال کا متک اہل علم کی زبان سے ہے ہر پنج وہ نقہ  
روش کی اسناد باقی نہیں ہے اور عنقریب زبان ایک دوسرا  
رنگ اختیار کرنے والی ہے اور وہ رنگ خواہ اچھا ہو یا برا مگر یہ  
ضرور ہے کہ رنگ قدیم سے مختلف ہوگا ایسے پر آشوب زمانہ میں  
بہت ضروری ہے کہ ہم اپنی قدیم زبان کا کوئی ایسا محفوظ خزانہ  
چھوڑ جائیں جو قدیم رنگ کے متبعین کے لئے سند اور جدید دور  
والوں کے لئے بھی قدیم رنگ کا نمونہ ہو سکے اس مقصد کو اس  
دیوان نے کامل طور پر پورا کر دیا ہے کیونکہ حضرت مخدومہ کی ذات  
ایسی ہے جنکو ایسی آغوش میں تربیت نصیب ہوئی ہے کہ آپ  
پر اہل زبان کا لفظ پورا پورا اطلاق کرتا ہے کیونکہ آپ کی والدہ ماجدہ  
سادات عظام و زرائے شاہانِ تیموریہ کی یادگار تھیں اور انکی  
تربیت خاص قلعہ میں ہوئی اور شبانہ روز شاہزادیوں میں نشست  
برخاست رہی یہاں تک کہ اُن کی آنکھوں کے دیکھتے دیکھتے اُس  
گلشن بے خار میں خزاں آئی جس کا اثر خاص اُنکی ذات پر بھی وہی  
پڑا جو اور قلعہ والوں پر ہوا تھا۔

اس بیان سے یہ غرض ہے کہ مخدوم کی زبان کس درجہ قابل استناد و استشاد ہو سکتی ہے اور بوجہ شرافت و سیادت ذاتی اور رسم و رواج خاندانی انکی زبان پر عیاں نہ ہونے کا بھی گمان نہیں کیا جاسکتا جیسا کہ اور اکثر دواوین پر یقین کے ساتھ کہا جا رہا ہے جو اس وقت تک عورتوں کے نام سے طبع ہو چکے ہیں۔

یہ چند الفاظ جنکو میں سمجھتی ہوں کہ میں نے بغیر کسی طرفداری کے لکھا ہے میری طرف سے بطور بر تقریظ کے حضرت مخدومہ کے دیوان میں اس دعا کے ساتھ داخل کرتی ہوں کہ خداوند عالم اپنے فضل سے اس کلام اور اسکے مکالم کو چشم بد سے محفوظ رکھے اور دیر تک ہم ذلہ خواران نصیحت کو اسکے مزے لینے نصیب ہوں۔ آمین

تقریظ منجانب لیسق و شفیق عزیزہ مجہ مشفقہ زلیخا بیگم والدہ نور الحسن  
ساکن امر وہہ حال مقیم ریاست جے پور

حمداً س خداے عزوجل کو کہ جسکے ہیبت اور دبہ کے سبب قلم شکافہ سر ہے اور کاغذ کو سیاہی کے قبول کرنے میں عذر ہے پھر کس طرح حمد لکھنے کی ہمت کی جائے اور نعمت حضور سرور عالم محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم جن کا وصال خود خدا نے پاک ہو کلام خدا اور زبان محمد کا مصداق ہو کیونکر ہو سکتی ہے اور اُس خدا نے پاک و برتر کی عطیات کا اگر لاکھ بار انسان زندگی پاکر تمام دنیا کے درختوں کے قلم اور تمام زمین سستی کے صفحہ کا کاغذ

بنا کر لکھنا چاہے تب بھی اُسے شکر یہ کا عشرت شیر لکھ نہیں سکتا ایک ادنیٰ اُسکا ہم پر  
 یہ کتنا بڑا احسان و کرم ہے کہ منجملہ دیگر مخلوقات ہمو شرف انسانی بخش کر ہم میں  
 سے کسی کو نور باطن سے معمور فرمایا اور کسی کو حسن ظاہری سے محمور کیا کیونکہ  
 علم و ہنر کا حصہ دیا کسی کو مال و زر سے بھر دیا غرض کچھ عجیب اُسکی نیکیاں  
 اور ہمارے حال پر کیا کیا ہر باتیاں ہیں چنانچہ میری مخدومہ مکرمہ جنابہ عظمیٰ  
 بڑی بیگم صاحبہ پرویں سلمہ اللہ تعالیٰ اہلیہ عالیہ جناب اکمل الزماں افضل  
 الدوران مولوی میر قربان علی صاحب مرحوم مغفور سابق ممبر کونسل ریاست  
 راج سوہانی جیو پور نے جو یہ دیوان تصنیف فرمایا ہوا اسکی خوبی اُسکے دیکھنے  
 سے تعلق رکھتی ہے عجیب جدت طبع و مضمون آفرینی فرمائی ہے سبحان اللہ بندش  
 چست نشست درست قافیہ دل پند ردیف خوش پیوند اگر کہیں لطف زبان  
 ہی تو کہیں مضمون نادر بے پایاں ہے کہیں لغت حبیب خدا محمد مصطفیٰ  
 صلی اللہ علیہ وسلم ہے کہیں منقبت حضرت علی شیر خدا ہے اور کہیں مدح صحابہ  
 کبار ہی کہیں تفسیر و تہجیات گہر بار ہی کہیں رنگ مجازی کھلا ہوا ہے کہیں  
 کلام تصوف سے بھرا ہوا ہے یہ سب تو یہ ہے کہ ان با کمال نازک خیال ہمنیال  
 بی بی نے کیا کیا انوکھے اور عجیب و غریب مضامین پیدا کئے ہیں واقعی  
 اُنکی قابلیت قابل داد اور لیاقت لائق آفرین ہے میں اس مضمون کو اس  
 شمار پر ختم کرتی ہوں - شعر

نوح سے عمر فزوں ہوئے تمہاری پرویں

اور نازل ہو سدا رحمت باری پرویں



تاریخ انتقال پر طال لاڈلی سگم ہمیشہ زادی مصنف یوان ہزارہ تصنیف  
برخوردار سعید رشید مولوی سید انوار الرحمن اسماعیل نائب جدار سب

گو نئے صدمہ کی ہر تاریخ میں نوحہ گری  
اُٹھ نہیں سکتا ہے دے اللہ بہت صبر کی  
خرمن ہوش و ہواں مصر پر بجلی گری  
ایک کلی پیدا ہوئی تھی بڑی کھلی دھجھائی  
غم رسیدوں سے یہ آخر کس لئے تھی دل لگی  
کس لئے سوئی امانت کس لئے چھپیں لی  
یہ اگر ہتے یہاں وہاں ہونہ جاتی کچھ تھی  
اُسکو کیا گرد و زخ، ہجران میں جاں اپنی ملی  
جی رہی ہیں موت سے بدتر ہی لیکن زندگی  
اکلبہ احزاں میں جواک شمع تھی نہ بجھ گئی  
یاد کوئی بات کیا آئی کہ اک برجھی لگی  
سن میں کچی تھی مگر فہم و فراست میں بڑی  
تھی اطاعت میں فرشتہ اور صورت میں پری  
اور شرافت اُسکی ظاہر ہو کہ تھی آل نبی  
روضہ اتار پر جا کر مراقب بھی ہوئی

گو نسا غم ہو کہ جسکی شرح ہو سکتی نہیں  
بار الام فراق ماہ پر در طاسرہ  
اُہ اس غم سے کلیجہ چُپک گیا دل جل گیا  
ایک دن بھی پھولنا پھلنا نہ دیکھا باغ کا  
کنسے کی تھی آرزو اولاد کی تجھ سے فلک  
ہم ہمتے انسان کیا ہم میں نہ تھی تاب توں  
پھوں بھی میں گلشن جنت میں دکھیاں بھی ہیں  
وہ تو مثل بوتے گل سیا باغِ خلد ہے  
جسم میں ہو جان لیکن جان باقی نہیں  
ہو گیا گھر میں اندھیرا روشنی کی کیا امید  
یونہی ہر دم اُسکی شکل آنکھوں میں پرتی ہو کر  
عمر میں تھی ہفت ساہ عقل میں تھی نوجواں  
بات میں شیریں زبان و کام میں تھی ہوشیا  
اُسکو بچپن میں کیا تھا حج نصیب اللہ نے  
پانچواں جب سال تھا صد کے روز رکھ لیا

لے نام طاہرہ سگم - لقب ماہ پرور عرف لاڈلی سگم تھا۔

گودماغ و دل نہیں قابو میں لے سہل مگر	کام لے اب ضبط سے اور فکر کر تابیخ کی
پندرہ ماہ کی تھی اُنیس سو بارہ تھان	تھا بیع الاول اور پچیسویں تاریخ تھی
دریاں عصر و مغرب وقت و جمعہ گون	تھا کہ وہ گلزار خوبی یا اسے رحلت کر گئی

دیکھ کر وہ روح پرانوار رضوان خلدیں  
بول اٹھا۔ اللہ اللہ اُدْخُلْنِیْ جَنَّتِیْ  
۱۳ ۲۹

تقریظ و تابیخ از عزیز مرزا امیر الملک مرزا بلاتی صاحب ہزارہ  
گورگانی رحمت اللہ علیہ

مخدومہ حضرت پردیس زہجہ جناب میر قربان علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ ممبر کونسل  
جے پور رئیس اگرہ شیخ سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ رحمتہ اللہ علیہ کا  
کادیوان اور حجبہ جیسے پچھال کی تقریظ و تابیخ کہ جس کو نہ کوئی تقریر کی لیاقت نہ تحریر کی قابلیت  
نام احقر جو حقیر سے بھی کمتر اوقات نہ کہ جس نے دین کی بھلائی نہ دُنیا کے کام آئے ذات مغل  
چختائی کہ جنہو سب تن پروری میں عمر گزائی ایسے کی توفیق جس کو سب احقر کمیں اور حقیر تر سمجھیں کیا  
کسی بزرگ اور بہتر کی خاطر میں آئے اور وہ کہے تو کیا اور لکھے تو کیونکر جو کجا عدم وجود برابر اور کہے ہی تو کا  
یہ اثر کہ صاحب و چیز می شکندہ قدر شعرا تحسین بیوقوف سکوتے قدر سناش بہ اور تمیل حکم بھی ضرور  
آخر جو رحمت کی تو بھی نہیں بن آیا اور ایک قول اپنا یاد آیا کہ  
ایک ناز مٹھانکی بھی ہمیں نہیں طاقت ہم کچھ بھی نہیں نکلے لاجول دلاوت  
ہاں حضرت پردیس سلمہ کی تعریف اپنے علم و دانست کی اور اپنی سمجھ اور فہم  
کی حد تک اگر پوری سمجھی جائے تو ادھوری عقل کی نشانی ہی اور نہ کہے تو منہ

چھپانے کی صورت دکھانی ہے۔

یہ مخدومہ ذات میں شریف ترین یعنی بیہنجیب لطفین صفات نیک میں جید اور سعید  
دارین لیاقت میں عالمہ پارسائی میں کاملہ اعمال میں صالحہ بھی ہیں نامور عصمت میں غامدہ  
سے برتر ان اوصاف میں خود اپنی مثال اور ان اوصاف کا انکی تعریف میں منہ  
لابل ہی لیاقت میں اگر فور جہاں وقت یازیب النساء زماں لکھوں تو ضرور لازم آوی کہ  
ترادیدہ ویوسف اشیدہ شہیدہ کے بود مانند دیدہ

علم فارسی و عربی وغیرہ وغیرہ انکی گھر کی کھیتی اور وراثت والد مرحوم فاضل  
اجل بھائی صاحب مولوی نظیر حسین صاحب و مولوی امیر حسن صاحب کلمہ  
اپنی اپنی نظیر خود ہی موجود ہیں جو کسی کی تعریف کے محتاج نہیں۔ مشک ان  
کہ خود بوبید نہ کہ عطار بہ گوید۔ ہر ایک علم و ہنر اور اشعار انکی انکی لیاقت  
وقابلیت کے دعوے دار ہیں آفتاب و ماہتاب کی تعریف کرنی اندھیر کو  
نہ ہو کہ جن کی روشنی کی ہر ایک چیز شاہد ہے۔ اسی آب و تاب کے ساتھ ان  
صاحبہ کی لیاقت جسکا بیان مری سمجھ سے دور ہے نیز علم تصوف تو ضرور ہے  
کہ ایک شیخ وقت کی صحبت کا ظور ہے باہنہ عصمت وہ کہ کوئی تو بتاے کہ  
سوائے مخصوص اشخاص کے کہ جو باجارت جناب میر صاحب رحمت اللہ علیہ کی  
کبھی کسی نے تحریر بھی دیکھی ہو تقریر تو کیا اس عالی لیاقت اور بادہ کبر اکا ظرف  
خدا تعالیٰ نے انہی بی بی صاحبہ کا حصہ بنایا ہے اس دیوان کا شائع ہونا  
جو بعض انکے عزیزوں کے اصرار سے ہوا اُسے سمجھنے والے سمجھ سکتے ہیں کہ  
عیاں کردی بطرز دلبری این زبانہاں کہ صد ہانامہ اندازداد اور خود نمائنداری

احقر اگر کچھ بھی یاقت رکھتا تو کچھ تھوڑی تعریف کر سکتا تھا مگر جو کام کوئی نہ کیسے  
 تو کیا کرے اس واسطے اس تقریبے تاثیر کو ختم کر کے ڈرتے ڈرتے ایک تاریخ پیش  
 کرتا ہے تاکہ ایسی تصنیف کہ جو اپنے آپ تعریف کرنے کے قابل ہو یہ احقر بھی اُسکی  
 ساتھ لگا ہے اب مصنف صاحبہ مکرمہ اور ناظرین سخن ہیں کی خدمت میں گزارش  
 ہے کہ

بھلے ہو کر ہمیں کیوں آپ بُرا کہتے ہیں سات اچھونکے بڑے بھی تو لگے ہتے ہیں

تاریخ سال  
 ۱۳۲۰

<p>بمردانہ جودت بطبع رواں          بایں عقل خود ناقص و نیم چال          یہ گو بہر تاریخ دیوان آں          دگر گفت گفتار شیریں نہاں</p> <p>۱۳ ص ۳۱</p>	<p>چہا کرد پرویں بدانی خود          چہ تعریف اچھتر گوید بگو          بہر حال از بکسی عنم مخور          سخن ساز پرویں شیریں سخن</p> <p>۱۳ ۶ ۱۹</p>
---	---

